

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, January 28, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at 9.30 of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَلْيَسْعُونَ فِي الْأَرْضِ فَنَادُوا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ
يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ
مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ
لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, January 28, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at 9.30 of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَلْيَسْعُونَ فِي الْأَرْضِ فَنَادُوا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ
يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ
مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ
لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ
 قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُ عَلَيْهِمْ لَمَّا عَلِمُوْا اَنَّ اللّٰهَ
 غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ : شروع اللہ کے نام سے جو نہراہر بان اور رحم والا ہے
 جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک
 میں فساد پھیلانے پھرتے ہیں (فساد پھیلانے میں کوشاں رہتے ہیں)
 ان کی یہی سزا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا ان کو سولی پر چڑھایا
 جائے۔ یا ان کے ماتھے پر (ایک) ادھر (دوسرا) ادھر سے
 کاٹ دیئے جائیں یا ان کو اس — زمین سے نکال دیا جائے یہ
 تو ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بہت
 بڑا عذاب ہے۔ مگر جن لوگوں نے تمہارے قابو پانے سے
 پہلے توبہ کر لی (اپنے فعل کی لغزش سے توبہ کر کے اللہ اور اس
 کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع ہوئے اور ایسا انہوں نے
 اپنی گرفتاری اور تمہارے قابو پانے سے قبل خود دل سے کیا) تو
 یقین جانو کہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

QUESTIONS AND ANSWERS.

Mr. Chairman : Regrettably, we are meeting thirty five minutes late. I think this is for the first time that it has happened in this session. Rains do slow down things but they should not to this extent.

Questions. Mr. Javed Jabbar

CONVERSION OF PAKISTAN TELEGRAPH & TELEPHONE DEPTT. INTO A CORPORATION

166. ***Mr. Javed Jabbar :** Will the Minister for Communications be pleased to state :

(a) whether the Government is considering to privatise certain sectors of telecommunications in the country ; and

(b) if so, the sectors which are proposed to be privatized and the date by which a decision will be taken in the matter and implemented ?

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak : (a & b). The Government has decided to convert Pakistan Telegraph & Telephone Department into a statutory corporation. There is presently no plan for disinvestment to the private sector.

جناب جاوید جبار : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ تجویز تو زیر غور ہے لیکن کیا وجوہات ہیں کہ کوئی منصوبہ نہیں کہ اسے نجی شعبے میں بھی کام کرنے کی اجازت دی جائے۔

سردار فتح محمد ایم حسنی : جناب چیئرمین ! اس کو کارپوریشن بنانے کا مقصد ہی یہی ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کی طرح ہی ہم اس کو چلائیں۔

جناب جاوید جبار : وزیر موصوف جانتے ہیں کہ کئی پبلک سیکٹر کارپوریشن ایک ارادے سے بنائے جاتے ہیں لیکن پبلک سیکٹر کی جو بدعنوانیاں ہیں وہ بہت جلد اس میں پہنچ جاتی ہیں۔ تو حکومت نے کچھ اقدامات اٹھائے ہیں یا آپ کریں گے جس کے ذریعے سے آپ انشور کریں گے کہ نئی کارپوریشن جو جن بنائی جائے traditional vices یعنی بدعنوانی اور بدانتظامی اس میں نہ پھیلے۔

Mr. Chairman : I do not think this is a fair question. I think it is based on so many assumptions and it is asking for opinion.

Mr. Javed Jabbar : May I just also put forward with the supplementary an observation that this is a major step that the Government is going to take.

Mr. Chairman : If it is a statutory corporation the statute would come to the House and then you can debate and discuss it at that stage.

Mr. Javed Jabbar : Rather than put the supplementary at this stage?

Mr. Chairman : Right.

Mr. Javed Jabbar : All right. I defer it.

Mr. Chairman : Next question. Mr. Javed Jabbar.

WALKIE TALKIE SETS

167. *Mr. Javed Jabbar : Will the Minister for Communications be pleased to state whether it is a fact that the Government does not allow the import of Walkie Talkie sets for short distance communication by private sector ; if so, the reasons thereof ?

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak : Yes, the import of walkie talkie sets for short distance communication by the private sector is not allowed. The restriction has been imposed on the import of equipment to protect the local industries. These wireless sets are being manufactured in Pakistan by M/s. National Radio Telecommunication Corporation, Haripur, Hazara and M/s. Micro Electronics International (Pvt), limited, Lahore.

Mr. Javed Jabbar : Supplementary Sir.

Are there any restrictions on the use of the locally made sets?
Do we have to obtain special permission in order to operate these sets?

سردار فتح محمد ایم حسنی : جی ہاں پابندی ہے ۔

Mr. Javed Jabbar : What kind of restrictions are there? What is the procedure by which permission can be obtained?

جناب چیئرمین : کیا آپ پابندی کی تفصیل بتا سکیں گے اور کس طریقے سے اس کی اجازت دی جاسکتی ہے ۔
سردار فتح محمد ایم حسنی : یہ پابندی ڈیفنس والے لگاتے ہیں ۔
جناب چیئرمین : آپ کے پاس اس کی تفصیل ہے ۔

Rana Naeem Mahmud Khan : May I clarify?

Mr. Chairman : Yes, please.

Rana Naeem Mahmud Khan : Sir, the restrictions imposed on the use of wireless equipment in Pakistan is under the Tele-communications Act and permission is required from the Government of Pakistan, i.e. Ministry of Communications through applications to be made to that Ministry through the Director General of Communications. So, that is the procedure.

Mr. Chairman : Where does Defence come in?

Rana Naeem Mahmud Khan : What he meant to say was that it is because of the national defence requirements that these restrictions are imposed.

Mr. Javed Jabbar : So, if any one in the private sector wishes to use a set of Walkie-Talkie unit, will they be allowed if the application is made in the due process?

سردار فتح محمد ایم حسنی : جی ہاں اس لائسنس کی منظوری وائرلیس بورڈ سے لی جاتی ہے اس بورڈ میں ہماری سیکرٹری کمیونی کیشن پی آئی اے، سول ایوی ایشن، ٹی اینڈ ٹی پولیس، آرمی، نیوی، ایئر فورس پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن والے ہوتے ہیں۔

جناب جاوید جبار : مٹر چیئرمین ! آج کل کے دور میں نجی شعبے کے کام میں کئی ایسے مرحلے آتے ہیں جہاں وائرلیس سیٹ سے بہت زیادہ ایفیشنسی بڑھائی جا سکتی ہے تو اصولاً کیا حکومت نجی شعبے کو اجازت دینے کے لیے تیار ہے کہ ہم صرف سیٹ کو آپریٹ کر سکیں۔

جناب چیئرمین : وہ فرما رہے ہیں کہ ایک بورڈ ہے جس کے سامنے یہ درخواست پیش کی جاتی ہے اور وہ جائز حالات میں اجازت بھی دیتا ہے یہ جو آپ کا فرمانا ہے بالکل صحیح ہے لیکن یہ ہم بلاسٹ بھی والی ٹانگی سے ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی میں عرض کر دوں۔

جناب جاوید جبار : ہم بلاسٹ کی وجہ سے دوسرا کام تو نہ روکا جائے۔

جناب چیئرمین : میں یہی عرض کر رہا تھا کہ آپ دوسرا پہلو بھی نہ بھولیں۔

جناب جاوید جبار : وہ تو دیے ہی ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال جناب جاوید جبار۔

TELEPHONE SERVICE IN THAR DESERT AREA

168. *Mr. Javed Jabbar: Will the Minister for Communications be pleased to state :

(a) the total number of telephone connections location-wise, operating inside the Thar desert region excluding the Green Barrage area : and

(b) the total number of new connections and public call offices, if any, proposed for the said region for the years 1986-87, 1987-88 and 1988-89 ?

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak: (a) There are 500 connections working as per details given below :—

1. Chhore	14	Connections
2. Chilhar	9	Do.
3. Chachro	25	Do.
4. Dhoronaro	38	Do.
5. Diplo	72	Do.
6. Islamkot	26	Do.
7. Kalori	13	Connections
8. Mithi	64	Do.
9. Nagarparkar	27	Do.
10. Umerkot	203	Do.
11. Dhano Dandhal	9	Do.
Total	500	Do.

(b-i) Proposal regarding new telephone connections.

(i) 1986-87	50
(ii) 1987-88	150
(iii) 1988-89	not yet proposed.

(b-ii) Proposal regarding Public Call Offices.

(i) 1986-87	3
(ii) 1987-88	No. proposal received from Sind Government.
(iii) 1988-89	not yet proposed.

جناب جاوید جبار : سر یہ جو (b-i) میں بتایا گیا ہے (b-1) کے تحت۔ کیا یہ اس ۸۷ - ۸۶ میں لگائے گئے۔

سردار فتح محمد ایلم حسنی : جی ہاں یہ ۵۰ لگائے گئے ہیں۔

جناب جاوید جبار : اس کا ہریک اپ بھی obviously آپ کے پاس ہو گا۔

جناب چیرمین : آپ کے پاس تفصیل ہے کہ کہاں کہاں لگائے گئے تھے۔

سردار فتح محمد ایلم حسنی : سر جیسے جواب میں کہا گیا ہے کہ چھوڑ میں ۱۴ کنکشن چبار میں ۹، چھپرہ میں ۲۵۔۔۔

جناب چیرمین : وہ یہ پوچھ رہے تھے کہ ۸۷ - ۸۶ میں جو ۵۰ نئے ٹیلی فون لگائے گئے تھے انکی تفصیل آپ کے پاس ہے کہ یہ کس کس مقام پر کس کس جگہ پر لگائے گئے۔

جناب جاوید جبار : یہ لگائے گئے بھی ہیں یا صرف پریوزل ہی رہا۔

Mr. Chairman : He says that they have been installed.

جناب جاوید جبار : کیا وزیر صاحب بتا سکیں گے کہ اس کے دوسرے سیکشن میں لکھا گیا ہے کہ ۸۷ - ۸۶ میں پبلک کالز آفس کے لئے حکومت سندھ سے کوئی تجویز نہیں ملی مجھے تعجب ہے کیونکہ ایسی درخواستیں میرے پاس موجود ہیں پبلک کالز آفس کے لیے جو ان لوگوں نے آپ کے پاس بھیجی ہیں۔

سردار فتح محمد ایلم حسنی : پبلک کال آفسز پہلے ہم صوبائی حکومت کا سفارش پر دیتے تھے ڈائریکٹ ہم نے کوئی نہیں لگایا اس وقت حکومت

سندھ نے ہیں کوئی سفارش نہیں بھیجی تھی۔ اس لیے ۸۸ - ۸۷ میں کوئی نہیں لگایا۔

جناب جاوید جبار : اگر ہم آپ کو براہ راست بھیجیں تو کیا آپ کنیڈر کرنے کے لیے تیار ہیں۔

سر دار فتح محمد ایم حسنی : جی ہاں ! ہم اس وقت براہ راست کنیڈر کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب چیمبرمین : شکریہ ، اگلا سوال ۱۶۹ ، انجینئر ایسی ایم فضل آغا ۔

KHUZDAR ENGINEERING COLLEGE

169. *Engineer Syed Muhammad Fazal Agha : Will the Minister for Education be pleased to state :

(a) when the agreement for construction of Khuzdar Engineering College was executed indicating also the estimated cost and the date of its completion , and

(b) when the said college is expected to start functioning ?

Syed Sajjad Haider : (a) The agreement for construction of Baluchistan Engineering College Khuzdar was executed with M/s. Haji Rahim and Co., Quetta and Builders Associates, Karachi in June, 1982 and July, 1983 respectively.

The estimated cost of the Project is Rs. 29,21,35,000.

The Project will be completed by 30-6-1989.

(b) The College has started functioning.

انجینئر سید محمد فضل آغا : ضمنی سوال ، کیا محترم وزیر صاحب بیان فرمائیں گے کہ اب تک اس پراجیکٹ پر کل تخمینہ شدہ اخراجات میں سے کتنے اخراجات ہو چکے ہیں ۔

جناب چیئرمین : اب تک کتنا خرچ ہو چکا ہے اگر آپ کے پاس فلگز ہوں تو بتا دیجیے۔

سید سجاد حیدر : ۱۱۲ ملین یعنی تقریباً ۱۱۲ ملین۔

انجینئر سید محمد فضل آغا : یہ ۲۹ کروڑ روپے کل مالیت ہے جس میں اب تک ۱۱ کروڑ خرچ ہوئے ہیں تو کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ یہ منصوبہ اپنے شیڈولڈ پروگرام سے پیچھے کیوں ہے اس کی وجہ کیا ہے۔

سید سجاد حیدر : اس کی تاخیر کی تین وجوہات ہیں سب سے پہلی تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان حکومت کی جانب سے جگہ کا انتخاب کرنے میں تاخیر ہوئی دوسری وجہ یہ ہے کہ ایگزیکوٹنگ ایجنسی کے لیے کچھ مسائل پیدا ہوئے۔ مثلاً پانی دستیاب نہیں تھا تو تھیر کے لیے دشواریاں پیدا ہوئیں اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اپروٹش روڈ نہیں تھی اور آخری وجہ یہ ہے کہ کچھ ٹیکنیکل وجوہات بھی تھیں۔ پانی کی نایابی اپروٹش روڈ کا نہ ہونا اور فنی مشکلات۔

انجینئر سید محمد فضل آغا : سر میں بہت ادب کے ساتھ وزیر صاحب سے اختلاف کروں گا کہ آپ کو جیسے تجربہ ہے کہ اتنے بڑے پراجیکٹ کے feasible ہونے کے لیے جگہ کا انتخاب ہوتا ہے اس کے بعد کنٹریکٹر جب ٹینڈر کے لیے جاتے ہیں۔

They are supposed to know each and every condition available on the site.

کہ راستہ ہے یا نہیں ہے پانی ہے یا نہیں ہے جس ڈیم کو ٹینڈر ہونا ہے تو اس میں ایک سٹارٹ

ڈیٹ ہوتی ہے اور ہم توقع کرتے ہیں اس ڈیٹ کو پراجیکٹ نے ٹارٹ ہونا ہے تو وزیر صاحب نے یہ جو آرگومنٹ دیئے ہیں یہ اس طرح valid نہیں ہو سکتے کہ اگر agreement ہونے کے بعد اس قسم کے آرگومنٹ لائے جائیں اس پراجیکٹ کے لیٹ ہونے کی کچھ اور وجوہات ہو سکتی

ہیں جو میں سمجھتا ہوں ہاوس کے سامنے لانی چاہیں اور انٹر ٹیکٹور کی وجہ سے یہ پراجیکٹ لیٹ شروع ہوا ہے اس بنا پر کہ پانی نہیں ملا ہے، تو یہ ٹیکٹور کی اپنی ذمہ داری ہے کہ پانی اس کو ملنا چاہیئے تھا اور ٹینڈر دینے سے پہلے ان ساری کنڈیشنز کو اسے foresee کرنی چاہیئے تھیں۔

جناب چیئرمین : ان کو جو معلوم تھا، وہ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اگر آپ کے پاس باقی معلومات ہیں تو وزیر صاحب کو فراہم کر دیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا : آپ کا کہنا بجا ہے لیکن چونکہ وہ وزیر ہیں اور اس قسم کے loop-holes اور lacunas جو ہوتے ہیں ان کو چیک کرنے کی ذمہ داری بطور وزیر اور ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ کے، ان پر عائد ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین : سید سجاد حیدر صاحب۔

سید سجاد حیدر : میں ان کے اس سوال کا خیر مقدم کرتا ہوں مگر میں اس بات کی وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ایگزیکٹو ٹنگ ایجنسی حکومت بلوچستان تھی۔ اس لیے مناسب تو یہ ہو گا کہ حکومت بلوچستان نے پوچھ کر ہی جواب دیا جائے کہ اگر اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات تھیں تو وہ بیان کر دیں۔ جو باتیں میرے علم میں تھیں، وہ میں نے واضح کر دی ہیں۔

[Syed Sajjad Haider]

ایگزیکوٹنگ ایجنسی اس کی حکومت بلوچستان سختی اور وہی اس پر روشنی ڈال سکے گی کہ ان وجوہات کے علاوہ اور کیا وجوہات ہو سکتی ہیں۔

انجنیئر سید محمد فضل آغا : گزارش یہ ہے کہ چونکہ پیسے یہاں سے جاتے ہیں، فیڈرل گورنمنٹ اس کو پائلنس کر رہی ہے۔ اس لئے وزارت تعلیم بھی فیڈرل لیول پر حکومت بلوچستان سے بات کر سکتی ہے۔ ہم بطور سینیٹر کے ان سے تو نہیں پوچھ سکتے ہیں۔ پیسے تو یہاں سے جاتے ہیں۔ یہی ان سے پوچھ سکتے ہیں اور یہ سختی سے پوچھ لیں کہ یہ پراجیکٹ لیٹ ہو رہا ہے۔ اس کے لیٹ ہونے کی وجوہات کیا ہیں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہ سوال تو نہیں ہے۔ آپ کی جو تجاویز ہیں وہ انہوں نے سن لی ہیں۔ جی قاضی صاحب،

قاضی عبداللطیف : نئی روشنی سکول کا دوسرا مرحلہ کب شروع ہونے والا ہے۔

جناب چیئرمین : اس سوال پر ابھی نہیں پہنچے۔ وہ سوال ابھی آنے والا ہے۔ اگلا سوال، سید فضل آغا صاحب، سوال نمبر ۱۷۰۔

LITERACY AND MASS EDUCATION COMMISSION

170. *Engineer Syed Muhammad Fazal Agha : Will the Minister for Education be pleased to state :

(a) the date of the establishment of Literacy and Mass Education Commission :

(b) the total number of the employees of the LAMEC separately in each grade with Province-wise breakup :

- (c) the total number of schools functioning under this Commission ; and
- (d) the progress made and the total expenditure incurred so far on the establishment of various institutions under the control of LAMEC ?

Syed Sajjad Haider : (a) 18-2-1981

(b) List attached " A ".

(c) The total number of *Nai Roshni* Schools functioning under LAMEC is 15198 as against a target of 22,000.

(d) *Progress*.—LAMEC, is working on the following two schemes :

(a) *Nai Roshni* Schools Project.

(b) *Iqra* Pilot Project.

The progress of the schemes is as under :

- (a) *Nai Roshni* Schools Project (1986—90) was approved at a total cost of Rs. 3152.2075 million to open 22,000 *Nai Roshni* Schools for making 1650,000 people literate upto 1990 through out Pakistan. (Province-wise details at flag ' B ').

(i) Total number of schools to be opened	No. of school opened	Male	Female
22,000	15,198	11,792	3,406
(ii) Total enrolment	Male	Female	
407,272	306,946	100,326	

- (b) *Iqra* Pilot Project (1986-87). The Programme was envisaged for one year to make 50,000 persons literate against a total approved cost of Rs. 57.533 million in the Districts of Islamabad and Rawalpindi.

Total No. of illiterates registered		No. appeared in examination	No. of person made literates	
60,095		12,823	9,395	
Male	Female		Male	Female
10,050	50,045		786	8,609

Expenditure

The expenditure incurred by LAMEC during 1986-87 and 1987-88 upto 30-9-1987 is as under :

Name of Scheme	(Rs. million)	
	1986-87	July to Sep. 1987
1. Literacy & Mass Education Commission (Recurring/Non-Development).	4,425	0,699
2. <i>Nai Roshni</i> Schools Project	152,323	67,874
3. <i>Iqra</i> Pilot Project	4,328	3,171
Total ..	161,076	71,744

(Province-wise details are given at flage 'C').

PROVINCE-WISE BREAK-UP OF EMPLOYEES OF THE LAMEC. IN EACH GRADE INCLUDING LAMEC HEADQUARTERS

DPS	LAMEC Headquarters	Punjab	Sind	N.W.F.P.	FATA	Baluchistan	AJ&K/ FANA	Total
22	1	—	—	—	—	—	—	1
20	3	—	—	—	—	—	—	3
19	4	1	1	1	—	—	1	8
18	12	25	15	12	—	15	7	86
17	20	38	12	12	4	12	6	104
16	14	174	96	79	27	72	46	508
15	9	1	1	1	—	1	1	14
14	1	—	—	—	—	—	—	1
12	13	50	27	22	5	32	14	163
11	13	872	393	239	40	82	75	1714
8	1	—	—	—	—	—	—	1
7	9	7956	3614	2142	268	883	491	15363
5	15	108	90	49	7	61	33	363
4	14	36	18	18	7	19	9	121
1	60	239	285	140	36	194	105	1059
	189	9500	4552	2715	394	1371	788	19509

MATERIAL FOR SUPPLIMENTARIES

Nai Roshni SCHOOL PROJECT

PROVINCE WISE PROGRESS REPORT AS ON 15-11-87

(a) Number of schools established and enrolment :

Sr. No.	Area	Target	No. of N. R. Schools Established			No. of students enrolled		
			Male	Female	Total	Male	Female	Total
1.	Punjab ..	11816	5907	2013	7920	160860	60609	221469
2.	Sind ..	4976	2793	806	3599	69724	22098	91822
3.	NWFP ..	2893	1815	335	2150	45691	10939	56630
4.	Baluchistan ..	1160	705	116	821	16086	3211	19297
5.	AJ & K ..	519	276	87	363	6502	2176	8678
6.	FATA ..	486	220	4	224	6289	111	6400
7.	FANA ..	150	76	45	121	1794	1182	2976
	Total ..	22000	11792	3406	15198	306946	100326	407272

(b) Percentage of N.R. Schools established and average enrolment of students :

Sr. No.	Area	Target Nai Roshani Schools	% of Nai Roshani Schools established	Average-size of the Target Class	Average enrolled actual Students
1.	Pakistan ..	22000	69.1	25	26.8
2.	Punjab ..	11816	60.0	25	27.9
3.	Sind ..	4976	72.3	25	25.5
4.	NWFP ..	2893	74.3	25	26.3
5.	Baluchistan ..	1160	70.8	25	23.5
6.	AJ & K ..	519	69.9	25	23.9
7.	FATA ..	486	46.1	25	28.5
8.	FANA ..	150	80.6	25	24.6

PROVINCE-WISE EXPENDITURE INCURRED ON N.R.S.P. FOR THE YEAR 1986-87 & FOR THE PERIOD FROM JULY TO SEPT. 1987

	1986-87	July to Sept. 1987
	(Rs. million)	(Rs. million)
R.D. Sind	21.5314	14.8636
R.D. Punjab.	46.3902	29.6442
R.D. Quetta	9.5255	4.4318
R.D. Peshawar	18.7034	12.0450
R.D. AJ & K	3.7984	3.5892
H/Qs.	52.0642	3.0584
Training Institute	3.099	2.418
Total ..	152.3230	67.8740
Iqra Pilot Project	4.3280	3.1710
Requiring Expenses	4.4350	0.6990
Total ..	161.0760	71.7440

NAI ROSHNI SCHOOL PROJECT

Total provision for 1987-88 as per PC-I ..	Rs. 960.4090 Million
A.D.P. for 1987-88	Rs. 320.035 Million
1st quarter release 1/5th (20%)	Rs. 64.000 Million
2nd quarter release 1/4th (25%)	Rs. 80.000 Million
Total ..	Rs. 144.000 Million

انجینئر سید محمد فضل آغا : میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ جو نئی روشنی سکولوں کا پراجیکٹ حکومت نے شروع کیا ہے جس پر اچھی خاصی رقم خرچ ہو رہی ہے کیا اس کی کارکردگی سے وہ مطمئن ہے، کیا اس کے وہ نتائج ۱۹۹۰ء تک برآمد ہو سکیں گے جس کے تحت یہ پروگرام شروع کیا گیا تھا۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں رائے "سوال و جواب" کے ذریعے نہیں پوچھی جاسکتی بہر حال آپ نے پوچھ ہی لی ہے تو وزیر صاحب بتائیں گے۔
سید سجاد حیدر : میں ان کے سوال کا احترام کرتا ہوں۔ صورت حال یہ ہے کہ اسی غرض کے لیے وزیر اعظم کی ہدایت کے تحت ایک Special Evaluation Committee تشکیل دی گئی ہے اور انشاء اللہ ہم بہت جلد اس کی رپورٹ ٹاؤس کے سامنے لائیں گے۔ ہم اسی لیے evaluation کر رہے ہیں کہ یہ پراجیکٹ اپنی افادیت کے اعتبار سے کیا کردار ادا کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین : جناب قاضی صاحب، آپ نئی روشنی کے متعلق اپنا سوال اب پوچھیے۔
قاضی عبداللطیف : یہ نئی روشنی سکول کا دوسرا مرحلہ کس وقت شروع ہونے والا ہے۔

سید سجاد حیدر : میں نے عرض کیا ہے کہ اسی لیے Evaluation Committee تشکیل دی گئی ہے کہ ہمیں گزشتہ ایک برس کی کارکردگی کا پہلے پتہ ہونا چاہیے، جوہنی اس کی رپورٹ موصول ہوتی ہے، وہ ایوان کے سامنے رکھی جائے گی اور آئندہ کا لائحہ عمل بھی مرتب کیا جائے گا۔ اگر یہ رپورٹ حوصلہ افزا ہوگی تو میں سمجھتا ہوں کہ لازمی امر ہے کہ اس میں پروگرام کے مطابق توسیع کی جائے گی۔

جناب شاد محمد خان : جناب والا! کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ آج تک جو ان کو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق کیا یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ سسٹم اب اپنی جگہ بھٹ گیا ہے اور اس میں مزید توسیع نہیں ہو رہی ہے۔

سید سجاد حیدر : اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اگر یہ ذرا بھڑ جائیں تو انہیں بڑا واضح اور صحیح جواب مل سکے گا کیونکہ سپیشل کینیڈا کی رپورٹ آنے والی ہے جو نہی موصول ہوگی اس سے آپ کو مطلع کر دیا جائیگا لہذا اس وقت میں اس موضوع پر تبصرہ کرنا نہیں چاہتا۔

قاضی عبداللطیف : میں جناب وزیر محترم سے ایک گزارش کروں گا کہ جو پہلے بھرتی ہو چکی ہے اگر ان میں سے کوئی آسامی سپروائزر کی خالی ہو جائے تو کیا اس کو پر کرنے پر اس وقت کوئی پابندی ہے ؟

سید سجاد حیدر : جناب چیئرمین ! اس ضمن میں قطعاً کوئی پابندی نہیں ہے، ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ جلد از جلد کسی آسامی کے خالی ہونے پر اس کی جگہ دوسرے شخص کو ملازمت دے دی جائے۔ کیونکہ وہاں طالب علم تو موجود ہوتے ہیں اس لیے ہم اس کو پر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اس کو خالی نہیں رکھنا چاہتے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال، جناب فضل آغا صاحب، سوال نمبر - ۱۷۱

CADET COLLEGES

¹ 171. *Engineer Syed Muhammad Fazal Agha : Will the Minister for Education be pleased to state :

(a) the names and numbers of other Cadet Colleges which were approved for construction when the Mastung Cadet College was approved ; and

(b) the present position of these colleges alongwith the date, if any, on which these institutions started functioning ?

Syed Sajjad Haider : (a) No other Cadet College was approved for construction when Cadet College Mastung was approved. However, feasibility study, preliminary investigations and project formulation of Cadet College Larkana and Pallandri were initiated alongwith Cadet College Mastung in September, 1976.

ii. The project of Cadet College Larkana has been approved in March, 1987. The Project Director has been appointed and construction work would commence shortly.

iii. The proposal for Cadet College at Pallandri is under process in the Kashmir Affairs Division.

انجینئر سیّد محمد فضل آغا : کیا محترم وزیر صاحب فرمائیں گے کہ کیڈٹ کالج مستونگ جو کہ ۱۹۷۶ء میں منظور ہوا تھا، اس نے کب سے اپنا فنکشن شروع کیا تھا۔

سیّد سجاد حیدر : اس کالج نے جناب، اپریل ۱۹۸۷ء میں کام کرنا شروع کر دیا تھا۔

انجینئر سیّد محمد فضل آغا : یہ میرا ضمنی سوال، ”تجویز اور سوال“ دونوں امور پر مشتمل ہے جیسے کہ میں نے پہلے سوال میں عرض کیا تھا، یہاں بھی یہی ہو رہا ہے کہ ۱۹۷۶ء میں یہ پراجیکٹ ٹیک اپ ہوا تھا اور ۱۹۸۷ء میں اس نے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اگر دس سال ہمارے علاقے میں ایک کیڈٹ کالج مکمل ہونے میں گئے ہیں تو آپ خود ہی شرح خواندگی کو بہتر بنانے کے لیے جو اقدامات کیے جا رہے ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس سست رفتاری سے کیا نتائج برآمد ہوں گے۔

سیّد سجاد حیدر : اگر اجازت ہو تو میں ذرا تفصیل سے روشنی ڈال دوں۔

جناب چیئرمین : جی - فرمائیے۔

سید سجاد حیدر : یہ تین ادارے تھے جو مستونگ ، پلسندری اور لاڑکانہ ، جن کی ابتدا ۷۵ - ۱۹۷۶ء میں ہوئی ۔ اور ان کا تصور پیش کیا گیا ۔ مگر یہ اپنے ابتدائی اور بنیادی مراحل طے کرتے ہوئے پایہ تکمیل کو پہنچے ۔ خاص طور پر مستونگ کالج کی طرف ۱۹۸۰ء میں صدر صاحب کے ڈائریکٹ کی روشنی میں توجہ دی گئی ۔ چونکہ اس ادارہ کا وجود پانچویں پینال منصوبے میں نہیں تھا ۔ پلاننگ کمیشن کے پروگرام میں یہ شامل نہیں تھا ۔ اس کو تو پریزیڈنٹ کے ڈائریکٹ کے تحت لیا گیا ہے اس کے لئے فنڈز کی فراہمی بھی اپنی جگہ ایک مسئلہ تھی ۔

سردار خضر حیات خان : ضمنی سوال ، کیا وزیر صاحب یہ فرمائیے گے کہ چکوال میں صدر صاحب نے ایک کیڈٹ کالج قائم کرنے کا فیصلہ کیا تھا ، اس کی اب کیا پوزیشن ہے اور کب تک اس پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا ۔

سید سجاد حیدر : جناب والا ! اس کے متعلق مجھے قطعاً علم نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : اس کے لیے فریش نوٹس درکار ہے ۔ اگلا سوال شیریں دل خاں نیازی سوال نمبر ۱۷۲ ۔

REVISION OF CURRICULUM

172. *Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi : Will the Minister for Education be pleased to state :

(a) the steps taken by the Government for the revision of curriculum both at the Federal as well as Provincial levels since the announcement of National Education policy in 1978-79 ;

(b) the name of the Chairman of the National Education Council ;

[Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi]

(c) the steps taken by the Government for the integration of the two systems of education in the country i.e. *Madarissah* or "*Darul Uloom*" by the people and the Government Schools/Colleges ; and

(d) whether the Government intends to introduce the faculty of "*Shariah*" in the Law Colleges all over the country ?

Syed Sajjad Haider : (a) In accordance with the provisions of the National Education Policy 1978-79 the curricula in all major subjects at the school level (classes I—XII) have been revised and are being implemented under a phased programme.

(b) Gen. Muhammad Zia-ul-Haq, President of Pakistan.

(c) *Deeni Madaris/Darul Uloom* are totally independent institutions and the Government do not interfere in their internal affairs. However the Government gives financial help to some selected *Madaris* for the introductions of English, Economics and Pakistan Studies in their Curriculum. The degrees of these institutions have been recognized. Arabic has been made compulsory for classes VI—VIII in the Schools and *Islamiyat* has been made compulsory at all levels.

(d) There is no proposal for establishment of a Faculty of *Shariah* in any University in Pakistan (Other than the International Islamic University where it already exists).

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : میں وزیر موصوف
سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ implementation phase جو ہے یہ کتنے
سال تک جاری رہے گا کیونکہ یہ نیشنل پالیسی ۷۸ - ۱۹۷۹ء میں فارمولیٹ
ہوئی تھی - یہ کیا فیز ختم ہو گیا ہے یا ابھی جاری ہے -
جناب چیئرمین : سوال کیا ہوا - میں صحیح طور پر سمجھ نہیں
سکا ہوں -

Maj. Gen. (Retd) Shirin Dil Khan Niazi : Sir, question No. 1 is; in accordance with the provisions of the National Education Policy 1978, 1979 the curricula in all major subjects at the school level i.e. class 1-12 have been revised are being implemented under a phased programme. Has it been implemented or not?

Mr. Chairman : The question is; whether the phased programme covered by your reply to part (a) is still on or has it been finished?

سید سجاد حیدر : اگر آپ اجازت دیں تو اس کی مختصر سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ پرائمری لیول کے لیے ہم نے اکیڈمک سیشن کا ۸۵-۱۹۸۴ سے آغاز کیا۔ اور مڈل لیول کے اکیڈمک سیشن کا ۸۶-۱۹۸۵ سے آغاز کیا۔ سینکڑی اور ہائر سینکڑی لیول کے لیے ہم نے اکیڈمک سیشن ۸۸-۱۹۸۹ سے شروع کیا ہے۔ ہم اس کی پراگرسیں دیکھ رہے ہیں اور اس کے مطابق عمل جاری رہے گا۔

Mr. Chairman : The programme is still continued.

Syed Sajjad Haider : It continues at various stages.

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : اس کا مطلب یہ ہے کہ سر دست یونیورسٹی کا جو اکیڈمک سیشن ہے وہ ریوائز نہیں ہوا ہے۔

سید سجاد حیدر : اس کے لیے تو آپ کو فرلش نوٹس دینا ہو گا کہ ہم نے کہاں اور کس وقت ریوائز کیا ہے مگر میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں کہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ڈگری اور پوسٹ گریجویٹ کلاسز کو ڈیل کرتی ہے۔ میں نے آپ سے یہ گزارش کی ہے کہ ۸۸-۱۹۸۹ء تک میں سینکڑی لیول سے مائی لیول تک ریوائز کیا ہے اور اس کی ابتدا کر دی ہے۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : جناب والا! ایک اور سوال ہے کہ Science equipments جو کلاس سات، آٹھ

[Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi]

اور نویں میں پڑھائے جاتے ہیں، کیا گورنمنٹ نے اس کی اپروول دے دی ہے؟
جناب چیئرمین : کس چیز کی؟

Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi : Science equipments in classes seventh, eighth upto Matric level.

سید سجاد حیدر : اس کے لیے مجھے فرلینش نوٹس چاہیے ہو گا، کیونکہ اس کا سوال سے تعلق نہیں ہے اور میرے پاس فوری طور پر انفارمیشن دیتا نہیں ہے۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیرین دل خان نیازی : جناب والا ! حکومت نے بیلنس ریوائز کیا ہے تو اس کے ساتھ سائنس ایکوئپمنٹ بھی ریوائز ہوتے ہوں گے۔

سید سجاد حیدر : میں Science equipment کے متعلق وضاحت کرنے سے قاصر ہوں کیونکہ میں کوئی ایسی سیٹمنٹ نہیں دینا چاہتا کہ میں کہ دوں کہ فراہم کر دیا ہے اور جب کہ فراہم نہ کیا گیا ہو۔
جناب چیئرمین : شکریہ۔ اگلا سوال نمبر ۱۷۳ جو کہ نامعلوم کر دیا گیا تھا۔

Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi : The next question has been disallowed but I would like to know that President General Zia-ul-Haq is the President of the National Education Conference. Has any suggestion been made to replace him or he is going to continue as the President of the National Education Conference?

سید سجاد حیدر : میں تو اس وقت یہی بتا سکتا ہوں

He is the Chairman and he will continue to be the Chairman as long as he is the President.

Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi : How many meetings have been held since 1978 '79.

سید سجاد حیدر : یہ میں بتانے سے قاصر ہوں۔ اس کے لیے مجھے فریش نوٹس چاہیے۔

میسجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : دینی درس گاہوں میں اور دارالعلوم میں جو تعلیم دی جاتی ہے اس کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ وہ independent ہے مگر curriculum or syllabi گورنمنٹ کو منظور کرنا چاہیے یا نہیں۔

سید سجاد حیدر : میں ان سے گزارش کروں گا کہ سوال کو دہرا دیں کیونکہ میں سوال کو سمجھ نہیں پایا۔

Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi : I will read out your answer, Sir

“(c) Deeni Madaris/Darul Uloom, are totally independent institutions and the Government do not interfere in their internal affairs. However, the Government gives financial help to some selected madaris for the introduction of English, Economics and Pakistan Studies in their curriculum”.

Mr. Chairman : So, What was the question then?

Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi : My question was that: would the Government consider to go through their curriculum what is being taught in these institutions.

Mr. Chairman : Syed Sajjad Haider Sahib.

سید سجاد حیدر : جناب والا ! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے چالیس ایسے دینی مدارس کا انتخاب کر رکھا ہے اور ہم نے اپنی توجہ صرف تین مضامین تک محدود کر رکھی ہے 'کنائس' انگلش اور پاکستان سٹڈیز اور ہم ان کو اس وقت تقریباً دو ملین روپے تنخواہوں اور خریداری ٹیکسٹ بکس کے لیے دیتے ہیں ان چالیس مدارس کو، اور ہماری توجہ صرف محدود ہے، ان تین مضامین تک، جہاں تک ہم ان کو فنڈز دے رہے ہیں فنانس کرتے ہیں اور اس حد تک ہی ہم کریکیم میں دلچسپی لیتے ہیں باقی وہ آزاد ہیں۔

جناب چیئرمین : دینی مدارس کے سلیبس کا جزل روئٹرن زیر غور نہیں ہے؛

سید سجاد حیدر : کوئی تعلق نہیں ہے۔ انڈیپینڈنٹ ہے۔

*Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi : Sir, I would like to know whether Quran is being taught as a text book in these Deeni Madaris?

جناب چیئرمین : وہ تو جواب دیا گیا ہے۔

سید سجاد حیدر : جناب چیئرمین ! ہم ان کا جو بھی سلیبس ہے خواہ وہ قرآن سے متعلق ہو یا حدیث یا فقہ سے ہو، ہم اس میں مداخلت نہیں کرتے۔ ہمارا تعلق صرف تین مضامین سے دلچسپی کا باعث ہیں۔ جس کی میں وضاحت کر چکا ہوں۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! ثامنی صاحب آپ کا سوال اس پر آخری ہوگا۔

قاضی عبداللطیف : جناب گزارش یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم دو ملین روپے ان کو دیتے ہیں یہ دو ملین چالیس مائرس کو ہے یا ایک، ایک کو ہے۔ اور کیا وہ کسی ماسٹر کی تقرری کے لئے ہے یا ان کو نقد دیا جاتا ہے اور اساتذہ وہ خود مقرر کرتے ہیں؛ جناب چیئرمین : جناب سجاد حیدر صاحب۔

سید سجاد حیدر : جناب سب سے پہلی بات تو میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ تمام رقم چالیس مائرس پر تقسیم ہوتی ہے دو ملین رقم کم و بیش ہے exact figure جو ہے وہ Rs. 1.860 million ہے اور اس کی تفصیل تو میرے پاس موجود نہیں ہے مگر ہم اس پہ پابندی یہ عائد کرتے ہیں کہ وہ اس میں سے اساتذہ کی تنخواہ اور ٹیکسٹ بک ہی خرید کریں۔ یہ پابندی ان پر لازم ہے صرف ایک درسگاہ میں دو اساتذہ کی تنخواہ کی اجازت ہے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۱۷۵۔ مولانا کوثر نیازی صاحب۔

ERRORS IN ARABIC TEXT BOOK OF CLASS VIII

175. *Maulana Kausar Niazi (Put by Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi) : Will the Minister for Education be pleased to state

(a) whether it is a fact that 330 linguistic errors have been detected in the Compulsory Arabic book of class VIII published in 1987; and

(b) whether the government is prepared to withdraw this book and include a corrected version of the book in the course in its place?

Syed Sajjad Haider : (a) There were mistakes in first edition of the textbook of Arabic for 8th class printed in 1985 by the Punjab Text Book Board.

Almost all of these pertained to *larab* اعراب. Such errors usually creep in printing etc. The number of errors pointed out in the question are, however, highly exaggerated.

These errors were noted by the Ministry as well as some teachers and so in a meeting of National Committee, detailed analysis of these was made, corrections made and the Textbook Board has been directed to incorporate these corrections in their manuscript.

(b) The book has been reviewed by a specially constituted National Committee and corrections made.

Mr. Chairman : No supplementaries. Next Question—176—Janab Tariq Ch. Sahib.

DISPOSAL OF SABOTAGE CASES BY SPECIAL COURTS

176. *Mr. Muhammad Tariq Chaudhry : Will the Minister for Justice and Parliamentary Affairs be pleased to state :

(a) the total number of cases assigned to the special courts constituted to try accused persons involved in sabotage activities so far ;

(b) the total number of the cases disposed of so far ; and

(c) the Province-wise breakup of such cases indicating also the nature and quantum of punishments awarded ?

Mr. Wasim Sajjad : The question as put by the Honourable Member is vague in as much as it does not identify the offences the Honourable Senator has in view. "Sabotage" as such is not defined as an offence under any existing law. The Question cannot, therefore, be answered.

جناب محمد طارق چوہدری ! جناب انہوں نے خصوصی عدالتوں
نے قانون کے ضمن میں اپنی تقریروں میں بارہا یقین دہانیاں کرائیں کہ یہ جو
مقدمات جو خاص طور پر تخریب کاری کے مقدمات ہیں وہ ان عدالتوں

کے حوالے کیے جائیں گے تاکہ سپیڈی ٹرائل ہو۔ کیا یہ بیان کریں گے کہ کیا واقعاً ایسا ہی ہوا ہے اور خصوصی حالات میں سیاسی پریشر میں آ کے یا پارلیمنٹ کے ممبروں کے against درج ہونے والے جو مقدمات ہیں یا ان کے جو مخالفین تھے ان کو ان خصوصی ٹرائل میں پیش نہیں کیا گیا ؟

Mr. Wasim Sajjad : Sir, As it is indicated earlier, the question is not very clear but I will try to explain. There are two special courts which could have relevance to this question. One is the courts which are set up under the Speedy Trials Act which was passed by the Senate and the National Assembly in the last session. Under that law, only cases of murder (302) and dacoity (305) could be referred to those courts. These courts have been set up in the Punjab and as my honourable friend would know that only such cases and not cases of any political nature are referred to those courts. In fact all over the people are satisfied with the functioning of those courts. The other courts which could have relevance is the Suppression of Terrorist Activities Courts under the Act of 1975. Under that Act, certain offences which are specified in the schedule, which include hijacking, cases of bomb blast etc. under those laws are referred to such courts, and these courts are constituted by the Provincial Governments on the direction of the Federal Government, the powers have been delegated and these courts are constituted from time to time as and when necessary. The cases of hijacking, for example, are tried by these courts; the cases of bomb blasts are tried by these courts; the cases of this nature Sir, as I said, come under the Schedule to that Act. So, this is the position, Sir. If the answer on a particular matter is required, I can get the information.

Mr. Chairman : This is how we read the question that the honourable Senator was referring to the Suppression and Terrorist Activities Special Courts Act of 1975. This is a Federal Act and it provides for suppression of acts of sabotage, subversion and terrorism as is evident from the Preamble to this Act. The Preamble says : "An Act to make special provision for the purposes of suppression of acts of sabotage, subversion and terrorism and to provide for trial of offences committed in furtherance or in connection with such acts".

[Mr. Chairman]

So, the question was--that special courts constituted to try accused persons involved in sabotage activities. So, the obvious reference was to this particular point.

Mr. Wasim Sajjad : Then I can assure the honourable Senator that the offences are specified under that law. Only those offences which are specified can be referred to the Special Courts under that Act and no other offence can be taken up by that court.

Mr. Chairman : But sabotage is one of the offences.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, sabotage, as such, is not defined. For example, bomb blast could be described as sabotage but sabotage could also be--let us say placing an obstruction on the railway track to stop the train. So, that was the confusion as to what exactly the honourable Senator wants but as I said these courts are constituted under the direction of the Federal Government by the Provincial Governments, and only those offences which are specified, they can be tried.

Mr. Chairman : Jenab Tariq Ch. Sahib.

جناب محمد طارق چوہدری ! جناب عالی ! یہ سوال نمبر ۱۷۶ آپ کے سامنے ہے اس میں کوئی چیز مبہم نہیں ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو تھوڑا سا پڑھ دوں ۔
کیا وزیر انصاف و پارلیمانی امور از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تخریب کاری کی سرگرمیوں میں ملوث بلزمان پر مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لیے جو خصوصی عدالتیں تشکیل دی گئی ہیں ان کو اب تک سوچنے گئے مقدمات کی کل تعداد کیا ہے ۔

یہ کوئی بہت لمبا چوڑا عرصہ نہیں ہوا ہے اور اس میں کوئی اہم نہیں اس کے ذیل میں دو دوسرے ضمنی سوال ہیں ۔ اب تک کل کتنے مقدمات کا فیصلہ کیا گیا ۔ اس قسم کے مقدمات کی صوبہ وار تفصیل

کیا ہے۔ اس میں کوئی چیز مبہم نہیں ہے۔ اس کو جواب دیتے وقت دیدہ و دانستہ مبہم بنایا گیا ہے کیونکہ یہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ یہ سوال جو ہے اس کے ضمن میں، میں ان سے کیا پوچھنا چاہ رہا ہوں۔ لہذا اس کو مبہم کیا گیا ہے اور یہ درست جواب نہیں ہے۔

Mr. Chairman : I think, we will defer it and request the Minister to give a more precise answer.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, now the answer is required under the Suppression of Terrorist Activities Act.

Mr. Chairman : That is right. As probably amended recently.

Mr. Wasim Sajjad : Yes, Sir.

Mr. Chairman : Because these activities whether the bomb blasts or they are in reference with communications, etc. they do come under the definition of sabotage.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, what the honourable Senator wants is—all these cases referred under the Suppression of Terrorist Activities Act of 1975, in each province.

Mr. Chairman : And they cover, I think, acts like provided in the Penal Code Section 121, 121A, 122, 123, 124.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, there are several offences For example, Sir, there is an offence covered under that Act, under the Explosives Substances Act that is covered under that Act. Now, I understand that it is confined to the Suppression of Terrorist Activities Act, not the Speedy Trials Court.

Mr. Chairman : I think, there are some political acts covered by that Section 123, for example.

Mr. Wasim Sajjad : I will get the information, Sir.

Mr. Chairman : Right. So, the question is deferred.

Next question Nawabzada Inyat Khan Sahib.

CONSTRUCTION OF DUAL CARRIAGE WAY FROM LAHORE TO ISLAMABAD

177. *Nawabzada Inyat Khan (Put by Malik Sadullah Khan) : Will the Minister for Communications be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to construct dual carriage high way from Lahore to Islamabad ; if not, the reasons therefor?

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak : Yes. There is a proposal to construct dual carriageway from Lahore to Islamabad. The work will be taken up in sections in accordance with the availability of resources.

جناب چیئر مین : ضمنی سوال - نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب شریں دل خان صاحب نمبر ۱۷۸

TEACHING OF HOLY QUR'AN

178. *Maj. Gen. (Retd.) Shirin Dil Khan Niazi : Will the Minister for Education be pleased to refer to his answer to Question No. 52 asked in a sitting of the Senate held on 12-1-1988 and state whether it is a fact that the Holy Quran is not being taught as a text Book in our schools and "DEENI DARSGAH." If so the reasons therefor?

Syed Sajjad Haider : Holy Quran is being taught in our schools as well as in Deeni Darsghahs as under :—

- (a) *Quran Nazira* is taught at class I and is finished by class VII :
- (b) Translations of selected *Suras* of the *Quran* are also taught through relevant textbooks.
- (c) Teaching of Qur'an forms a part of the Curricula of *Deeni Madaris* i.e. *Deeni Darsghahs* ; *NAZIRA* is completed in the *IBTIDAI* classes. Translation with *TAFSEER* is also taught in the *Deeni Darsghahs* at higher level.

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : ضمنی سوال - کیا محترم وزیر صاحب فرمائیں گے کہ قرآن کی جو منتخب سورتیں پڑھائی جاتی ہیں وہ کون کون سی ہیں ؟

جناب چیئرمین : کیا آپ کے پاس تفصیل ہے۔
 سید سجاد حیدر : میرے پاس تفصیل تو نہیں ہے لیکن ہر جماعت
 کے لئے جو نصاب ہے وہ میرے پاس ہے۔
 جناب چیئرمین : اس میں آپ انٹر سٹڈ ہیں؟
 میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : یہ دینی درسگاہوں
 کا نصاب ہے یا سکولوں کا ہے؟
 جناب چیئرمین : وہ سکولوں کا بتا رہے ہیں۔
 میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی : میرا سوال
 دینی درسگاہوں سے متعلق ہے۔ جناب۔
 سید سجاد حیدر : جناب والا! میں دینی درسگاہوں کے
 متعلق پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ان کا نصاب ہم سے متعلق
 نہیں ہے۔

It does not relate to the Federal Ministry of Education.

جناب چیئرمین : صحیح ہے۔ اگلا سوال جناب عبدالرحیم میر داد
 خیل صاحب۔

INSTALLATION OF PCO AT VILL. NAGRI BALA

ABBOTTABAD

179. *Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel: Will the Minister for Communica-
 tions be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Director General, T & T, Islamabad had
 given a commitment two years back to the effect that the installation of a PCO at
 village Nagri Bala, District Abbottabad will be included in the Annual Develop-
 ment Programme during the 1986-87 vide their letter No. DB/TL-8193, dated 8th
 December, 1985;

[Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel]

(b) whether it is also fact that no action has been taken on that commitment so far ; and

(c) the expected time by which the said PCO will be installed and if not, the reasons thereof ?

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak : (a) Yes.

(b) The PCO was included in the A.D.P. 1986-87 but due to Financial constraints the scope was reduced and the PCO could not be installed.

(c) This will now be included in the current A.D.P. 1987-88.

TELEPHONE CONNECTIONS RECOMMENDED BY MEMBERS

180. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel :** Will the Minister for Communications be pleased to state :

(a) the total number of applications for telephone connections recommended by the Members of the Parliament out of their quotas from October 1987 to December, 1987 for Gujranwala City including Model Town, Satellite Town and People's Colony Exchange ;

(b) the number of telephone connections installed so far on the said recommendations, indicating also the number of applications pending ; and

(c) whether it is a fact that a few connections sanctioned could not be installed for non-availability of a telephone line ?

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak : (a) 19.

(b) 5 telephone connections were installed and 14 applications pending due to exchange being over loaded.

(c) Yes.

UNAUTHORISED POSSESSION OF LAND BY MEO ABBOTTABAD

@36. ***Mr. Shad Mohammad Khan :** Will the Minister for Defence refer to his reply to Starred Question No. 36 dated 28th July, 1987 and state :

(a) whether the land bearing *Khasra* No. 8 and 55 belonging to M/s. Syed Ifukhar Shah and Syed Ejaz Shah is still in possession of the MEO Abbottabad; and

(b) if answer to (a) above be in the affirmative whether it is also a fact that the payment of rent to its owners has been stopped since 1982, if so, reasons thereof?

Rana Naeem Mahmud Khan : (a) A part of *Khasra* No. 8 to the extent of 1 *kanal* and 15 *marlas* was inadvertently fenced in the acquired area. It has now been excluded on re-demarcation by revenue authorities and its original status has been restored.

(b) Rent for the above *Khasra* number was not paid because it was not included in Annual Rent Demand Statement (Bacch) of the Revenue authorities. However, rent due will be paid for any area which remained in occupation of the Army.

Mr. Shad Muhammad Khan : In part (a) Sir, there was a question for two *Khasra* Nos, 8 and 55. Regarding No. 8, I am satisfied Sir, regarding No. 55, the reply is not clear and may I ask the Minister that there is an encroachment of about 13 *marla* in *Khasra* No. 55 whether they are prepared to handover where the illegal constructions has been made by the Army authorities or not?

Mr. Chairman : Rana Naeem Mahmud Sahib.

Rana Naeem Mahmud Khan : Sir, this is one of those questions which highlighted something which had gone wrong and I thank the honourable Member for raising this question. What has been done to rectify and what was wrong in *Khasra* No. 8 will also be done as far as the other *Khasra* is concerned.

Mr. Shad Muhammad Khan : Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Well this exhausts the list of Questions.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : رخصت کی درخواستیں - میر علی نواز خان تالپور چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر ۲۴ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لیے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب محمد علی خان صاحب کو ۳۱ - جنوری کو عرس میں شرکت کرنا ہے۔ اس لیے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب چیئرمین : تحریک التوا - جناب پردفیسر خورشید احمد صاحب - تحریک نمبر ۵۹ -

(1) RE : GATHERING OF INDIAN ARMED FORCES ON JAMMU AND KASHMIR CONTROL LINE

پردفیسر خورشید احمد : شکریہ ! جناب چیئرمین ! بسم اللہ الرحمن الرحیم -

I hereby give notice to move the following adjournment motion under Section 70 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate :

**RE : GATHERING OF INDIAN ARMED FORCES ON JAMMU
AND KASHMIR CONTROL LINE**

"It has been reported in the national press today (this was given on 4.1.88) that Indian forces are gathering along the Sialkot front and that the Indian military movement is of a level that cannot be described as ordinary exercises. This poses an immediate and direct threat to the security of Pakistan and I beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this Indian threat to Pakistan's Security".

Mr. Chairman : Is it opposed?

Rana Naeem Mahmud Khan : Opposed, Sir.

جناب چیئرمین : آپ اگر وضاحت کرنا چاہیں تو فرمائیے۔
 پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! ہندوستان سے ہمارے
 تعلقات ایک نازک اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ آپ کے علم میں یہ بات
 ہے کہ تین جون ۴۷ء کے پلان کو بظاہر منظور کرنے کے باوجود ہندوستان
 کی successive governments کا رویہ پاکستان کے بارے میں ہرگز دوستانہ
 نہیں رہا۔ نہ صرف یہ کہ انہوں نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کا
 کوئی موقع ضائع نہیں کیا۔ بلکہ ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی
 کہ جن سے فوجی سیاسی تخریبی ان تمام میدانوں میں وہ پاکستان پر ضرب
 لگائے گا اور پاکستانی عوام پاکستانی قوم ہندوستان کے بارے میں
 خوش فہمی نہیں رکھتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس بات کی بے حد ضرورت ہے
 کہ ہماری حکومت ہندوستان کے معاملے میں جو عام ڈپلومیٹک تعلقات
 ہیں وہ اپنی جگہ لیکن جو حقیقی خطرات ہیں عسکری بھی اور سیاسی بھی۔
 وہ بھی جن کا ہدف ہماری سرحدیں ہیں اور وہ بھی جن کے ذریعے وہ
 ملک میں انتشار کی مختلف قسم کی تخریبی secessionist تحریکوں کو آگے
 بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یعنی ان تمام چیزوں میں ہمارا چوکس
 رہنا اور خطرے کے پہلے الارم پر اس کے لیے مستعد ہونا اور respond

[Prof. Khurshid Ahmed]

کرنا اور یہ response جو ہے جیسے میں نے عرض کیا اس کے لئے تینوں سطحیں ضروری ہیں۔ فوجی تیاری بھی، سیاسی پہلو بھی اور سب سے اہم یہ کہ domestically قوم کو تیار رکھنا۔

میں کوئی alarmist approach اختیار نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان کی جو militarist strategy پاکستان اور اس پورے ریجن کے بارے میں ہے اسے نظر انداز کرنا اور جب جہاں اس بارے میں کوئی move ہو خواہ اس کا تعلق نیوکلیر آبدوز سے ہو، خواہ اس کا تعلق نام نہاد فوجی ایکسٹراکٹس سے ہو، خواہ اس کا تعلق border clashes سے ہو، خواہ اس کا تعلق سیا چین کے معاملات سے ہو۔ ہمارے لئے بیحد ضروری ہے کہ ہم اس کے اوپر positively respond کریں۔ اور اس response کے جو دو اہم

front میں وہ ایک defence preparedness ہے اور دوسرا قوم کو بیدار رکھنا ہے۔ قوم کو involve کرنا اور یہ وہ وجوہ ہیں جس کا بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا جو موقع پیدا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ پارلیمنٹ respond کرے۔ قومی ذہن قومی امنگ قومی ارادہ، اور کس طرح ہمیں اس کو face کرنا ہے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر۔ یہ ہمارے لئے بیحد ضروری ہے۔ یہ تو وہ بنیادی سبب ہے جس کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے سلسلے میں اس تازہ واقعہ کی، اور اگر اختیارات کی رپورٹیں درست ہیں تو یہ ایکسٹراکٹس پیش خیمہ ہیں۔ اسی قسم کی فوجی مشقیں جیسا کہ پچھلے سال ہوئیں اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ کمحض فوجی مشقیں نہیں تھیں بلکہ وہ ایک بہت بڑے

RE : GATHERING OF INDIAN ARMED FORCES ON JAMMU
AND KASHMIR CONTROL LINE

منصوبے کا حصہ تھیں۔ یہ اللہ کا بڑا کرم ہے کہ پاکستان نے بروقت اس کا مقابلہ کیا اور ایک ایسی counter strategy develop کی جس کی بنا پر اسے defuse کیا جاسکے۔ لیکن محض اس پر خوش ہو لینا کافی نہیں۔ چوکس رہنا اور نئے الارم پر respond کرنا ضروری ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ ایک فوری مسئلہ ہے۔ اس کا تعلق پاکستان کی سکیورٹی سے ہے۔ اس کا تعلق پاکستان کی خارجہ پالیسی سے ہے۔ اس کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے۔ یہ وہ تمام پہلو ہیں جن میں ہمیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کی جو global اہمیت ہے اور پاکستان کے strategic interest میں جو اس کی اہمیت ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر گفتگو کی جائے۔ شکریہ !

جناب چیئرمین : شکریہ - جناب رانا صاحب۔

Rana Naeem Mahmud Khan : Mr. Chairman, indeed the relations between India and ourselves are not as we would like them to be.

Secondly, Sir, the question regarding the serious threat to our national defence is indeed a matter of great concern and that is why on an earlier motion by the honourable Member we acceded to that full scale debate be held.

The Government of Pakistan as well as the Armed Forces of Pakistan are in no way complacent and are always mindful of their responsibilities towards national defence. However, this particular motion is based on a press report which I have to deny and I would say that it is not based on facts. It not being factual is not admissible under the Rules of Procedure and Conduct of Business and that is why I oppose it. Thank you, Sir.

Mr. Chairman : The concentration of forces in war strength is being denied and since the motion is based only on a news item, to that effect it becomes inadmissible.

Next, adjournment motion No. 35 by Qazi Abdul Latif Sahib.

(II) RE : VIOLATION OF PAKISTAN TERRITORY BY AFGHAN PLANES IN

CHITRAL

قاضی عبداللطیف : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ کی کارروائی روک کر حالیہ وقوع پذیر اہم قومی معاملے پر بحث کی جائے ، ردزنامہ جنگ راولپنڈی ۴ - دسمبر ، ”چترال میں تین بار پاکستانی فضائی حدود کی خلاف ورزی ، آٹھ افغان طیارے گرم چشمہ ارنڈ اور کیسو پر پرواز کرتے رہے “ جناب والا ! پاکستانی فضائی حدود کی خلاف ورزی ایک سنگین معاملہ ہے ، ایوان کو اس پر بحث کا موقع دیا جائے ۔

Rana Naeem Mahmud Khan : Opposed.

جناب چیئرمین : آپ وضاحت کرنا چاہتے ہیں ۔
قاضی عبداللطیف : جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی متعدد مرتبہ یہ اطلاعات آئی تھیں کہ چترال کے علاقے کے اندر غیر ملکی طیارے آکر اترے ہیں اور ایک مرتبہ ہم نے ان کے پائلٹوں کو پکڑا بھی تھا ، پھر ہم نے فزاضی کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے ان کو رہا کیا ، ان کے ہیلی کاپٹر بھی ان کے حوالے

کیئے، اس کے بعد بھی مختلف مواقع پر یہ اطلاعات آتی رہیں کہ چترال کے علاقے میں غیر ملکی طیارے اترے ہیں آدھ گھنٹے یا ایک گھنٹے تک وہ وہاں رہے ہیں۔ اس کے بعد چلے گئے ہیں، یہ ایسے واقعات ہیں کہ جس کو ہم مدارات نہیں کہہ سکتے، بلکہ اپنی کمزوری سے اس کو ہم تعبیر کریں گے، گویا کہ ہم اپنے دفاع کے متعلق اتنا نہیں کر سکتے کہ دشمن کو یہ کہیں کہ آپ ہمارے علاقے کے اندر کیوں اترے ہیں اور اس کو ہم اپنی فراخ دلی سے تعبیر کرتے ہیں جب کہ اپنی حدود کی خلاف ورزی کو کمزوری سے تعبیر کرنا زیادہ موزوں ہے ایک طرف سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان ہمارے ساتھ کیا کر رہا ہے، دوسری جانب سے آئے دن ہماری سرحدات پر ان کی بیماری اور ان کی گولہ باری کے ساتھ ساتھ اگر ان کے طیارے آکر ہماری حدود کے اندر اتر کر پھر واپس چلے جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی خطرناک بات ہے، لہذا اس لیے ایوان کو اس پر بحث کا موقع دیا جائے۔

Mr. Chairman : Rana Sahib.

Rana Naeem Mahmud Khan : Mr. Chairman, on the adjournment motion moved by honourable Senator Qazi Abdul Latif I would like to make a brief statement.

Mujahid Burhanuddin Khan : Point of order, Sir.

Mr. Chairman : Yes please.

مجاہد برہان الدین خان : جناب والا! مولانا صاحب نے یہ جو چترال کی بات کی ہے چونکہ میں خود چترال کا باشندہ ہوں میں اس لیے جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کا یعنی حکومت کا ادھر کسی قسم کا بندوبست نہیں ہے، ایک دفعہ ان کے ہیل کاپٹر آئے ہیں،

[Mujahid Burhanuddin Khan]

۶ ہیلی کاپٹر پورا چکر لگاتے رہے۔ ایک ہیلی کاپٹر "بنی" کے پنجہ میں اترا "بنی" جو بالکل چترال کے درمیان میں ہے اور ادھر اترا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ پاکستان کا علاقہ ہے یا افغانستان کا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا، پھر وہ اٹھے اور اڑے لیکن وہ ترکھوں کا علاقہ ہے، وہ وہاں سے نکل نہیں سکے۔ ادھر جا کر پہاڑوں کے پنجہ میں اترے اور اتنی دیر تک کسی قسم کا ایشن نہیں ہوا۔ ترکھوں میں پولیس کا ایک وارلین سیشن ہے انہوں نے سوات سے معلوم کیا اور سوات سے ڈی سی کو خبر ملی اور ڈی سی صاحب نے ہمارے "بنی" کے اے سی کو کہا اور سکاولٹس کے کمانڈنگ افسر کو خبر دی تو سکاولٹس نے کمانڈنگ افسر نے کہا ہمارے پاس ٹرانسپورٹ نہیں ہے آپ ہم کو ٹرانسپورٹ دیں انہوں نے کہا بھی ٹرانسپورٹ آرمی کے پاس ہوتی ہے میرے پاس تو کوئی ٹرانسپورٹ نہیں ہے، بدلتے سول کے لیے بھی میرے پاس نہیں ہے تو انہوں نے اپنی پولیس بھیجی پولیس کے لوگ جو تھے وہ ادھر پہنچے انہوں نے ان ہیلی کاپٹروں کے عملہ کو بڑی ترتیب سے قید کیا، ان کو باندھا اور اس کے بعد یہ سکاولٹس آ گئے اور جب سکاولٹس وہاں آئے تو چار ہیلی کاپٹر پھر آئے ان میں سے دو اوپر چکر لگاتے رہے ایک اس جگہ جہاں یہ ہیلی کاپٹر اترے تھے، اترا اور دوسرا جو تھا اوپر کافی نیچے اس کے اوپر آکر کے ہوا میں کھڑا ہو گیا اور پھر وہ چلے گئے، ان سکاولٹس نے پھر ان کے اوپر کسی قسم کا ایشن نہیں لیا اور آخر نہیں

جناب چیئرمین : شہزادہ صاحب ، وہ بہت پرانا واقعہ ہے ، سوال یہ ہے کہ یہ جو موجودہ موشن قاضی عبداللطیف صاحب نے پیش کیا ہے ، یہ ایڈمیسبل ہے یا نہیں ہے ۔

مجاہد برہان الدین خان : چترال کی حالت ہی اس موافق ہے
کہ روزانہ ہوتے ہیں ۔۔۔

جناب چیئرمین : وزیر دفاع صاحب کا بیان سن لیں ۔

Rana Naeem Mahmud Khan : Sir, I was stating that the incident referred to by the honourable Member is about the frequent incidents of violation of Pakistan's air space by Afghan aircrafts which is a matter of great concern. Because violation of our air space in the past has caused loss of life and damage to property. These unprovoked violations by the Afghan side are intolerable acts which we all firmly condemn. The Government has lodged strong protest with the Kabul regime and has always under-scored the serious consequences that could emerge from such incidents. The Government has also taken action to upgrade defence capabilities to deter such actions. In this context it is worth mentioning that the nature of our border with Afghanistan is such that aircrafts of the Kabul regime can escape back into Afghanistan territory in a very short period of time which creates some difficulties for us to take retaliatory measures. The Members of the House will recall that on three past occasions intruding Afghan aircrafts have been shot down. The Government has stressed its intentions to continue to punish such violations. The Government's policy of restraint against acts of provocations has been designed to spare the people living in the border regions of the consequence of escalation in military activity. Further, we are also deeply conscious of the need to maintain a climate conducive to a successful pursuit of a solution of the Afghan problem. The contents of our policy with regard to air violations from Kabul side has been explained in numerous statements in the past by the Government. In view of these considerations the honourable Members may consider not to press this adjournment motion because if they do insist on pressing, I would have to state that this is an on going process and as such, is not admissible under the rules. Thank you, Sir.

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں صرف اتنی گزارش کروں گا وزیر محترم سے کہ آیا چترال کے علاقے کے اندر بھی کوئی ایسا بندوبست کہ دیا گیا ہے کہ دوبارہ ایسے واقعات نہ ہوں، صرف احتجاج نہیں بلکہ عملی طور پر اگر وہ دوبارہ وہاں آئیں تو کیا ان کے لیے انسدادی کارروائی کی گئی ہے تاکہ ان کو دوبارہ گرایا جاسکے۔

Rana Naeem Mahmud Khan : Thank you Sir, I have said in my statement that we have reinforced our raid defence system. We are trying to upgrade it further. We would like to have AWACS if we can it is also in this regard and as I have stated our policy is that if we can lay our hands on them, we will definitely shoot them down. Thank you Sir.

جناب چیئرمین : تو اس بیان کی روشنی میں آپ اس پر زور دے رہے ہیں یا نہیں دے رہے ہیں۔

قاضی عبداللطیف : اصرار نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین : ناٹ پریکٹس۔ اگلی جناب مولانا کوثر نیازی صاحب نمبر ۶۲۔

(III) Re : IMPOSITION OF BAN ON THE EMPLOYMENT OF THOSE PERSONS WHO HAVE RECEIVED EDUCATION IN USSR

مولانا کوثر نیازی : جناب میری تحریک التوا کا متن یہ ہے۔ ایک اخباری اطلاع کے مطابق حکومت نے سوشلسٹ ممالک سے تعلیم حاصل کرنے والے انجینئروں اور دوسرے فنی تعلیم یافتہ افراد کے سرکاری

اور نیم سرکاری اداروں میں ملازمت کرنے پر پابندی عائد کر دی ہے حالانکہ ان میں سے بہت سے طلبہ حکومت پاکستان کی رضامندی سے باقاعدہ اسکالرشپ حاصل کر کے یہ ڈگریاں حاصل کرتے ہیں، ملک میں فنی اور پیشہ ورانہ علوم کے ماہرین کی جس قدر ضرورت ہے اس کے پیش نظر حکومت کا یہ فیصلہ افسوسناک ہے لہذا میں تحریک کرتا ہوں کہ اس پر ایوان میں بحث کی جائے۔

Rana Naeem Mahmud Khan : Oppose Sir.

مولانا کوثر نیازی : جناب چیئرمین ! اسلام میں طلب علم کی جو اہمیت ہے وہ محتاج بیان نہیں یہاں تک کہ ایک مشہور و مقبول مقولے میں جو دینی لٹریچر کا جزو بن چکا ہے ہر چند کہ وہ حدیث نہیں لیکن اس میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ علم و طلب کردہ خواہ تمہیں چین بھی کیوں نہ جانا پڑے، ظاہر ہے نگاہ رسالت سے یہ بات پوشیدہ نہیں تھی کہ چین ایک زمانے میں سوشلسٹ اور اشتراکی خیالات کا بھی حامل ہو گا اس لیے طلب علم کے لیے سوشلسٹ ملکوں میں جانے والوں پر یہ پابندیاں لگانا ایک تو اسلامی روح کے بھی منافی ہے دوسرے ہمارے ملک میں ٹیکنیکل کی جو کمی ہے اس کے پیش نظر اپنے ہی جوہر قابل پر جو ان ملکوں سے تعلیم حاصل کر کے آتا ہے پابندیاں لگانا کسی طور بھی ملک کے مفاد میں نہیں ہے اس اخبار کی خبر کے علاوہ اسلام آباد کے ایک بہت روزنے بھی حکومت کا ایک خفیہ سرکلر شائع کیا ہے جس میں بطور خاص یہ ہدایت کی گئی ہے کہ روس سے پڑھ کر آنے والے طلبہ کو کوئی ملازمت نہ دی جائے۔ مجھے کئی ایسے خطوط موصول ہوئے ہیں

[Maulana Kausar Niazi]

جن میں حکومت پاکستان کے اسکالرشپ پر جا کر روس میں پڑھ کر آنے والے طلبہ نے مجھے یہ دکھا ہے کہ ان کی نقل و حرکت کو watch کیا جاتا ہے ان پر سی آئی ڈی کی پابندی لگی ہوئی ہے اور کسی بھی حکومتی ادارے میں انہیں ملازمت نہیں دی جاتی اس لیے کہ وہ روس سے پڑھ کر آئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ مغربی ممالک اور امریکہ میں جو انارکی پھیلی ہوئی ہے کس طرح وہاں عیسائی مشنری ہمارے طلبہ کو اسلام سے منحرف کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں ان کوششوں کو ہم نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن اپنے طلبہ پر ہمیں اتنا عدم اطمینان ہے کہ وہ اگر روس گئے یا کسی اور سوشلسٹ ملک میں گئے تو وہ لازماً غیر محبت دطن ہو جائیں گے اور جو ہر ایمان سے محروم ہو جائیں گے یہ ملک کے ساتھ اور اسلامی تعلیمات کے ساتھ بڑی زیادتی ہے اور ان طلبہ کے ساتھ بھی جو اپنی زندگی کے کسی قیمتی سال حصول علم کے لیے ان ملکوں میں گزار کر آتے ہیں۔ لہذا میں مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر آپ سے گزارش کروں گا اس پر ایوان میں سیر حاصل بحث کی جائے۔

Rana Naeem Mahmud Khan : I thank you Mr. Chairman. The question regarding employment of students in Government services who had been educated abroad is a matter which came under consideration of the Government in 1983. Sir, it was noticed that in the early 80's in fact a large number of Pakistani students were proceeding without proper authority for studies to countries including communists countries which were not friendly towards Pakistan. Some of these students were lured into leaving the country illegally by agents and elements unfriendly to Pakistan by offering scholarships and other facilities directly to the students concerned. The matter was considered by the Cabinet in 1983 and it was decided that no student who has

received his education abroad under such circumstances should be employed by any Government or semi-Government agency without the permission of the Establishment Division. Consequently in a meeting held in the Ministry of Interior in 1985 under the chairmanship of Secretary Interior, the unauthorised departure of Pakistani students to Afghanistan and other countries was considered. It was recommended that students who went to such foreign countries illegally would not be considered for Government or semi-Government employment. This would stop recruitment of such students in government and semi-Government services but not in the private sector. However, Sir, you would notice that the decision of the Cabinet was that they would be employed only after clearance from the Establishment Division. As far as the clearance required from the security agencies is concerned that is applicable to all young people who seek employment with the Government and. Mr. Chairman, because this matter relates to decision of the Government which is almost historic now. I don't think it can be formed basis for an adjournment motion. Therefore, I oppose it Sir. Thank you.

مولانا کوثر نیازی : جناب چیئرمین ! اگر مسد صرف غیر قانونی طور پر بیرون ملک جانے والے طلباء کا ہو اور اس پر اس پابندی کا اطلاق ہوتا ہو تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن میں نے جو گزارش کی ہے

جناب چیئرمین : اس کی وضاحت ان سے نہ چاہیں - یہ پابندی غیر قانونی طور پر یا unauthorized جو لوگ جا رہے ہیں ان پر ہی ہے یا دوسروں پر بھی ہے -

مولانا کوثر نیازی : اسکا لٹریچر شپ باقاعدہ حاصل کرنے والے جو ہیں ان پر بھی ہے -

Mr. Rana Naeem Mahmud Khan : Sir, those students who get regular scholarships under the Government schemes are not barred or do not fall under this restriction for requirement of clearance from the Establishment Division.

Mr. Chairman : No, the entire question hinges on the issue whether these restrictions apply to people who go out unauthorizedly, illegally or to others also?

Rana Naeem Mahmud Khan : Only those who leave illegally Sir.

جناب چیئرمین : اس کے بعد ایڈجرنمنٹ موشن کی کوئی بیس نہیں رہتی ۔
 مولانا کوثر نیازی : اس کے بعد میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا ۔
 جناب چیئرمین : اگلی جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب نمبر ۷۲ ۔

(IV) **RE : ISSUANCE OF A NOTIFICATION ABOUT LIFTING OF CONTROL ON SOME ITEMS AND ITS IMMEDIATE WITHDRAWN**

Professor Khurshid Ahmad : I would like to move the following adjournment motion under rule 70 of the Rules of Procedure.

It has been reported in the daily 'Nawa-i-Waqt' Lahore of January 4, 1988, that the Central Government has issued a notification about lifting of control on cement, fertilizer, ghee, tractor making and other industries and the same notification was immediately withdrawn afterwards. It has also been reported that these notifications were issued without the approval of Finance Minister and the Prime Minister. This reveals a state of crisis in economic policy making and administration in the Federal Government. I therefore, beg to move that the normal business of the Senate be suspended to discuss this state of affairs.

جناب چیئرمین : جو آپ کی موٹن ہے وہ یہ ہے کہ
در پہ رہنے کو کہا، اور کہہ کے کیا پھر گیا !
جتنے عرصے میں میرا لپٹا ہوا بستر کھلا
یہ صحیح ہے یا غلط ہے اس کا جواب وزیر صاحب دیں گے۔
چوہدری شجاعت حسین : میں وضاحت کروں۔

جناب چیئرمین : اگر آپ اپوز کرتے ہیں تو پہلے ان سے وضاحت
چاہتے ہیں۔ لیکن پروفیسر صاحب آپ کی موٹن کے ساتھ اور کینل نوٹیفیکیشن اور
کینلشن کی کاپی ملے ہوئی نہیں ہے۔ اگر کوئی نوٹیفیکیشن تھا تو وہ پبلک پراپرٹی
تھی اور اس کی کاپی شامل ہونی چاہیے تھی۔ اس کے بعد پھر اسے کینل کیا
گیا ہے تو کم از کم اس کی کاپی ساتھ شامل ہونی چاہیے تھی جو نہیں
آئی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میری رسائی اخبار کے
ٹراشوں تک ہی ہے۔ نوٹیفیکیشن تک نہیں۔

جناب چیئرمین : نوٹیفیکیشن بھی ساتھ لگنا ضروری ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : البتہ نوٹیفیکیشن کی اطلاع اخبار میں آئی،
اور پھر کینلشن کی بھی آئی۔ اور اس سے پھر ایک ایسی صورت حال
سامنے آئی۔ جو میں نے آپ کے سامنے پیش کر دی ہے اگر
یہ صورت حال درست ہے۔ . . .

جناب چیئرمین : وہ تو صحیح ہے، میں نے اس لئے کہا ہے کہ
جتنے عرصے میں میرا لپٹا ہوا بستر کھلا
وہ بالکل صحیح ہے، لیکن اگر واقعی یہ مفروضہ ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : محترم وزیر پیداوار اس کی وضاحت کر دیں تو بہتر ہے۔

چوہدری شجاعت حسین : عرض یہ ہے کہ حکومت نے کوئی ایسا نوٹیفکیشن واپس نہیں لیا اس کی وضاحت میں نے ۶ جنوری کو بھی تمام اخبارات کے ذریعہ کر دی تھی۔ جناب والا! اس نوٹیفکیشن میں کہا گیا تھا کہ ۱۲ قسم کی انڈسٹریز کے علاوہ باقی سب انڈسٹریز کو 'specified' لسٹ سے نکال دیا گیا ہے اور ان صنعتوں کو لگانے کے لیے کسی قسم کے اجازت نامہ کی ضرورت نہیں ہے۔

اس نوٹیفکیشن کی مختصراً جو تفصیلات تھیں وہ اس طرح تھیں کہ تین سو ملین یا اس سے اوپر کی سرمایہ کاری کی حد کو جس کے لیے حکومت کی منظوری کی ضرورت تھی، بڑھا کر پانچ سو ملین، یا اس سے اوپر کر دیا گیا ہے۔ پچاس ملین تک نقد زر مبادلہ سے پلانٹ اور مشینری کی درآمد کے لیے حکومت کی پیشگی منظوری کی ضرورت نہیں ہوگی اور ایسے بڑے منصوبے کے لیے بھی جس میں سرمایہ کاری کی حد پانچ سو ملین سے کم ہو، حکومت کی منظوری ضروری نہیں ہوگی اس طرح non-repatriable investment scheme

کے تحت سیکنڈ ہینڈ مشینری درآمد کی جا سکے گی، علاوہ ازیں میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ industrialization کے عمل کو تیز کرنے کے لیے حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ وزارت صنعت ہر کیس کا فیصلہ تین ماہ کے اندر کر دے گی اور اس کی سختی سے پابندی کی جا رہی ہے۔

جناب والا! اس نوٹیفکیشن کے تحت تمام فیصلوں کی منظوری وزیر
اعظم اور ایکنک سے حاصل کی جا چکی تھی۔ مجھے امید ہے کہ اس
وضاحت سے معزز رکن مطمئن ہو گئے ہوں گے۔
جناب چیئرمین: یہ جو ان کو شکایت ہے کہ کنسلیشن ہو گئی
تھی، اس کے بارے میں آپ نے وضاحت نہیں فرمائی۔
چوہدری شجاعت حسین: میں نے عرض کیا ہے کہ کسی قسم کا
کوئی نوٹیفکیشن، کنسل نہیں کیا گیا۔

Mr. Chairman: Not based on facts, ruled out. This also finishes
the half an hour for adjournment motions. We come to the regular
agenda.

ایجنڈے پر موجود ایک دو چیزوں کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں
گا۔ ایک تو، ایک ایڈمٹڈ ایڈجرنمنٹ موشن پر بحث کی ضرورت ہے۔
اس کے لئے اجلاس سے درخواست ہونے سے پہلے ایک گھنٹہ کے
لگ بھگ وقت نکالنا پڑے گا۔ اگر ہم دو بجے تک اجلاس چلاتے ہیں
تو ایک بجے تک ایجنڈے پر باقی کارروائی ختم ہونی چاہیے، اس چیز کو آپ
محوظ خاطر رکھیں۔ اب دوسری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جناب سر تاج
عزیز صاحب، ایٹم نمبر ۳،

MOTION UNDER RULE 164

Mr. Sartaj Aziz : Sir, I beg to move :

“That under Rule 164 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the privilege motions moved by Mr. Javed Jabbar and Maulana Kausar Niazi, respectively, on the failure of the Table of the House as required by Article 56(3) and discriminating against Senate by laying the same on the Table of the National Assembly be condoned till today”.

Mr. Chairman : The question is :

“That under Rule 164 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the privilege motions moved by Mr. Javed Jabbar and Maulana Kausar Niazi, respectively, on the failure of the Table of the House as required by Article 56(3) and discriminating against Senate by laying the same on the Table of the National Assembly be condoned till today”.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : The delay is condoned.

Next.

PRESENTATION OF REPORTS *RE* : LAYING OF PRESIDENTS' ADDRESS ON THE

TABLE OF THE HOUSE.

Mr. Sartaj Aziz : I beg to present, Mr. Chairman, the report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the privilege motions moved by Mr. Javed Jabbar and Maulana Kausar Niazi, respectively, on the failure of Government to lay the Address of the President on the Table of the House as required by Article 56(3) and discriminating against Senate by laying the same on the Table of the National Assembly.

Mr. Chairman : The report of Committee on Rules and Procedure and Privileges on the privilege motions moved by Mr. Javed Jabbar and Maulana Kausar Niazi, respectively, on the failure of Government to lay the Address of the President on the Table of the House as required by Rule 56(3) and discriminating against Senate by laying the same on the Table of the House stands presented.

Next.

MOTION UNDER RULE 164

Mr. Sartaj Aziz : Sir, I beg to move :

“That under Rule 164 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the privilege motions moved by Mr. Javed Jabbar and Maulana Kausar Niazi, respectively, on the failure of the Table of the House as required by Article 56(3) and discriminating against Senate by laying the same on the Table of the National Assembly be condoned till today”.

Mr. Chairman : The question is.

[Mr. Chairman]

MOTION UNDER RULE 164

Mr. Sartaj Aziz : Sir, I beg to move :

“That under Rule 164 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the privilege motions moved by Mr. Javed Jabbar and Maulana Kausar Niazi, respectively, on the failure of the Table of the House as required by Article 56(3) and discriminating against Senate by laying the same on the Table of the National Assembly be condoned till today”.

(The Motion was adopted)

Mr. Chairman : The delay stands condoned.

Next.

PRESENTATION OF REPORT; RE : FURNISHING INFORMATION REQUIRED BY A
SUB-COMMITTEE OF THE SENATE

Mr. Sartaj Aziz : I beg to present the report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the privilege motion moved by Mr. Ahmed Mian Soomro on the failure of Ministry of Petroleum and Natural Resources to furnish the information required by the sub-committee of the Senate on Petroleum and Natural Resources.

With this report, Mr. Chairman, all the items referred to the Privileges Committee have been disposed of and no item is pending with the Committee now.

Mr. Chairman : Thank you.

The report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privileges Motion moved by Mr. Ahmed Mian Soomro on the failure of Ministry of Petroleum and Natural Resources to furnish the information required by the sub-committee of the Senate on Petroleum and Natural Resources,—stands presented.

DISCUSSION - INTERNAL SITUATION IN THE COUNTRY

Mr. Chairman : We take up the next item that the internal situation in the country may be discussed. There are two or three speakers from yesterday's list apart from about seven others which I have for today.

Sardar Khizer Hayat, you wanted to speak yesterday. Will you kindly be very brief because we don't have actually enough time today.

سردار خضر حیات خان : رائٹ سہ! جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ، کہ آپ نے مجھے یہ عزت بخشی ہے کہ میں اس موضوع پر اظہار خیال کروں۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ موشن موو کرتے ہوئے وزیر داخلہ کو چاہیے تھا کہ وہ ملکی صورت حال کے متعلق واضح بیان دیتے تاکہ ہم اس کے اندر کوئی بات کرتے۔ لیکن بد قسمتی سے انہوں نے یہ بھی نہیں کہا کہ ملک کی صورت حال تسلی بخش ہے۔ حالانکہ جو حالات ہیں وہ واقعی ناگفتہ بہ ہیں اور داخلی صورت حال بہت نازک ہے تاہم اگر یہی کہہ دیتے کہ نازک صورت حال ہے اور ناگفتہ بہ ہے تب بھی کم از کم ہم بات تو کرتے لیکن انہوں نے یہ بھی نہیں کہا۔

واقعاً صورت حال یہ ہے کہ ملک میں صوبائی عصیت زوروں پر ہے اور فرقہ واریت نے ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کر رکھا ہے اس کے علاوہ ملک میں سمگلنگ زوروں پر ہے، رشوت کا بازار گرم ہے۔ ہم یہاں ایک دفعہ اس موضوع پر بحث کر چکے ہیں لیکن اسکا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد اور بھی حالات مخدوش ہوتے جا رہے ہیں صرف ہم حکومت کی طرف سے یہ سنتے ہیں کہ

[Sardar Khizar Hayat Khan]

جب بھی کبھی کوئی بم بلاسٹ ہوتا ہے یا کوئی چیز ایسی رونما ہوتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے گی لیکن ہم نے آج تک یہ نہیں سنا کہ کسی مجرم کو پکڑا گیا ہے اور اس کو ایسی سزا دی گئی ہے جو عبرت ناک ہو، جس سے ملک کے حالات کچھ بھٹیک ہوں۔

جناب والا! آج ملک کی صورت حال یہ ہے کہ یہاں ہیروئن کا دور دورہ ہے کلاشنکوفیں عام ہیں، لوگوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں بڑھ رہی ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حکومت ابھی کراچی کے حالات کے متعلق یہ نہیں بتا سکی کہ وہاں خراب حالات ہونے کے اسباب کیا ہیں، وجوہات کیا ہیں۔ جب ان کو واقعات اور اسباب کا ہی پتہ نہیں ہے تو یہ اس کو کنٹرول کیسے کریں گے۔ اگر بم بلاسٹ کا جہاں تک متعلق ہے اس کے متعلق بھی حکومت آج تک یہ نہیں جان سکی کہ یہ کہاں سے اور کون کون کر رہا ہے۔ جب تک یہ ان کو معلوم نہیں ہو گا تو کیسے ملک کے حالات بھٹیک کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ نہ کلاشنکوف پہ کنٹرول ہے اور نہ ہی ہیروئن پہ کنٹرول ہے۔ بلکہ ملک تباہی کی طرف جا رہا ہے کیونکہ فرقہ واریت اور صوبائی عصبیت نے ملک کی جڑوں کو بالکل کھوکھلا کر دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم آج تک پاکستانی سوئچ پیدا کرنے میں قاصر رہے ہیں، اور ملک کے جو غدار ہیں ان کو بھی کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ ملک کے خلاف جو چاہیں کریں اور جس طریقے سے منافرت پھیلانے میں وہ پوری طرح کام کر رہے ہیں حکومت نے کوئی ایسی چیز نہیں کی جس سے ایسے غداروں کو سبق حاصل ہو۔ بلکہ ان کو کھلی چھٹی ہے جو وہ چاہتے ہیں ان

کو کھلی چھٹی ہے ملک کو توڑنے کی باتیں کرتے ہیں تو تب بھی حکومت کوئی توجہ نہیں دیتی اسلئے میں حکومت سے استدعا کرتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ ملک میں صوبائی مصیبت پر پوری طرح غور کرے فرقہ واریت کو ختم کرنے کی کوشش کرے اور ملک میں پاکستانی سوئچ پیدا کرنے کے لئے پوری طرح توجہ دے۔

یہ کام سوسائٹی کے ہر فرد کا ہے صرف حکومت کا ہی نہیں۔ بلکہ ہر محبت وطن کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ اس کے لئے کام کرے، ٹیگ دو اور جدوجہد کرے۔ ہم نے صوبائیت کے لئے تو بہت کام کیا ہے ہر آدمی آج کل پنجابی، سندھی اور سندھی کی سوئچ پہ تو believe کرتا ہے لیکن پاکستانی سوئچ میں کام کرنے کے لئے کوئی آدمی تیار نہیں ہے اس لئے آج ہر محبت وطن فکر مند ہے کہ کیا حالات و واقعات ہیں کہ ہر دوسرے روز کراچی میں آگ بھڑک اٹھتی ہے اور اسکا کوئی سد باب نہیں ہو رہا۔ میرے خیال میں صرف اس کی وجہ یہی ہے کہ آج تک ہمیں اسباب ہی معلوم نہیں ہو سکے کہ کراچی میں کیوں واقعات رونما ہوتے ہیں؟ اور جو بم پلاسٹ ہو رہے ہیں ان کی وجوہات کیا ہیں؟ اور نہ ان لوگوں کو پکڑا گیا اور نہ ہی عبرتناک سزائیں دی گئی ہیں میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ صرف یہ کہہ دینے سے کام نہیں چلے گا کہ ہم مجرموں کو پکڑیں گے اور عبرتناک سزائیں دیں گے اگرچہ آج تک ایسا نہ ہو سکا۔ اسلئے جب تک ہم پاکستانی سوئچ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ یہ کام نہیں ہو گا حکومت کو توجہ دینی چاہیئے اور جب تک پاکستانی سوئچ نہیں آئے گی اس وقت تک ملک کے حالات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ لہذا غداروں کو صوبائی مصیبت اور فرقہ واریت پھیلانے

[Sardar Khizar Hayat Khan]

کی کھٹی چھٹی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں۔ جب تک ان کا سد باب نہیں ہو گا حالات درنت نہیں ہونگے۔

پاکستان جس مقصد کے لیے بنا تھا انشاء اللہ اس کے لیے قائم ہے گا یہ ٹھیک ہے کہ محب وطن عناصر اب بھی کام کرتے ہیں لیکن حکومت اور ملک کی تمام سیاسی پارٹیز نے اس سمت میں کہ پاکستانی سوشل پیدا کریں کوئی کام نہیں کیا۔ سیاسی پارٹیاں صوبائی مصیبت پیدا کرنے میں مصروف ہیں۔ اسلئے نہ صرف حکومت بلکہ تمام سیاسی پارٹیوں کو پاکستانی سوشل پیدا کرنے کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔ میں اسلئے حکومت سے تمام سیاسی پارٹیوں اور ہر محبت وطن پاکستانی سے بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ محب وطن پاکستانی بنانے کے لیے پوری کوشش کریں حکومتیں تو آتی جاتی رہتی ہیں لیکن اللہ کرے پاکستان قائم و دائم رہے جس کے لیے بنا تھا وہ مقاصد بھی پورے ہوں۔ شکریہ !

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب محمد ہاشم خان صاحب

نہیں ہیں جناب جاوید جبار صاحب ۔

Mr. Javed Jabbar : Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, even though this is the umpteenth time perhaps that one is commenting on the internal situation, I do not look upon this debate as a fulfilment of a formality even though there may be many people in this country who may view the debates in Parliament as having become a verbal ritual. Because over the past three years we have seen that debates on the internal situation have led to assurances being given but in a characteristic fashion we have also seen that very few, if at all any of those assurances, taking any kind of concrete shape. Mr. Chairman, I think that the debate on the internal situation in Pakistan in the supreme legislature of a country is virtually like an X-Ray of the condition of a given situation. Because the term, 'internal situation', is so

vast in its scope that, I believe, it goes beyond the administrative scope of the Federal Ministry of the Interior alone. Because when we talk of an internal situation, we are not simply talking about the aspect of law and order but of all aspects that determine the condition of law and order and therefore, one would begin by trying to note two basic disagreements with certain Members who spoke yesterday. One of them made a somewhat startling observation that he found no evidence of large scale land ownership in Pakistan today. Implying thereby that in his view feudalism no longer existed in Pakistan. I would like to take issue with that because perhaps in his area there may not be large land holdings but in the province to which I belong i.e. Sind, I know for a fact that very systematic efforts have been made to evade the implementation of the land reforms and that till today in the rural parts of Sind the entire social and economic and political life of the people is dominated, controlled and suppressed where necessary by well established large land owners whose main source of power is their ability to evade the implementation of land reforms and they belong unfortunately to most of the political parties that exist in this country, even those that espouse avowedly socialist causes. The real fact is that large land ownership constitutes a direct factor in determining the internal situation in Pakistan. So much so that some of those large land owners are ascribed with the responsibility for some of the most heinous offences that take place in the rural areas of Sind. My colleagues from the other provinces are in better position perhaps than myself to comment on the extent of large land ownership playing a direct role in the break down of stability in the country.

Secondly Sir, another friend stated at the outset that conditions of law and order in the Punjab and the North-West Frontier province appeared to him to be quite reasonable today and while in comparison to one year or one month in the past three years that may be so of the past few weeks, there too I disagree, I believe that law and order or the concept of a stable internal situation applies with equal degree of uncertainty throughout the country. There is, of course, a much greater intensity, is much more manifest in Karachi and in Sind than in any other part of Pakistan but when one travels to the villages of the Punjab, when one goes to the slum areas of Lahore or Faisalabad the sense of insecurity, the prevalence of corruption, the processes by which the people's rights are prevented from being

[Mr. Javed Jabbar]

enforced, whether it is the torture they have to go through to obtain a very basic human right, whether it is drinking water or a public utility service. By no means can it be said in a situation where women are still paraded in a village in the Punjab and punished with the connivance of the local law enforcement authority. By no means can it be claimed that the law and order situation in Punjab and the Frontier has improved. I think it is absolutely vital to make this point that throughout the country today even in Baluchistan which on the surface may appear to be very quiet because of a very strong tribal system one knows from personal experience because Karachi is so close to the border of Baluchistan and one knows from other sources as well that within Baluchistan whether it is the economic crisis caused by prolonged drought -- the conditions in Baluchistan have not received the kind of adequate national attention which has been focussed on, say parts of Sind or parts of Punjab such as Cholistan. So, first of all, Sir, law and order today remains a national concern felt deeply in every part of the country. I would refer to Article 9 of the Constitution which says very idealistically but I think the internal situation must be judged against that Article which says :

“No person shall be deprived of life and liberty save in accordance with the law”.

Mr. Chairman, the tragedy is that persons are deprived of their life and their liberty by the law, by some of those very institutions which are supposed to enforce law—whether it is death by torture at the hands of a fascist system in unseen and invisible dark holes of police *thanas*, or whether it is at the hands of various Maphias that operate in this country. Article 9 of the Constitution stands like a blot on the conscience of any one who tries to say that the internal situation in Pakistan today is re-assuring. I also refer Mr. Chairman, to the Principles of Policy enshrined in our Constitution, i.e. Articles 29 to 40 which stipulate what the State and the Government of Pakistan are supposed to provide to the people. So, when we look at the internal situation we must refer to these Principles of Policy which in their enforcement continue to be violated.

Sir, I believe that the internal situation today points to a basic political crisis that there is no getting away from the fact—whether we ascribe it to administrative failure of economic mis-management, at the root of it is the political crisis and the political crisis is caused by the extraordinary fact that except perhaps for the first Government of Pakistan which took over with the very birth of this country, in my opinion, no successive Government has taken power in a legitimate, truly democratic and orderly fashion. Even the Government that came to power in December, 1971, unfortunately for itself, due to the extraordinary conditions in which it came into being; it had to be inducted into office by representatives of the Armed Forces. Subsequently too, I believe that even the present Government elected in February, 1985, was elected on a non-party basis where 90% of the political parties of this country remained outside the electoral process. Even this Government and this system to which even I belong does not and cannot claim validity which I have always stated. So, there is that basic contradiction in the internal situation. Therefore, when we wish to resolve the internal situation and make it better, we have to realize that if today Sind appears to be the anvil of the political crisis, if today Karachi has become a city of hate and fear in place of a city where work and verity best reflect the virtues of Pakistan; we have to look at this politically and at least five measures have to be first undertaken before we discuss the specifics of the internal situation and in my view the first of these steps in party-based elections without restrictions, without imposing any little or major obstacles in the path of those parties that we may perceive to hold a much more popular mandate than the party presently in power. There must be party-based elections at the earliest possible time.

No. 2, Sir, the continuing contradiction of the head of state holding an office of profit duly protected by a certain Article of the Constitution. This contradiction too must end in the interest of the country. Either he ceases to be Chief of Army Staff and continues to remain President but as long as this supreme contradiction prevails over the atmosphere of this country how then can we go about resolving the minor contradictions.

[Mr. Javed Jabbar]

Thirdly, Sir, it is not enough just to say party-based elections. They have to be free and fair elections and the point needs to be made because the experience of the local bodies elections where wilfully or inadvertently it has been demonstrated that any Government which controls power in this country has an extraordinary advantage over those that do not control power. We know how the administrative machinery acted; the Assistant Commissioners, the Deputy Commissioners, the Commissioners, police officials; the electoral process itself, the changing of polling stations at the last moment, the blatant rigging of votes that has occurred in many constituencies. I mean this is the irony that we know that mal-practices have taken place but such is the poetry of history that today there is no nation-wide clamour about some of the most obvious and visible malpractices that occurred. So, one emphasises the need to have free and fair elections and one refers to the remarkable experience of December, 1970, when under a military dictatorship the country was able to show that this country's administrative system is still capable of holding free and fair elections if the intent and the political aim is clear.

Fourthly, Sir, I think all political parties must have fair access to the mass media, to the electronic media. Yesterday, on Pakistan Television I noticed a visual report on a meeting of the Pakistan Muslim League. Now, it is possible permissibly to say that the activities of the Prime Minister and the President continue to receive dual coverage, visual and vocal coverage but by what yardstick can it be justified that a meeting of a political party is given TV coverage.

Mr. Shad Mohammad Khan : Point of order. Is he relevant?

Mr. Chairman : I think so.

Mr. Shad Mohammad Khan : He is not relevant.

Mr. Chairman : Please continue.

Mr. Javed Jabbar : Sir, the internal situation of a country is determined by how people perceive what is happening in this country and I think if the two media do justice to the requirements of the situation they should choose some of the major parties that exist and also give them adequate coverage.

Fifthly, Sir, I think it is vital for the internal situation of the country that austerity and economy be introduced as basic principles of living faith by this Government. One cannot be misled by the Suzuki strategy. The Suzuki strategy has been seen to be a failure. The Suzuki strategy is a misleading strategy. It gives people the wrong impression that this Government and this country is suddenly seized of the gravity of the economic crisis but this is a betrayal of the economic imperatives that face this country. We are going headlong into economic disaster. Without changing the spoilt affluent waste to which some times as Muslims we like to compare ourselves with other people in the region and say, "we Muslims, we are willing to use our wealth, we are not hoarders, we are not misers" but this kind of self delusion is a betrayal of the generation that is being born today in Pakistan. We are imposing on them an economic debt and liability that will have a strangulating effect. Then whatever we want to do with police system and law and order is all going to be wiped out by the economic catastrophe that awaits us unless we enforce austerity and economy as basic parts of economic philosophy.

Sir, previous speakers in previous debates have done great justice to various aspects of the law and order situation whether it is facing the impact of the Afghan situation or the heroin aspect. I will not go into that. Today, I would like to concentrate on the one institution in this country that most literally reflects the responsibility for law and order which is the great and ungreat police force. This great one institution that is at the same time a mirror of all that is wrong in our system and at the same time it is sometimes described as the cause of all that is wrong in the system and at the same time its defenders will say that police is merely an effect of what is wrong in the system. So, police has become a great mystery, enigma but it is an institution that I think deserved more objective scrutiny. While in previous debates one has vented a lot of steam against the brutalities of police in this country, this time for a change to do them justice, I think it would be very instructive to look at how injustice has been committed with the development and the rationalization of this most important institution. Our economic, our social, our political conditons have been undergoing rapid changes in the past forty years. Certain other institutions in Pakistan have also changed as a consequence. For instance, we debated the Pakistan International Airlines yesterday and that is a characteristic example of how a major national institution responded to the imperatives of the age and the policy makers at the federal level recognised

[Mr. Javed Jabbar]

the need to induct jumbo-jets at the right time, to induct modern management practices at the right time. But in the case of another major Institution — the police; no corresponding policy or conceptual changes took place. Whereas there was a need for immediate priority and immediate urgency to be attached to how to improve this Institution, make it practical for 1980's, for the 1990's. We find on the other hand almost complete neglect.

Now, I will give you the factual background Mr. Chairman. The factual background as we know is that as far back as 1969-1979, General Mitha was asked to compile a report on reform of the police system and to his credit and to the credit of the members of that Commission a very comprehensive report was compiled. But look at the irony of the times that in 1970 the report is prepared, no action is taken for the first 7 to 8 years. At some point reportedly in the late 1970's, the present president of the country looked at that report, made certain observations and Sahibzada Rauf Ali, a senior police officer in 1982 was asked to head a committee to evaluate what aspects of the Mitha Commission Report could be applied in 1980's because again a crucial period of 12 years had been lost. Within the stipulated time given to him six weeks, Sahibzada Rauf Ali completed his work. His findings were then circulated to the four provincial governments and he illustrates the beginning of the contradiction. According to my information the heads of the four provincial governments who were Martial Law Administrators rejected, disagreed with most of the observations made in the Committee which endorsed the implementation of the Mitha Commission's Report as stated by Sahibzada Rauf Ali. Subsequently another peculiar anomaly arose due to their resistance, the president and the Finance Minister who were supposed to meet Sahibzada Rauf Ali before the report acquired a formed shape, have not been able to find either the time or the right basis has not yet been established for such a crucial meeting to take place. So there was the first 1970 to 1982 period of non-action, now 1982 to 1985, no action. Then we get an elected Government in 1985 and here curiously without going through the normal processes of the Federal Ministry of the Interior or even through the Establishment Division, the prime Minister Secretariat reportedly took the initiative of nominating someone by the name of Mian Aslam Hayat, if I am not mistaken, to head a Special Committee on the police system.

Now, look at this anomaly too, on the one hand you have a regularly constituted Commission and you have a formally constituted Review Committee. Suddenly, in March 1985 we ignored those two bodies and we set up a 3rd Committee and this Committee again is given the task of defining what should be done with the Police system. One and a half years have gone by since this 3rd Committee has completed its report. There is still no information on when action is to be taken on the recommendations of that Committee. The nation is entitled to ask, Parliament is entitled to ask what are the reasons for this delay. Why is the Government succumbing to paralysis at so many crucial stages of decision making? Is it the vested interests of the regular administrative system? For instance, it is said that in the Aslam Hayat Committee and in the other Committees, it is recommended that the police should be separated from the normal administrative structure of Pakistan because this has been one of the main reasons for its deficient operation, the curious duality of responsibility with the CSP system, with the District Management Group system. Is it because the regular cadre of the Senior Civil Service officials do not want the police to become a truly autonomous body or is it because some police officials in some of the provinces do not want to take on the responsibility that an independent police force implies. Whatever the real reason may be, it is the responsibility of the prime Minister and the Federal Minister of Interior to realize the gravity of the situation and to take action on those positive recommendations made by that Committee. Because how can a nation, how can any Government of any nation justify 18 years of sustained inaction on any major reforms on one of the most important institutions that are required for a proper administrative development in a developing country.

Sir, the plight of the police can be well understood when you look at the pay scale structure. Yesterday, one of my colleagues, Maulana Kausar Niazi very ably highlighted the fact that a Constable is paid the partly sum of Rs. 900/-. I think the very system by which we recruit manpower into the police force reflects and reinforces the social and economic inequalities of society because a Constable very rarely, however, talented he may be, if he does not already fall prey to corruption on the way, very rarely will he graduate to the level of the IG of a Province for the country. Because the recruitment method is in favour of the class system. So much so, that even police officers who have managed to struggle through the ranks and have acquired 10, 15, 20 years of experience are suddenly superseded by army officials who are directly inducted at the level of SP and even DIG with just six weeks of

[Mr. Javed Jabbar]

training. Now this is a most unfair way to treat the police force where there are doubtless hundreds of honest officials who have given a lot of their life and time to the service suddenly to be confronted by an intake of as many as fifty officials who in the last 8 to 10 years, I believe, have been inducted directly from the Pakistan Armed Forces. Therefore, the frustration that is presently felt in the senior ranks of the police force which may be more honest than the lower ranks of the Police force is a reflection of the frustration felt at the grass roots by the Police Constable who is given Rs. 900/- p.m. At a time when as we know Members of Parliament in a single day have to spend that much to survive in this beautiful city of Islamabad.

Sir, in my view the SHO -- the dreaded term is the pivot of law enforcement in Pakistan because the Station House Officer and the *thanas* are the functional units of the Police system that is the point at which the people and the police come into contact and look what we have in that situation even if you have a very highly educated officials in the senior cadre at the SHO level, the curious fact is that an S.I. or an Inspector with very ordinary educational qualifications is normally appointed to the post of SHO.

Now Sir, one of my specific proposals is that the Government should consider upgrading the whole concept of the SHO to make him equivalent to a Grade-16 or a Grade-17 official at least. There are *Thanas* in Sind where even an ASI is made an SHO. Now one respects an ASI but to be an SHO you require some degree of education because you are not only responding to your community, you are administering official policy, therefore, a fundamental structural change that should be undertaken is to totally revise the approach given to the crucial post of SHO and in doing so, I recommend once again that we do away with this term once and for all. It has become a symbol of the corruption of the Police force and perhaps the term like Community Police Representative (CPR) which would make the Police more community oriented could be considered. Sir, at the same time possibly the Government could select one project site in each of the four provinces where a model of experimental police system can be introduced so that the results can be monitored over a period of one year to two years and depending on the efficacy of that experiment, the experiment can be replicated on a nation wide basis.

Therefore, in conclusion Mr. Chairman, I would suggest to the Government that they should immediately act upon the publication of the reports that have never been made public for the last 18 years that they should separate the Police from the existing Police structure as in the case of United Kingdom where the Chief Constable of a country is accountable to the Union Council of the area. Therefore, if here in Pakistan we make the police directly responsible to the elected representatives of each area, we would be able to bring about a conceptual change in the thinking and the ethos of Police force and direct accountability would, therefore, be established. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you very much. Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha, he is not here. Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui.

جناب محمد محسن صدیقی ! جناب چیئرمین ! اس موضوع کے اوپر کہنے کے لیے بہت گنجائش ہے مگر مجھے وقت کی کوتاہی کا پورا پورا اندازہ ہے۔ اس لیے میں کوشش کروں گا کہ سندھ اور کراچی کے وہ مسائل جو میرے ذاتی علم میں بھی ہیں اس پر اس ہاؤس کی توجہ اور آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ مجھے پاکستان کے دوسرے حصوں سے اس قدر دلچسپی نہیں بلکہ پاکستان کا ایک ایک چپہ اتنی عظمت رکھتا ہے اتنا ہی مقدس ہے جتنا کراچی یا سندھ۔ چونکہ میرے ہمنوا سمجھتیوں نے اس پر کافی روشنی ڈالی ہے اس لیے میں اس کی بجائے کہ آپ کا اور اس ہاؤس کا وقت اس پر صرف کروں میں تین موضوعات کے اوپر گفتگو کرنا چاہوں گا اکثر میں وزیر داخلہ سے ملتا رہا ہوں اور ان کو اپنے خیالات سے آگاہ کرتا رہا ہوں اور پورے ملک میں سندھ اور کراچی میں لاء اینڈ آرڈر کی سچوائشن جتنی خراب ہے کسی اور حصے میں نہیں یہ ہماری بد نصیبی ہے کہ وہ حصہ جسے کراچی کہتے ہیں جو عروس البلاد ہے جہاں تمام صوبوں کے لوگ بڑی تعداد میں مقیم ہیں اور جہاں پر تعلیم کا معیار بھی بہت بلند ہے مگر اس کے باوجود سب سے زیادہ جرائم اسی میں پائے جاتے ہیں اگر آپ

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

اس کی وجہ تلاش کریں اور حقائق معلوم کرنا چاہیں تو بڑے صاف اور واضح حقائق ہیں دراصل میرا روئے سخن کسی کی طرف نہیں مگر حقائق حقائق ہوتے ہیں اگر حقائق کے آئینے میں کسی کو اپنے چہرے کے داغ و دھبے نظر آئیں تو اس میں نہ آئینہ ساز کی خطا ہے نہ آئینے کی خطا ہے بلکہ ان داغوں کی خطا ہے جو چہرے پر موجود ہیں اور جس کی وجہ سے آئینہ ان کو واضح کر رہا ہے اگر آپ کراچی کے مسائل کو دیکھیں آج کراچی ایک ایسا بین الاقوامی اڈہ بن گیا ہے جہاں پر سب سے زیادہ ڈرگ یا ہیروئن ملتی ہے صرف یہی نہیں کہ باہر کے ملکوں کو بھیجنے کے لیے بلکہ شہر کراچی اور سندھ میں بھی استعمال ہوتی ہے ظاہر ہے اس یہ ڈرگ یا مافیا، ہیروئن یا حشیش کراچی میں پیدا نہیں ہوتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بہت کم مقدار پاکستان میں پیدا ہوتی ہے مگر زیادہ تر افغانستان یا دوسری طرف سے آتی ہے اس کی تجارت غیر قانونی طریقے سے ہوتی ہے اس کا پشاور سے یا ٹرائیبل بیلٹ سے چل کر کراچی میں پہنچنا اور وہاں اس سے بڑے بڑے اڈے قائم ہونا اور وہاں سے اربوں روپے کی ناجائز تجارت کا ہونا اس میں یقیناً سندھ یا کراچی کی انتظامیہ اور پولیس کا دخل ہے یا وہ خطا وار ہیں۔

Mr. Abdul Majid Kazi : Sir, Karachi is a part of Sind. Karachi and Sind, they are not separate, Sir.

جناب محمد محسن صدیقی : میرا خیال ہے قاضی صاحب کو غلط فہمی ہے میں نے پہلے ہی کہا کہ سندھ اور کراچی کے متعلق

جناب چیئرمین : آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ ٹھیک ہے یہ میرا کام ہے۔

جناب محمد محسن صدیقی : اعتراض برائے اعتراض صحیح ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ اربوں روپے کا مال کس طرح کراچی پہنچتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کاروبار کے ایجنٹ اور اس کاروبار کے مالکان کے ایسے روابط ہیں، ایسے رشتے ہیں ایسے مستحکم ان کے راستے ہیں اور پشاور سے لے کر کراچی تک تمام ایڈمنسٹریشن ان کے ایما پر اور ان کی مرضی پر کام کر رہی ہے اور یہی نہیں بلکہ آپ اگر دیکھیں، تو پاکستان کے مشہور اڈے ہیں جو کراچی میں موجود ہیں۔ آج ان کی وجہ سے نہ صرف ان کی اس غیر قانونی، مخرب اخلاق حرکات سے لوگوں کی تندرستی اور ان کا مستقبل خطرے میں ہے بلکہ ان کے پاس بہت دولت آچکی ہے اور ان کے پاس بہت سرمایہ جمع ہو چکا ہے جو صرف ناجائز کاموں میں صرف ہو رہا ہے جب گورنمنٹ سندھ نے، کلین - اپ، آپریشن کیا تھا تو فیڈرل گورنمنٹ کو چاہیے تھا۔ کیونکہ فیڈریشن کا مقصد کیا ہے فیڈریشن کا مقصد یہ ہے کہ وہ چھوٹے پونٹ اپنی انتظامیہ کو اپنے علاقے کو اپنے صوبے کو اچھے طریقے سے مختلف قسم کے عذاب اور مختلف قسم کی مشکلات سے بچا سکے اور بوقت ضرورت خصوصیت سے فیڈرل گورنمنٹ ان کی مدد کے لیے آئے تاکہ وہ اچھی طرح سے اس مسئلے کو حل کر سکیں۔ آپ غور فرمائیے فیڈرل گورنمنٹ نے کراچی میں سہراب گوٹھ کا قلع قمع تو کیا۔ لیکن آج عالم یہ ہو گیا ہے کہ کراچی کا کوئی علاقہ ایسا

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

نہیں ہے جہاں مئی سہراب گھٹا نہ ہوں جہاں شیش کے اڈے قائم نہ ہوں جہاں باقاعدہ پولیس کی سرپرستی میں ایڈمنسٹریشن کی سرپرستی میں آج وہی تجارت نہ ہو رہی ہے جو سہراب گھٹ میں ہوتی تھی اب ایسی شکل میں اسے صرف کراچی تک محدود کر کے کوشش کی جائے کہ اسے ختم کیا جائے تو یہ ناممکن ہے اس لیے فیڈرل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کے ہر علاقے سے آنے والی اس قسم کی ناجائز، غلط اشیاء کو روکے اور جنگ ایسا نہ ہو گا اس وقت تک یقین مانے ہمارے نوجوانوں کا مستقبل خطرے میں ہے بلکہ اس کی وجہ سے آج کراچی میں بہت سے فسادات ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مافیا جس کے پاس سرمایہ ہے وہ بے انتہا کوشش کرتی ہے کہ کراچی میں کچھ نہ کچھ ہوتا رہے تاکہ لوگوں کی توجہ بٹی رہے اور ان کی طرف کسی کا خیال نہ آئے اس کے علاوہ کراچی کی انتظامیہ اور جوہر تھ کی پادریں ہے وہ یقیناً بڑی غیر اطمینان بخش ہے میں نہیں کہتا کہ وہ کہاں سے تعلق رکھتے ہیں میں نہیں کہتا کہ ان کا اس صوبے اور شہر سے کیا رشتہ ہے میں نہیں کہتا کہ ان کو اس علاقے سے کوئی دلچسپی ہے یا نہیں ہے مگر ایک بات بڑی واضح اور صاف ہے کہ کوئی پولیس افسر ایسا نہیں ہے جس کی ٹرانسپورٹ نہ چلتی ہو کوئی پولیس افسر ایسا نہیں ہے جس کا کسی نہ کسی طریقے سے جرائم سے تعلق نہ ہو جس شہر اور جس صوبے میں جتنا بکتے ہوں اور باقاعدہ یہ کہہ کر بکتے ہوں کہ بچنے سے لے کر اوپر تک سب کا حصہ ہے اور ایس ایچ او کی پوسٹنگ صرف اس بنا پر ہوتی ہو کہ کون کسی

تھانے کی ٹائی پرائس دے سکتا ہے مجھے ایسے باوثوق لوگوں نے بتایا جن کے متعلق مجھے شبہ نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک لاکھ کھیت کا تھانہ ہے جو تقریباً ۵۰ لاکھ روپے مہینے پر بکتا ہے اگر یہ واقعات وزیر داخلہ کی توجہ کے محتاج نہیں تو اور کونسے ہو سکتے ہیں اس کے علاوہ اگر آپ دیکھیں تو وہاں ایک جماعت بنی ہے جس کا نام ہے پی پی آئی۔ کہتے یہ ہیں کہ یہ پنجاب پختون اتحاد ہے اس کی لیڈر شپ کس کے پاس ہے لیڈر شپ ایک ملک میر ہزار جن کا فرنٹیئر اور پٹانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ شاید کہیں بلوچستان کے رہنے والے ہیں اور ملک میر حسن کے صاحبزادے ہیں ان کے متعلق زیادہ کہنا انفرادی حیثیت سے میں مناسب نہیں سمجھتا دوسرے

صاحب ایوان ہیں
انجینئر سید محمد فضل آغا : پوائنٹ آف آرڈر میں کہہ سکتا ہوں کہ بلوچستان میں بھی آدھی آبادی پٹانوں کی ہے۔
جناب محمد محسن صدیقی : مجھے معلوم ہے مگر جس قسم کے وہ پٹان ہیں وہ بھی مجھے معلوم ہے۔

جناب چیئرمین : جو اصحاب اپنے آپ کو اس ہاؤس میں defend نہیں کر سکتے، ان کا اگر آپ نام نہ لیں تو بہتر ہوگا۔
جناب محمد محسن صدیقی : میں صرف اشارتاً ہی کہہ رہا ہوں، ان پر کوئی ایسی تنقید نہیں کر رہا ہوں۔

اب میں آتا ہوں اصل بات کی طرف، وہ کہتے ہیں کہ ہم پنجاب کو represent کرتے ہیں۔ ہمیشہ ان کا تعلق police touting رہا ہے

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

ان کے لڑکے کو ٹائی جیکنگ میں death sentence ہوئی، ان کی لڑکی کو سسٹنگ میں سزا ہوئی، ان کو خود سسٹنگ میں سزا ہوئی۔ وہ اب لیڈر شپ لے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پی پی آئی اور یہ حقیقت میں Police party incorporated not Pakhtoonistan.

نے خود وزیر داخلہ کو بتائی ہے کہ اس کے لیے پولیس سٹیشنوں سے پیسے جمع کئے گئے اور یہ پارٹی خریدی گئی اور وہ اس شہر کی فضا کو جب چاہیں مکدر کر سکتے ہیں ان کا ڈائریکٹ رشتہ پولیس سے ہے، ان کا ڈائریکٹ رشتہ مافیا سے ہے۔

اس کے علاوہ، ذرا آپ کراچی کی حدود سے باہر نکلیں، ذرا آپ زمیرو پوائنٹ کر اس کریں، آپ سپر ٹائی دے پر جائیں، نیشنل ٹائی دے پر جائیں، تو آپ کو معلوم ہو گا کہ کسی شہری کی زندگی اور عزت محفوظ نہیں ہے۔ بڑی بڑی شاہراہوں پر لوگ ڈاکوؤں کے نام پر آتے ہیں، لوگوں کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں، بڑی بڑی قیں دینا کرتے ہیں۔ جب تک رقبے ان کو ادا نہیں کی جاتی ہیں، اس وقت تک وہ اغوا شدہ چھوٹ کر نہیں آتے ہیں، آج بھی ایسے لوگ ہیں جو تین تین چار چار مہینوں سے، اس طرح سے اغوا ہوئے ہیں اور ان کے قبضے میں ہیں۔ بچے تک بھی ان کی ان حرکتوں سے محفوظ نہیں۔ آپ بتائیے کہ ایک مہذب قوم، ایک مہذب ملک، ایک مہذب حکومت کا اس سے زیادہ اور کیا فرض منصبی ہے کہ لوگوں کی حفاظت لوگوں کی عزت، لوگوں کی زندگی اور لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کریں میں بڑے ہی ادب سے، بڑے ہی دکھ اور درد کے ساتھ عرض کروں

گا کہ جو حالات سندھ میں ہیں، وہ نہایت ہی ناگفتہ بہ ہیں، اور اگر یہی حالات رہے اور بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہاں نہ کوئی پروانٹل ایڈمنسٹریشن ہے اور نہ ہی یہاں پر کوئی فیڈرل ایڈمنسٹریشن ہے۔ جب میں کسی شاہراہ پر چل نہیں سکتا ہوں تو میں کیسے سمجھ لوں کہ یہاں سندھ کی حکومت ہے یا فیڈرل گورنمنٹ کی حکومت ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس وقت کسی قسم کے مثبت اقدام اٹھائے جائیں، تو اس کے متعلق میری تین چار تجاویز ہیں۔ اور یہ تجاویز سیدھی سادھی ہیں اگر ان پر عمل کیا جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ فیڈرل گورنمنٹ پر کوئی مشکل آپڑے گی۔

جناب والا! جب کبھی کوئی مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا پیدا ہوتا ہے تو فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے جب کبھی کوئی مسئلہ ذمہ داری لینے کا ہوتا ہے تو ذمہ داری صوبائی حکومتوں پر ڈال دی جاتی ہے۔ میں اسے مناسب اقدام نہیں سمجھتا کوئی صوبہ ہو، کوئی شہر ہو، کوئی علاقہ ہو، کوئی قریہ ہو، یہ سب پاکستان کے حصے اور اجزاء ہیں۔ اس لیے ذمہ داری فیڈرل گورنمنٹ پر عائد ہوتی ہے کہ وہ پورے طریقے سے، پورے اعتماد اور پورے وثوق کے ساتھ اس میں حصہ لے، میری اس سلسلے میں تین گزارشات ہیں کہ فوراً ایسے اقدام کئے جائیں کہ جن سے اغوا، چوری، ڈکیتی کی وارداتیں ختم ہوں۔ اور اس کا طریقہ کار یہی ہے کہ ایک اسپیشل فورس بنائی جائے پورے ملک سے اچھے اور محب وطن، اچھے کردار کے افسران کو اس میں متعین کیا جائے جو گڑبڑ والے علاقوں میں پوری طرح چھان بھٹک کر کے تمام اڈے جہاں یہ لوگ چھپے ہوئے ہیں، جہاں سے یہ آپریٹ کرتے ہیں، ختم کئے جائیں۔

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

جہاں تک دیہاتوں اور شہروں میں پولیس کا تعلق ہے، اس سلسلے میں عرض ہے کہ وہاں پر انہی علاقوں سے تعلق رکھنے والوں کو اس میں شامل کیا جائے۔ اس لیے کہ جب وہاں کے رہنے والے ہوں گے تو ظاہر ہے کہ ان کے والدین، ان کے بچے، ان کے چچا، ان کے بھتیجے سب ہی اس علاقے میں رہتے ہوں گے۔ اگر خدا نخواستہ کوئی سانحہ ہوا کوئی واقعہ ہوا تو وہ بھی اسی حد تک اس سے اثر انداز ہوں گے جس حد تک کوئی دوسرا شہری اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اس لیے بہت سخت ضرورت ہے، وقت کا انتہائی اہم تقاضا ہے کہ فوراً ایسے اقدامات کئے جائیں کہ وہاں کی لوکل آبادی کو پولیس میں زیادہ سے زیادہ بھرتی کیا جائے۔ میں اس سے بھی متفق ہوں۔ جو جاوید جبار صاحب نے کہا کہ پولیس کو متعلقہ یونین کونسلز کے منتخب نمائندوں کے تابع کیا جائے تاکہ وہ ان کو جواب دہ ہو سکیں اس سلسلے میں قواعد میں تبدیلیاں کی جائیں۔ اس طرح سے پولیس کی کارکردگی پر کڑی نظر رکھی جاسکے گی اور پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جاسکے گا۔

تیسری چیز، جس کے لیے میں بڑے ہی پُر زور طریقے سے اپیل کروں گا کہ جہاں تک ڈرگس مافیا کا تعلق ہے، اس کو ہرگز ہرگز صوبائی حکومتیں ختم نہیں کر سکتی ہیں۔ اس کے لیے ضرورت ہے کہ کمریش پروگرام فیڈرل لیول پر بنایا جائے اور وہ تمام علاقے، تمام حصے، جہاں سے اس کی ابتدا ہوتی ہے، اس کی intermediary stage ہوتی ہے، اور پھر فاسل ایسٹج ہوتی ہے، ان تینوں ایسٹجوں کو نہ صرف تھس نہیں کیا جائے بلکہ ہمیشہ کے لیے اس ملک سے اس لعنت کو دور کیا جائے۔

ان چند تجاویز کے بعد، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی اور موقع کے اوپر دیگر مسائل کا ذکر کروں گا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین ! بہت شکریہ ! جناب محمد طارق چوہدری صاحب، جناب محمد طارق چوہدری : نحمدہ نصلی علیٰ رسولہ الکریم ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب چیئرمین ! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ اس اہم موضوع پر مجھے آپ نے اظہار خیال کا موقع فراہم کیا ہے۔ مجھ سے پہلے مقررین، خاص طور پر جاوید جبار صاحب نے، اس موضوع پر بڑی ہی تفصیل کے ساتھ، اور بڑی ہی سنجیدگی کے ساتھ روشنی ڈال دی ہے۔ جو تجاویز انہوں نے پیش کی ہیں، میں ان کی تائید کرتا ہوں اور ان تجاویز کو میں نہیں دہراؤں گا تاکہ وقت بچ سکے

جناب محسن صدیقی صاحب نے جلتے ہوئے کراچی کے، بہت اہم رخ پر اظہار خیال کیا ہے۔ علاقائی بنیادوں پر قائم منفی لغزوں پر تشکیلاتی دی گئی تنظیمیں اس ملک کے لیے حقیقی خطرہ ہیں۔ پی پی آئی کی، لیڈر شپ کے بارے میں انہوں نے اظہار خیال کیا اس سے میں پوری طرح متفق ہوں۔ اسی طرح ایم کیو ایم اور چیف منسٹر سندھ بھی ان کی توجہ کے مستحق تھے بہر حال اچھی ہے گائے، کیا رکھتی ہے نوک دار سینک - تو نوک دار سینک سے ڈر بھی لگتا ہے، تو وہ طرح دے کر پنج کر نکل گئے۔۔۔ برصغیر پاک و ہند میں آپس کی چیقلش بے شمار صوبائی، علاقائی، چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے باعث انارکلی جب شدت اختیار کر گئی تو انگریز جو تجارت کے لیے برصغیر میں آیا تھا۔ اس نے موقع دیکھا اور اقتدار

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

پر قبضہ جما لیا، ان کا کہنا تھا کہ یہاں پر حکومتیں مہذب نہیں ہیں، تمدن نہیں ہیں، جدید نہیں ہیں، جمہوری نہیں ہیں وقت، حالات اور آج کے تقاضوں سے آگاہ نہیں ہیں۔ واقف نہیں ہیں۔ ہم ان کو علم، تمدن، جمہوریت سکھانے آئے ہیں جو وہی یہ اقتدار کو حقیقی معنوں میں اپنے قابو میں رکھنے کے قابل ہو جائیں گے، جدید طریقے سیکھ جائیں گے تو رفتہ رفتہ ہم اقتدار مقامی لوگوں کے سپرد کر دیں گے۔ پھر ایک وقت آیا کہ انگریز مقامی لوگوں کو اقتدار سپرد کر کے چلے گئے۔ لیکن انگریز کی گودوں کھلی اور دودھوں پل بیوروکریسی اور فوج نے ان کی جگہ لے لی اور انہوں نے پھر یہی عمل دہرایا کہ یہاں کا سیاست دان ابھی immature ہے۔ آپس میں لڑتا ہے۔ ٹکراتا ہے۔ جاہل ہے، ان پر ٹھہرتا سمجھتا نہیں ہے، تو انہوں نے اپنی آرگنائزیشن کے بہانے سے، بہتر آرگنائزیشن اور تربیت ہونے کے نام سے، اقتدار پر قبضہ کیا۔ ۱۹۸۵ء کے الیکشن کے بعد اقتدار قانونی و جمہوری حکومت کو سپرد کرنے وقت یہ بات کہی گئی کہ جناب یہ آپ کا ہی ہے ذرا آہستہ آہستہ کر کے ٹھنڈا کر کے کھائیے۔ تو جناب اقتدار منتقل کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا گیا کہ حکومت کے چار مہیت اہم شعبے، داخلہ، خزانہ، دفاع اور خارجہ ان میں سے سب سے پہلے قانونی حکومت کو محکمہ داخلہ سپرد کیا گیا۔ باقی محکموں میں صرف انکی ریکروٹمنٹ ہوئی۔ ریکروٹ بھرتی کئے گئے جو ابھی انڈر ٹریننگ ہیں۔

بہر حال! سب سے پہلے موجودہ حکومت نے اپنے سینئر اور تجربہ کار جناب خٹک صاحب کو وزیر داخلہ مقرر کیا۔ ان کے تجربے سے ہوتا ہوا جناب وسیم صاحب کی ذہانت کے راستے

اب یہ محکمہ پاکستان کے دو کڑیل ترین جوانوں کی گرفت میں ہے۔ اور ان کے پاس آنے سے صورت حال میں کچھ تھوڑی سی تبدیلی بھی نظر آتی ہے۔ ایوان کے اصرار اور وزارت داخلہ کے کہنے پر متعدد دفعہ امن و امان کی صورت حال کو زیر بحث لایا گیا۔ بے شمار تجاویز آئیں۔ تقریریں کی گئیں تدبیریں بنائی گئیں اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گیا بات صرف اتنی ہی ہے کہ ختم اللہ علیٰ قلوبہم اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ **ثُمَّ بَکُمْ فَعَمَلًا یَرْجِعُونَ**

ساری بھٹوں اور ساری تجویزوں کے بعد پورے اقتدار اور بے شمار وسائل اور محکموں کے بعد اب بھی ان کے بطور کا اہل ہے کہ انہیں جادو کی پھڑکی چاہیے۔ الہ دین کا چراغ چاہیے۔ اسم اعظم چاہیے۔ ناگ کا منہ چاہیے۔ اژدھے کی کنگھی چاہیے۔ گیدڑ شگھی چاہیے۔ ہمیں نہیں پتہ کہ یہ چیزیں کہاں سے ملتی ہیں۔ پورا خزانہ، پورا اختیار ان کے پاس ہے پورا اقتدار ان کے پاس ہے عالمی بینک کے لئے کاسہ ان کے پاس ہے امریکہ کی امداد ان کے پاس ہے جہاں سے یہ چیزیں ملتی ہیں جتنے میں ملتی ہیں یہ خریدیں لیکن پاکستان کو اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے نجات دلائیے۔ جس قیمت پر بھی ہو سکتی ہے۔ جس صورت میں بھی ہو سکتی ہے جس ذریعے سے ہو سکتی ہے جس طریقے

پر ہو سکتی ہے، ہم نے تین برس تک اور اس قوم نے اور پچھلے سات آٹھ برس بھی اس میں شامل کر لیں۔ قوم نے صرف امن کی خاطر سکون اور اپنے گھروں کے تحفظ کی خاطر، چادر اور چار دیواری کے تحفظ کی خاطر جابر لوگوں کے اقتدار کو بھی سہا ہے اور نا اہل لوگوں کی اقتدار

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

کو بھی بھگت رہے ہیں لیکن صرف ان کی اتنی معمولی سی خواہش ہے جس خواہش کو یہ لوگ اب تک پورا نہیں کر پائے۔

امن و امان کے دو پہلو ہیں۔ ایک عمومی کرائم، چوری، قتل، ڈاکہ زہنی اور دوسری خصوصی صورت حال، خصوصی صورت حال میں پاکستان کے اندر حکومت کے سیاسی، انتظامی، معاشی پالیسیوں میں ناکامی کے نتیجے میں پیدا شدہ حالات، بین الاقوامی سرحدوں کے اوپر دشمنوں کی فوجوں کے بیٹھے ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والے حالات، سبزہ کی صورت حال جو کچھ سیاسی ہے اور کچھ ہندوستان کی طرف سے ہونے والی سازشوں کے نتیجے سے اور بھی گھمبیر ہو گئی ہے اور دوسرا سرحد کی صورت حال جو افغانستان میں روس کے آجانے کے بعد ۳۰ لاکھ افغانوں نے پاکستان میں داخل ہونے اور روس کے خلاف دہاں پہ ہونے والی مزاحمت کے نتیجے میں، روس کی طرف سے پاکستان کو زبحہ کرنے کی اور پاکستان کی مجاہدین کو امداد، حمایت اور تعلق سے دستبردار کرنے کی خواہش کے نتیجے میں Pressurise کرنے کی صورت میں پیدا ہوئی ہے۔ روس کے ساتھ ایک دن سمجھوتہ ہو جائے گا ایک دن معاہدہ طے پا جائے گا ایک دن روس کو افغانستان سے ہٹانا ہو گا۔ اسلئے کہ مجاہدین اس عزم اور ارادے کے ساتھ، اس بہادری اور جرات کے ساتھ ان کا مقابلہ کر رہے ہیں کہ اس کو واپس جانا ہی پڑے گا۔ آخر ہم توقع رکھتے ہیں کہ یہ ہمارا حصہ جلد یا بدیر امن یا سکون کی فضا دیکھے گا لیکن انڈیا کی طرف سے ہونے والی سازشیں راکہی طرف سے کئے جانے والے اقدامات یہ ایک ازل سے شروع

ہونے والا قصہ ہے اور اسے ابد تک جاری رہنا ہے۔ ہندوستان کے بارے میں ہمیں بڑا محتاط ہونا پڑے گا ہمارے رویے بڑے واضح ہونے چاہئیں۔ ایک بات یہ تاریخی طور پر سچ ہے کہ ہم سے ایک کی بقا ہے اور ایک کی فنا ہے۔ طاقت کا توازن جس دن بھی تھوڑا سا بگڑے گا جس کے حق میں وہ ہو جائے اس نے دوسرے کے اوپر چڑھ دوڑنا ہے لہذا ہندوستان کا سائز ہم سے بڑا ہے اس کے وسائل ہم سے بڑے ہیں پھر وہ کافر ہونے کے ناتے پوری کافر دنیا کے ساتھ اس کا ایک تعلق ہے یہودیوں کا سرمایہ اور سازشیں اس کے ساتھ ہیں امریکہ اور روس کا تعاون اس کے ساتھ ہے انڈیا کو ہمارے مقابلے میں بہتر وسائل میسر ہیں اور اب طاقت کا توازن اس کے حق میں ہوتا جا رہا ہے لہذا پاکستان کی نفسیاتی فضا کو محفوظ بنانے کے لیے یہاں کے لوگوں کو عدم تحفظ کا شکار ہونے سے بچانے کے لیے سیاسی بے چینی سے نکالنے کے لیے ان کو ایک بہت بڑا، بہت واضح دفاعی حصار چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو اپنی ایمٹی پالیسی میں تبدیلی کرنی ہوگی اور روایتی اسلحے کو چھوڑ کر اس سمت میں جانا ہو گا جہاں ہم دشمن کو یہ بتا سکیں کہ جس دن ہمارے اوپر آؤ گے تم بھی زندہ نہیں بچو گے یہ واحد ذریعہ ہے ہندوستان کے جنگل سے بچنے کا اور مجھے کوئی صورت نظر نہیں آتی

جناب چیئرمین : میرے خیال میں واسٹ اپ کرنے کی کوشش کریں چند ایک حضرات اور بھی بولنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : مارشل لار کے نفاذ اور بھٹو کی پھانسی کے بعد سندھ میں ایک خصوصی صورت حال پیدا ہوئی۔ ان حالات پر کنٹرول کرنے کے لیے ۱۹۸۵ء کے انتخابات کے بعد مسٹر محمد خان جوینجو کو وزیر اعظم نامزد کیا گیا سندھ کی صورت حال کو بہتر کرنے کے لیے، ورنہ چچا خٹک کا تجربہ اور جمالی کی جوانی پاکستان میں زیادہ بہتر صورت حال پیدا کر سکتی تھی۔ لیکن مسٹر محمد خان جوینجو اپنے علاقے میں، اپنے صوبے میں حالات کو ٹھیک نہیں کر سکے رورل ایریا کا وزیر اعظم رورل ایریا میں حالات ٹھیک نہ کر سکا۔ تو پھر یہ ہوا، ایک چھوٹا سا واقعہ ہے۔ ہمارے گاؤں میں ایک ڈرامہ ہو رہا تھا۔ اس میں ایک لڑکے کے باپ کی ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے۔ وہ دعا کرتا ہے کہ یا اللہ سارے گاؤں کے چچاؤں کی ٹانگیں ٹوٹ جائیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ میاں تم اپنے چچا کی خیریت کے لیے دعا کرو وہ کہتا ہے ہمارے چچا کی ٹانگ درست بھی ہو جائے تب بھی لوگوں نے اس کو ننگڑا کہنا ہے۔ اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ دنیا کے سارے چچاؤں کی ٹانگیں ٹوٹ جائیں تاکہ میرے چچا کو ننگڑا کوئی نہ کہے۔ وہاں کی جب اندرون سندھ صورت حال یہ تھی تو باقی ملک کو بھی اس کے برابر لانے کے لیے پنجاب میں خاص طور پر مرکزی حکومت کے ایما پر عدم استحکام پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور اسی طرح کراچی میں بھی وہاں کے وزیر اعلیٰ کے ایما سے ہی ایک دفعہ آگ بھڑکی تھی، اب وہ جن بوتل میں نہیں جاتا ہے۔ اب صاحب اقتدار وہی لوگ ہیں۔ اقتدار ان کے پاس ہے جنہوں نے حالات خراب کیے اب ہمارے یہ کڑیل جوان وہاں جا کر کیا کریں۔ سندھ کی صورتحال

کو کنٹرول کرنے کے لیے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ وہاں پر ایک صحیح، درست حکومت قائم ہو۔ صحیح بنیادوں پر حکومت استوار ہو۔ ان چیزوں پر کنٹرول کے لئے بے شمار تجاویز ہیں وہ میں تحریری صورت میں ابھی بھی وزیر داخلہ صاحب کو پیش کر دوں گا تاکہ تقریر زیادہ طوالت نہ پکڑے۔ ساتھ ہی خود دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین : بہت بہت شکریہ ! جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب چیئرمین ! بڑے انتظار کے بعد اندرونی صورت حال پر سینٹ کو گفتگو کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ جس کے لیے میں آپ کا اور محترم وزیر داخلہ کا ممنون ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس سے پہلے اسی ایوان میں خاصی تفصیل کے ساتھ داخلی صورت حال پر گفتگو کی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ اس کے بعد پل کے نیچے سے بہت سا پانی گزر گیا ہے اور بہت سے نئے مسائل ابھرے ہیں لیکن میں شروع میں ہی جس بات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حکومت کے رویے سے اس ایوان کے ارکان اور قوم کے ایک بڑے حصے کو اس زمانے میں یہ احساس نہیں ہوا کہ سینٹ میں قومی اسمبلی میں اخبارات میں ملک کے دوسرے اہم پلیٹ فارموں پر داخلی صورت حال کے بارے میں جو کچھ کہا جا رہا ہے حکومت نے اس سے کوئی فائدہ اٹھایا ہے یا پالیسی میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے یا کوئی ایسے اقدام کئے گئے ہیں جن کا بنا پر یہ معلوم ہو کہ حالات قابو میں

[Prof. Khurshid Ahmed]

آ رہے ہیں۔ جناب والا! جس طرح عدل کے بارے میں کہا گیا ہے کہ صرف عدل کرنا ہی نہیں بلکہ یہ معلوم ہونا کہ عدل کیا جا رہا ہے اہم ہے اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے لینے بھی یہ بات ضروری ہے کہ جو چیلنج قوم کو درپیش ہے جن مسائل کے بارے میں لوگ متفکر ہیں ان کے بارے میں حکومت لوگوں میں یہ اعتماد پیدا کرے، یہ احساس پیدا کرے کہ ٹال ان چیزوں کا نوٹس لیا جا رہا ہے ورنہ صورت حال یہ رہے گی۔

ط ایک طرزِ تغافل سوان کو مبارک
ایک عرضِ تمنا ہے سوہم کرتے ہیں گے

لیکن حالات اس سے بدلیں گے نہیں۔

جناب والا! میں سب سے پہلے امن و امان کے مسئلے کو لینا چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے اور یہ بات میں کوئی سیاسی فائدہ اٹھانے کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں۔ بڑے دکھ و درد کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ اس لیے کہ یہ میرا ملک ہے اس کے مستقبل پر میرا اور آنے والی نسلوں کا انحصار ہے کہ لوگوں کو آپ یہ احساس دلائیں کہ اس ملک میں کوئی حکومت پائی جاتی ہے۔ اور یہ بات میں ہی نہیں کہہ رہا بلکہ دسیوں افراد سے، بڑے ذمہ دار افراد سے اور ان افراد سے جن کا تعلق اس ملک کے نظام سے ہے، ”یہی الفاظ سننے ہیں کہ ہم حالات دیکھ کر یہ محسوس کرتے ہیں کہ گویا کوئی حکومت ہے ہی نہیں۔ اگر کوئی قانون کتاب قانون میں مرقوم ہے تو حقیقت یہ ہے کہ وہ انحراف اور توڑے جانے میں زیادہ معروف ہے بہ نسبت اس پر عمل ہونے کے۔ قانون

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

نافذ کرنے والی ایجنسیاں یا خاموش ہیں یا غیر مؤثر ہیں اور لوگ ایک بے بسی کے احساس میں مبتلا ہیں۔

جناب والا! آپ اس امر سے واقف ہیں کہ ایک حکومت کی میری نگاہ میں سب سے زیادہ اس حکومت کی جو اپنے آپ کو اسلام پر قائم کرنے کا دعویٰ کرتی ہے... لیکن اگر ہم ایک لمحے کے لیے یہ بھول جائیں، کوئی بھی حکومت ہو اس کا اصل جسٹیفکیشن یہ ہے کہ وہ لوگوں کو جان و مال عزت و آبرو کا تحفظ دے سکے۔ ارسطو نے ریاست کے جواز میں جو بحث کی ہے اس میں انہی دو باتوں کو بنیاد بنایا ہے اندرونی امن اور بیرونی دفاع۔ بھٹیک ہے آج کی ریاست کی

ذمہ داریاں اس سے بہت زیادہ ہیں۔ لیکن یہ سب سے پہلی ذمہ داری ہے اگر ہم ایمانداری سے اپنے دلوں کو ٹٹولیں تو کیا ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ اس ملک میں ہم ایک عام شہری کو جان و مال کا تحفظ دے سکے ہیں؟ یا اس منزل کی طرف کچھ آگے بڑھ سکے ہیں؟ جن حالات سے ہم تین سال پہلے دو چار تھے آج حالات اس سے زیادہ بگڑے ہوئے ہیں۔ صحت اور بحالی کی طرف ہم آگے نہیں بڑھ سکے۔ جناب والا!

میں اعداد و شمار پیش کرنا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ ہر صبح اخبار بلا استثنا جرائم میں اضافے کی قتل و غارت کی، ڈاکے کی، دھماکوں کی خبریں ملے کر آتا ہے۔ بلا خوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ان ممالک میں بھی جہاں برسوں سے تقریباً سول وار کی کیفیت ہے۔ مثلاً آئرلینڈ۔ اگر آپ مقابلہ کر کے دیکھیں تو ہمارے نام نہاد مذہب معاشرے میں جس رفتار سے ڈاکے پڑ رہے ہیں چوریاں ہو رہی ہیں جرائم بڑھ رہے

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہیں جان و مال کا تحفظ ختم ہوتا جا رہا ہے وہ ہمارے سروں کو شرم سے جھکا دینے پر مجبور کرتا ہے۔ اسلام آباد بھی اب محفوظ نہیں رہا ہے۔ روزانہ آپ کو صرافوں کی دکانوں کے لٹنے کی خبریں ملتی ہیں۔ دن دیہارے ملتی ہیں ان چوکوں پر ملتی ہیں جہاں پولیس تعینات ہے اسلام آباد میں داخل ہونے والوں کی چیکنگ کی جاتی ہے۔ لیکن تخریب کار بسہولت آجھی جاتے ہیں اور قانون کی گرفت سے بچ بھی جاتے ہیں قائد اعظم یونیورسٹی کے اساتذہ بھی اب محفوظ نہیں رہے۔ جناب والا! یہ صورت حال بڑی سنگین ہے۔ اور اس کا ٹولش ہمیں لینا چاہیے۔ پولیس کا کیا حال ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پولیس میں اچھے لوگ نہیں ہیں۔ میں ذاتی طور پر واقف ہوں کہ بلاشبہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کڑھ رہے ہیں اور اس صورت حال پر پریشان ہیں لیکن اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ آج ایک عام شخص کی نگاہ میں پولیس کا امیج کیا ہے۔ گلشن اقبال میں علاقے کے معزین نے مجھ سے کہا کہ جب ہم نے یہ آبادی یہاں آباد کی تھی تو یہاں کوئی جسم نہیں تھا۔ فحاشی کے اڈے نہیں تھے۔ اس کے بعد یہاں پولیس کی چوک قائم ہوئی۔ اور پولیس کی چوک قائم ہونے کے بعد سے غنڈوں کی سرپرستی پولیس اپنے تمام معروف ہتھکنڈوں سے دلدنوں سے عام شہریوں سے بھی اور غنڈوں تخریب کاروں سے بھی کس طرح اپنا نام نہاد حق وصول کر رہی ہے۔ اور کس طرح اب وہ علاقہ غیر محفوظ ہو گیا ہے کہ وٹاں کے رہنے والوں کو مل جل کر چوکیداروں کا انتظام کرنا پڑا ہے، آہنی دروازے لگانے پڑ رہے ہیں، جناب والا! ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ جس میں انسان کی جان و مال خطرے

Medieval period feudalism

میں بھٹی اور صرف امان کی تلاش میں وہ جاگیرداروں، فیوڈل لارڈز سے تحفظ حاصل کیا کرتا تھا اور اس کے بدلے میں اپنی آزادی کا ایک حصہ قربان کر دیا تھا، آج بھی ہم اسی دور کی طرف پلٹ رہے ہیں، شہروں میں پلٹ رہے ہیں، دیہات میں پلٹ رہے ہیں، کراچی سے اغوا کیا جاتا ہے، پچاس پچاس لاکھ کا اس کے اوپر تاوان وصول کیا جاتا ہے، جن افراد نے یہ کام کیا، تین طبکار، فلاں گروپ کے اور ایک طالب علم فلاں گروپ کا، سب اس کو جانتے ہیں، ان کے نام بھی معلوم ہیں لیکن آج تک وہ قانون کی گرفت میں نہیں آ سکے اور وہ افراد جہنوں نے بیچ میں کوئی رول ادا کیا صورت حال کو سمجھانے کا وہ گرفتار بھی ہوئے ہیں اور سزائیں بھی پاتے ہیں، میں نہ الف کا دفاع کر رہا ہوں اور نہ ب کا، میں آپ کے سامنے معروضی انداز میں یہ حقائق رکھ رہا ہوں کہ ذرا سوچیے اس ملک میں کیا ہو رہا ہے مجھے بتائیے کہ جس ملک میں قانون نافذ کرنے والے افراد رنگے ہاتھوں پکڑے جائیں، کراچی میں پولیس آفیسرز سرکاری وردی میں ڈاکہ ڈالتے ہوئے پکڑے گئے، تعاقب کرتے ہوئے پکڑے گئے ہیں، پولیس کی گاڑیاں استعمال ہوئی ہیں فوج کے افسران کرنل اور کیپٹن کے حمے کے لوگ بیرون سمگل کرنے میں پکڑے گئے ہیں اور پکڑنے کے بعد پولیس کی گاڑی کی حفاظت میں بھاگنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور ان کو کوئی گرفتار نہیں کر سکا۔ بینک، تو کراچی میں ۷۰ سال سے لوٹے جا رہے ہیں لیکن اب پورے ملک میں یہ وبا پہنچ رہی ہے لیکن قانون کی مشینری ٹک ٹک دیم دم نہ کشیدم کی مثال بنی ہوئی ہے، ہمیں بتایا جائے

[Prof. Khurshid Ahmed]

کہ کتنے افراد پکڑے گئے ہیں، کیا سزائیں ان کو دی گئی ہیں، یہ بات تو ہم بہت کہتے ہیں کہ deterrent punishments دیں، جرمانہ بڑھا دیں، سزا بڑھا دیں، ترامیم بھی اس ایوان کے سامنے لائی جا رہی ہیں لیکن مجھے بتائیے کہ کیا اس کا حالات کے اوپر کوئی فرق پڑا ہے، کہیں آپ کی یہ سزائیں deterrent رہی ہیں، اس کے برعکس میں امنوس کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ میرے محترم بھائی وزیر داخلہ کو اگر ان کا وہ بیان درست ہے، پہلکی یہ اعتراف کرنا پڑا کہ ہمیں معلوم تھا کہ اسلام آباد میں کہیں تخریب کاری کا واقعہ ہونے والا ہے لیکن ہم اس کا جگہ نہیں جانتے تھے ہم کچھ نہیں کر سکے اور انہیں کہنا پڑا کہ تخریب کاروں کے تعلقات بیرون ملک قائم ہیں اور وہ ہماری گرفت سے باہر ہیں وہ یہاں تخریب کاری کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، جناب والا! کب ایسا نہیں ہوا کہ بیرونی عناصر نے کسی ملک کو destabilise کرنے کی کوشش نہیں کی۔ یہ مسئلہ ہمیں آج پیش نہیں آ رہا ہے اور یہ مسئلہ صرف ہم کو پیش نہیں آیا ہے لیکن دوسرے ممالک نے مؤثر انداز میں کارروائی کی ہے اور کنٹرول کیا ہے، میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جرمنی میں میڈرن باڈرن کے گردہ نے کیا تہلکہ مچایا تھا اور کس طرح سرعام تباہی مچائی جا رہی تھی لیکن تین مہینے کے اندر اندر دہاں کی پولیس نے صورت حال کو قابو میں کر لیا ترکی میں یہ کیفیت پیدا ہو گئی تھی کہ ایک سال میں ۵ ہزار افراد terrorism کا نشانہ بنے لیکن اس کے بعد ایک سال میں ترکی نے اس کو قابو میں کر لیا، اٹلی دنیا میں سب سے پہلا ملک ہے

اس نے نہ صرف مافیا کی حکومت دہاں قائم کی ہے بلکہ دنیا بھر میں مافیا کو ایکسپورٹ کیا ہے دہاں پر کیسینٹ منسٹرز اور ایکس پرائم منسٹر تک کو اغوا کیا گیا اور مارا گیا لیکن اس کے بعد آپ دیکھیے کہ دہاں کی پولیس نے، قانون نافذ کرنے والے اداروں نے صورت حال کو قابو میں کیا اور اب پچھلے پانچ سال میں کوئی واقعہ اس نوعیت کا رونما نہیں ہوا۔ آسٹریلیڈ کی میں نے ابھی آپ کے سامنے مثال دی کہ دہاں تقریباً بیس سال سے جنگ ہو رہی ہے، ۱۹۷۰ء میں شروع ہوا ہے یہ سارے کا سارا ہنگامہ نارتھ آسٹریلیڈ کے اندر اور اس کی وجہ سے اسلحہ بھی آ رہا ہے، اس کی وجہ سے terrorism بھی پھیلایا جا رہا ہے، اس کی وجہ سے انگلستان کے مین لینڈ کے اوپر بھی واقعات ہوئے ہیں لیکن اس کے بعد پھر انہیں قابو میں بھی کیا گیا ہے لیکن یہاں معاملہ یہ ہے کہ ہمارے وزیر داخلہ کو یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ہم بے بس تھے۔

دوسری طرف جناب والا! ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پولیس کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ سیاسی مخالفین پر نگاہ رکھے اور رپورٹیں پیش کرے اپنے علاقے کے مذہبی افراد پر نگاہ رکھے اور رپورٹیں پیش کرے میرے دفتر پر ہی نہیں، میرے سیکرٹری کے گھر پر بار بار سی آئی ڈی کے لوگ جاتے ہیں۔ چیک کرتے ہیں کہ وہ ہے کہ نہیں، حالانکہ میری مودمنٹ اخبارات میں بھی آ جاتی ہے، صدر محترم، وزیر اعظم جہاں جاتے ہیں پولیس کی ایک نفری ہے کہ جو لگی ہوئی ہے سوال یہ ہے کہ اگر پولیس محدود ہے تو کیا اس ملک میں امن د

[Prof. Khurshid Ahmed]

امان کا قیام، جبرائیل کے انبیاء، ایک عام انسان کی جان کی حفاظت یہ جو اس کی بنیادی ذمہ داری ہے اسے ترک کر کے وہ محض نام نہاد V.I.P.s کی حفاظت کے لیے ساری قوت لٹا دے اور پھر آج کل تو خوش اخلاقی کا دور ہے، بلاشبہ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ آپ کسی بیمار کی تیمارداری کے لیے جائیں، کہیں میت ہو جائے تو آپ تعزیت کے لیے جائیں یہ سب چیزیں بڑی اچھی ہیں، لیکن ذرا یہ بھی سوچئے کہ اس کے لیے پولیس کو کیا کرنا پڑتا ہے سکیورٹی انتظام کیا جاتا ہے ساری توجہ آپ کی اس کے اوپر مرکوز ہے۔ جناب والا، میں تقریباً ۳۶ گھنٹے کا سفر کر کے کراچی پہنچا اور معلوم ہوا کہ نہ صرف دی آئی پی لاء رنج بلکہ آدھا اسرپورٹ بند ہے اور میں نے خود دیکھا کہ آدھے اسرپورٹ کے اوپر بیچ میں پولیس لگی ہوئی ہے اس لیے کہ وزیر اعظم صاحب کو کہیں جانا ہے، جناب والا! ایک طرف ہم اسلام کی باتیں کرنے میں، جتنی جان صدر صاحب کی اور وزیر اعظم صاحب کی ہے اتنی اہم جان ایک عام انسان کی بھی ہے اور اگر ہم ان دونوں کی حفاظت نہیں کر سکتے تو ہی ہمیں کوئی مہذب معاشرہ اور مسلم معاشرہ ہونے کا حق نہیں ہے ہم نے دنیا کے اور ممالک میں بھی وزراء کو دیکھا ہے، پریزیڈنٹس کو دیکھا ہے، امریکہ جیسے ملک میں آپ دیکھیے، پریزیڈنٹ کے لیے جو آرکیڈ ہوتا ہے اور جو اس کے لیے اقدامات کئے جاتے ہیں، حالانکہ وہاں ایک سٹنگ پریزیڈنٹ کو مارا جا چکا ہے لیکن اس کے باوجود نظام میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔ برطانیہ کا وزیر اعظم، برطانیہ کے وزراء، خود ممالک میں بھی آپ یہ دیکھیں گے کہ یہ وزراء یہ

ذمہ دار افراد، لوگوں کے درمیان اٹھتے بیٹھتے ہیں لیکن ہمارے ہاں پولیس کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ وہ اس پورے راستے کے اوپر کھڑی ہوئی ہو، راستے بند کر دیئے جائیں گھنٹوں کے لیے، اسرپور لٹس بند کر دیئے جائیں۔ تو جناب والا! جو پولیس کا اصل کام ہے وہ تو اسے کرنے نہیں دے رہے اور ان مصنوعی کاموں کے لیے آپ اپنی ان قوتوں کو استعمال کر رہے ہیں جو محدود قوتیں ہیں۔

جناب والا! میں اس موقع پر یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ آپ کو اس ملک میں امن و امان قائم کرنا ہے تو پولیس کے نظام کی اصلاح بے حد ضروری ہے، اور یہ اصلاح اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک (۱) آئینی طور پر آپ پولیس کو عوام کے سامنے جوابدہ نہ بنائیں محض وہ مخصوص مفادات کی محافظ نہ رہے وہ پولیس مینوئیل جو انیسویں صدی میں ایک سامراجی قوت نے بنایا تھا ہمیں آج تک اسے ریوائز کرنے کی توفیق نہیں ہوئی ہے، پھر اس کا سٹرکچر، اس کی ٹریننگ، اس کی ٹیکنالوجی، ان کی تعداد، آبادی میں جو فرق واقع ہوا ہے مجرم نے اس ٹیکنالوجی کو دریافت کیا اور استعمال کیا ہے آپ اس کا مقابلہ کرنا چاہ رہے ہیں آج سے بیس سال پہلے کی ٹیکنالوجی سے، بیس سال پہلے کی ٹریننگ سے، بیس سال پہلے کی بتائی ہوئی سٹرٹیجی کے سبقوں سے، تو وہ کیسے ہو سکتا ہے، آپ کو ریسیڈ کرنا پڑے گا اس بدلتی ہوئی صورت حال کے لیے، آپ کو اپنے نظام کو بدلنا پڑے گا، آخر امریکہ میں بھی ہر کاؤنٹی کی جو پولیس ہے وہ کاؤنٹی کے الیکٹڈ نمائندوں کے تحت ہے ان کے سامنے جوابدہ ہے۔ جو تبدیلیاں خود ہندوستان نے اپنے قوانین میں ۱۹۷۳ء میں کی ہیں جس

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے ذریعے انہوں نے پولیس کے اوپر عوام کے جان و مال کے تحفظ کی کچھ ذمہ داریاں اور پابندیاں لاگو کی ہیں اور اس کو رپورٹ سمجھنے کے معاملے میں کچھ چیزوں کا پابند کیا کہ اس کے بارے میں کیا progress ہوئی ہے اور سپریم کورٹ تک نے جو فیصلے کیئے ہیں اس میں انہوں نے عوام کے حقوق کو سامنے رکھ کر قانون کو تعبیر کیا ہے ہمارے ہاں انسانی پہلوؤں کو نظر انداز کیا گیا ہے پھر میں یہ بھی کہوں گا کہ ایک طرف آپ نے پولیس میں کو اختیار دے دیا ہے ایک بار تو وہ بڑے سے بڑے آدمی کو جیل میں ڈال دے، کو بھڑسی میں ڈال دے، روک لے، گرفتار کر لے، چاہے بعد میں اس کے خلاف کارروائی کیوں نہ ہو اور دوسری طرف اتنے اختیارات دینے کے ساتھ نہ آپ نے اس کو وہ تعلیم دی ہے نہ آپ نے اس کو وہ تہذیب دی ہے اور نہ آپ نے اس کو وہ تنخواہ دی ہے نہ وہ مالی وسائل دیئے ہیں کہ وہ اپنے وسائل کے اوپر باعزت زندگی گزار سکے تو جب تک آپ یہ ساری تبدیلیاں نہیں لائیں گے صرف پولیس کو نکالی دینے سے کام نہیں چلے گا۔ آپ کو یہ جانتا چاہیئے کہ آپ کا پولیس کا نظام قانون نافذ کرنے کا نظام غیر موثر ہو گیا ہے ناکارہ ہو گیا ہے اس پر سے قوم کا اعتماد اٹھ گیا ہے دنیا کے دوسرے ممالک میں نظر آتا ہے کہ پولیس والوں سے لوگ محبت کرتے ہیں میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انگلستان میں غالباً ۱۹۶۶ء کا واقعہ ہے جب دو پولیس مین ایک حادثے میں کام آگئے تھے تو ان کے لئے ایک فنڈ قائم کیا گیا تو لوگوں نے بڑھ چڑھ کر فنڈ دیا اور بچے تک روئے اور

میں خود آپ سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ بچے پیار سے پولیس مین کے پاس جاتے ہیں اور اس سے راستہ پوچھتے ہیں اس سے مدد لیتے ہیں اور یہاں عالم یہ ہے کہ بچے تو بچے بڑے بھی پولیس مین کو آتے دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں کہ اب کیا ہو گا۔

جناب والا! رول کا یہ جو فرق ہے اسے آپ کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور اس کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔ جناب والا! تخریب کاری کے سلسلے میں میں غور سے ان بیانات کو پڑھتا رہا ہوں جو صدر محترم، محترم وزیر اعظم، محترم وزیر داخلہ اور دوسرے ذمہ دار افراد دیتے رہے ہیں ہر واقعہ کے بعد آپ کو ایک بٹا ہوا جملہ ملے گا ”کہ ہم تخریب کاروں کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کریں گے اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے“ لیکن جناب والا! اب آپ کی ان باتوں کی کوئی وقت باقی نہیں رہی۔ بے ادبی ہو گئی۔ کیونکہ وہ واقعہ جو کسی چار کا سنا تھا جب اس کے ایک دھب پڑا تو اس نے کہا کہ اب کے تو مار۔ دوسرا پڑا تو اس نے کہا کہ اچھا اب کے تو مار ہمارا بھی حال یہی ہو گیا ہے۔ ہر دھاکے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ اب کے تو مار۔ لیکن فی الحقیقت ہم کچھ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں اس سلسلے میں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ افغان مسئلے کا بھی اس سے بڑا تعلق ہے۔ میری نگاہ میں یہ بات درست نہیں۔ میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ اس تخریب کاری میں بیرونی حکومتوں کا ہاتھ ہے افغانستان اور ہندوستان دونوں اس کے اندر ملوث ہیں اور میں روس کی ذمہ داری کو بھی ساقط نہیں کرتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ افغان مہاجرین

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے روپ میں اگر ان سیکرٹ سروسز کا خواہ وہ کے جی بی ہو خواہ وہ RAW ہو خواہ وہ کوئی دوسری ہو۔ کچھ لوگ آتے ہیں اور کچھ نقصان ہمیں پہنچاتے ہیں تو یہ ممکن ہے کہ ان حالات میں ہمیں اس بات کی توقع رکھنی چاہیے اور ہمارا انٹیلی جنس کا نظام ایسا ہو کہ ہم ان تخریب کاروں کو روک سکیں۔ چیک کر سکیں ان کے آپریشنز کر سکیں اور یہ بات ممکن ہے ایسا نہیں ہے کہ یہ ممکن نہیں لیکن جہاں تک افغان مہاجرین کے کردار کا تعلق ہے اور جو مثال انہوں نے قوم کے سامنے پیش کی جو نمونہ انہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا وہ ایک قابل قدر مثال ہے۔ انہوں نے دکھلایا ہے کہ کس طرح اپنے وطن کے لیے اپنے ایمان کے لیے اپنے دین کے لیے انسان کو اپنی جان پر کھیل جانا چاہیے یہ مثال انہوں نے قائم کی ہے ہمارے ملک میں ۲۰ لاکھ سے زیادہ مہاجرین آئے ہیں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہر معاملے میں اگر بیرونی عناصر نہ ہوں تو اس وقت بھی جرم کا کیا حال ہے انسانوں کے درمیان تنازعات کس طریقے سے ہوتے ہیں لیکن جب بیرونی افراد آئے تو یہ صورت حال اور زیادہ خراب ہو جاتی ہے لیکن by and large جن علاقوں میں ان کا concentration رہا ہے وہاں امن و امان کی صورت حال اس سے کہیں بہتر رہی ہے نسبت ان علاقوں کے جن میں ان کا concentration نہیں ہے۔ کیا سندھ کے انٹریئر میں افغان مہاجرین پہنچ گئے ہیں۔ کیا دادو، نواب شاہ اور خیبرپور میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ افغان مہاجرین کی وجہ سے ہو رہا ہے یا وہ وہاں موجود ہیں وہ جن علاقوں میں موجود ہیں وہاں crime rate میں

کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے دہاں پر آپس کے تنازعات بڑے کم ہیں اور human معاشرے میں جو حقوق بہت معاملات ہوتے ہیں اس نقطہ نظر سے آپ دیکھیں تو یہ ایک معجزہ ہے کہ اس سے اتنے کم مسائل پیدا ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ یہ افراد ایک cause کے لیے لڑ رہے ہیں اسی خاطر یہاں آئے ہیں اور ان کی نگاہیں واپس اپنے ملک میں جانے اور اس کو آزاد کرانے کے اوپر ہیں ہمیں ان سے یہی سبق لینا چاہیے۔ Klashinkov culture جو ہے وہ افغان مہاجرین اور مجاہدین کی وجہ سے نہیں آیا Klashinkov culture

آغاز یہاں ۱۹۷۰ء میں ہوا ہے خاص طور سے ۶۹ء سے لے کر یہ رخ یہاں پر پیدا ہوا اس وقت کوئی افغان مسئلہ نہیں تھا اور میں پھر دوبارہ نارنگھ آسٹر لینڈ کی مثال دیتا ہوں۔ آئی آر اے تقریباً سو سال سے آپریٹ کر رہی ہے۔ ۱۹۲۱ء میں آسٹر لینڈ کی republic قائم ہونے کے بعد بھی وہ برابر کام کرتے رہے ہیں اور پھر ۱۹۷۰ء سے تو بالکل war کی کیفیت ہے لیکن اس کے باوجود کوئی Klashinkov culture پیدا نہیں ہوا کوئی escalation نہیں ہوا اس لیے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے پاس بالکل clear strategy تھی اور انہوں نے اسے کنٹرول کیا۔ ہم نے اس مسئلے کو نظر انداز کیا اور یہی وجہ ہے کہ ہم آج اس عالم میں ہیں شہر ہمارے محفوظ نہیں

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہیں تعلیم گاہیں ہماری محفوظ نہیں ہیں گھر ہمارے محفوظ نہیں ہیں بنک ہمارے محفوظ نہیں ہیں دکانیں محفوظ نہیں ہیں میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ اس معاملے میں حکومت ایک واضح پالیسی بنائے اور موثر اقدام کرے۔

جناب والا! میں دوسرے امور کی طرف صرف اشارہ کرتا ہوں میرے پیش نظر امن و امان کی صورت حال کے بعد میں جس دوسرے مسئلے کی طرف وزیر داخلہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ اس ملک میں علاقائی، صوبائی، لسانی، ethnic اور مذہبی منافرت ہے ان کا ایک سیلاب ہے جو اس زمانے آمد آیا ہے میں اس میں ساری ذمہ داری کسی ایک فریق پر نہیں ڈالتا ہم سب ذمہ دار ہیں لیکن جو جتنا زیادہ حالات پر قوت اور اختیار رکھتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ ذمہ دار ہے بلاشبہ اس میں سیاسی کارکنوں کی بھی ذمہ داری ہے ہماری مسجدوں کے خطیبوں اور علماء کی بھی ذمہ داری ہے ہمارے اساتذہ کی بھی ذمہ داری ہے لیکن سب سے بڑی ذمہ داری اس میں ہماری حکومت کی ہے پچھلے دس سال میں نفرتوں کا ایک طوفان ہے جو اٹھ آیا ہے اور ہم نے اس کے مقابلے میں کوئی موثر کارروائی نہیں کی ہے ان نفرتوں کو محبتوں میں بدلنے کے لیے اس کے اسباب جاننے کے لیے کہ یہ لاوا کیوں پھٹتا ہے وہ کوئٹہ چیزیں ہیں جو اس آگ کو بھڑکا رہی ہیں اور اس کو بڑھا رہی ہیں اور کس طرح ہم مل جل کر اس آگ کو بجھا سکتے ہیں۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ سکتے ہیں دوبارہ ان کو ایک بنیان مرموص ایک قوم ایک وحدت بنا سکتے ہیں یہ کام کرنے کا تھا اور یہ کام کرنے کا ہے۔

تیسری چیز جناب والا! آج ایک عام آدمی کو حصول انصاف میں بڑی مشکلات درپیش ہیں۔ ایک عام انسان کے لئے کرپشن نے جیٹا شکل کر دیا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ وزراء محترم بار بار اعلان کرتے ہیں اور بڑی specific figures دیتے ہیں کہ ۲۰ بلین اور ۴۰ بلین کرپشن کی نذر ہو رہا ہے Taxation Inquiry Commission کی رپورٹ میں بیک منی کو quantify کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے یہ اور، یہ جگہیں ہیں جہاں پر یہ چیزیں آ رہی ہیں سمگلنگ کے بارے میں تمام چیزیں ہمارے سامنے آ رہی ہیں لیکن ان سب کے باوجود ہم بے اثر ہیں اگر اس کو یہ کہا جائے کہ گویا کہ کوئی گورنمنٹ نہیں ہے ان تمام خرابیوں پر کوئی گرفت کرنے والا نہیں ہے احتساب کا کوئی نظام نہیں ہے تو کیا یہ غلط ہو گا۔ جناب والا! کراچی کے اخبارات میں مثال کے طور پر ابھی پرسوں ہی کے پرچے میں یہ آیا کہ گڈاپ کا پولیس سٹیشن جو most profitable Police Station in Pakistan ہے جہاں صرف ٹرک والوں سے چار سے پانچ لاکھ روپے ماہانہ regularity کے ساتھ پولیس وصول کر رہی ہے۔ ٹرک والوں کی ایسوسی ایشن اعلان کرتی ہے، کہ ہم یہ دے رہے ہیں، اس حساب سے دے رہے ہیں فنٹس ٹیسٹ کے بغیر جو لائسنس لے رہے ہیں ان کے بیٹے ۲۰۰ روپے سے ۱۵۰۰ روپے تک دیتے ہیں، اور اس طرح سے ان کو فنٹس مل جاتی ہے، چاہے اس کے بعد یہ وہیکلز عام انسانوں کی جان کے لئے کتنا بڑا خطرہ ہی کیوں نہ بن جائے۔

Pollution کی جو بھی کیفیت پیدا ہو، اس سے ان کو کوئی سر دکا

[Prof. Khurshid Ahmed]

نہیں ہے۔ برکیں کے بغیر ٹرک چلائے جا رہے ہیں، لائٹس کے بغیر ٹرک چلائے جا رہے ہیں، فنٹس — ٹیفیکٹ مل رہے ہیں۔ یہ سب چیزیں شائع ہو رہی ہیں لیکن کوئی بھی ایسا ذمہ دار شخص نہیں ہے جو اس پر توجہ دے۔

جناب والا! اب میں کہنا چاہتا ہوں کہ میری نگاہ میں اس کی چھ موٹی موٹی وجوہات ہیں۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ من حیث القوم ہم نے اسلام سے روگردانی کی ہے، ہم نے اسلام کے بارے میں زبانی جمع و خراج بہت کیا ہے لیکن اسلام عملی طور پر، فرد کی حیثیت سے اور ریاست کی حیثیت سے بھی، جو رویہ ہم سے چاہتا ہے، اسے ہم نے یکسر نظر انداز کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ غلطی کو برداشت کر لیتا ہے بغاوت کو برداشت نہیں کرتا، منافقت کو برداشت نہیں کرتا ہے۔ ہم نے اسلام کے معاملے میں بے وفائی کا رویہ اختیار کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج دوسری نسل جو آپ کے ہاں سے تربیت پا کر نکل رہی ہے اس کو اسلام سے، پاکستان سے، اس معاشرے سے عبت نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ اس معاشرہ کو اپنا معاشرہ نہیں سمجھتی ہے۔ یہاں کی چیزوں کو اپنی چیز نہیں سمجھتی ہے، یہ نہیں سمجھتی ہے کہ ان کو تباہ کرنے کا معنی اپنے گھر کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ یہ فرق ہے جو یہاں واقعہ ہوا ہے اور اس کی بنیادی وجہ میری نگاہ میں سب سے پہلی چیز، اسلام سے روگردانی ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ ہم نے افراد کی تو بہت کوشش کی ہے اور افراد ہی کے استحکام پر اپنی توجہ مرکوز کی ہے لیکن اداروں کو مستحکم کرنے، اداروں کو پروان چڑھانے کے متعلق ہم نے غفلت برتی ہے بلکہ مجھے اجازت دیجیئے کہ میں یہ بات کہوں کہ ایک ایک کر کے ہم نے ان اداروں کو ختم کیا۔ تعلیم کو دیکھیئے، عدلیہ کو دیکھیئے، ایڈمنسٹریشن کو دیکھیئے، صحافت کو دیکھیئے، سیاسی جماعتوں کو دیکھیئے، جمہوری اداروں کو دیکھیئے، اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خود فوج کو دیکھیئے، یہ وہ تمام ادارے ہیں جن پر کہ کوئی معاشرہ باقی رہتا ہے، ترقی کرتا ہے۔ ہم نے ان اداروں کی فکر نہیں کی ہے بلکہ ان کو تباہ کیا ہے۔

تیسری چیز جو ہے وہ میری نگاہ میں بار بار جمہوری عمل کو معطل کرنا ہے، جمہوری عمل میں جو بھی خامیاں ہوں، لیکن ان میں سب سے بڑی خوبی جو ہے وہ یہ ہے کہ اس میں ایک self creating mechanism ہے، انسان اپنی غلطیوں سے سیکھتا ہے، بار بار احتساب ہوتا ہے، بار بار عوام کے سامنے جانا پڑتا ہے۔ ٹھیک ہے کہ کچھ انسان دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں پھر آہستہ آہستہ اسی عمل سے تبدیلی آتی ہے بار بار فوج کی مداخلت نے اس ملک کے مزاج کو بگاڑ دیا ہے، اداروں کو تباہ کر دیا ہے، اور یہ وہ چیز ہے جس کے نتیجے کے طور پر قانون کی حکمرانی باقی نہیں رہی ہے۔ ملک کا سب سے بنیادی قانون، آئین ہے، اسے جب اور جو طالع آزما چاہے کسی نوٹیفکیشن کے تحت معطل کر سکتا ہے، اسے

in abeyance لے جا سکتا ہے، اسے abrogate کر سکتا ہے، پھر اس کے بعد باقی قوانین کی کیا قدر اور کیا وقعت رہ جاتی ہے۔ جناب والا! جب تک قانون کی حکمرانی نہ ہو اس وقت تک مہذب معاشرہ تشکیل نہیں پاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ جب تک دستور کا احترام نہ ہو، احترام کی روایت قائم نہ کلا جائے اس وقت تک عام قوانین کا احترام نہیں ہو سکتا۔

چومقی وجہ میری نگاہ میں جناب والا! اس وقت ہونے والے غیر جماعتی انتخابات ہیں، اس نے علاقائی محیبتوں کو پروان چڑھانے میں، برادریوں کو اہمیت دینے میں، لوکل انٹرسٹ کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ وہ چیزیں جو قوم کو جوڑنے والی ہیں جو قوم میں یگانگت اور یک رنگی پیدا کرنے والی ہیں، جن کی وجہ سے مقامی مفاد کے مقابلے میں اصول اور ملکی مفاد اہم بن جاتا ہے ان سے توجہ ہٹ گئی ہے۔ یہ تجربہ نہایت ہی ناکام رہا ہے اور اس نے ملک کو بالکل ایک نئی آگ کی طرف دھکیل دیا ہے۔ پانچویں چیز جناب والا! یہ ہے کہ ہمیں اپنے قوانین کا بھی جائزہ لینا چاہیے۔ قانون کے احترام کے یٹے ضروری ہے کہ قانون بھی منصفانہ ہو۔ bad laws اگر ہیں تو بھٹیک ہے کچھ کی تو مجبوری کے تحت پابندی کی جاسکتی ہے لیکن اس کا احترام نہیں کیا جاسکتا ہے ہمیں قوانین کا بھی جائزہ لینا ہوگا جب تک قوانین انصاف پر مبنی نہ ہوں، خود ایک اچھا قانون نہ ہو اس وقت تک اس کی اطاعت پوری طرح سے نہیں ہو سکتی ہے اور یہی ایک فرق ہے اسلامی قوانین

اور عام قوانین کے اندر کہ اسلامی قوانین کے بارے میں انسان یہ جانتا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہمیں دیئے ہیں۔ یہ مفاد پر مبنی نہیں ہیں۔ expediency پر مبنی نہیں ہیں اور ان کی اطاعت محض قانون کی اطاعت نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت ہی وجہ ہے کہ ایک مذہبی قانون کی اطاعت ہمیشہ مزیدہ ہوتی ہے اس کا احترام کیا جاتا ہے، اس کے مقابلے میں دوسرے قوانین اور خاص طور پر ایسے قوانین کا جو مبنی پر انصاف نہ ہوں، احترام نہیں کیا جاتا ہے۔

چھٹی چیز جناب والا! نظام احتساب ہے۔ نظام احتساب اس ملک میں باقی نہیں رہا۔ شکر ہے کہ اب یہ ایوان ہے جہاں ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ نظام احتساب ہر سطح کے اوپر ہو، خواہ وہ پارٹی کے اندر ہو، خواہ وہ حکومت کی سطح پر ہو، پارلیمنٹ کی سطح پر ہو عدالت کی سطح پر ہو عوام کی سطح پر ہو، نظام احتساب کو بحال کیجئے۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے آپ ان چیزوں کو قابو میں لا سکتے ہیں۔

جناب والا! ان امور کی طرف آپ کی اور اس ایوان کی توجہ خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتی ہوں اور میری خواہش اور تمنا ہے کہ جس سنگین صورت حال سے ہم گزر رہے ہیں حکومت، پارلیمنٹ، پوری قوم تمام سیاسی جماعتوں اور پوری قیادت کو اس کا احساس ہونا چاہیئے اس ملک کی بقا، اس ملک کے استحکام، اس ملک کی ترقی میں ہم سب کی زندگی ہے اور خدا نخواستہ اگر یہ ملک کسی طریقے سے متاثر

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہوتا ہے، اس کے افراد اس ملک میں اعتماد کھو دیتے ہیں تو پھر ہمارا مستقبل بڑا تاریک ہے شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! کل کی فہرست جو میرے پاس تھی، اس میں سے ابھی دو نام رہتے ہیں ایک نام حمزہ خان پلچو کا ہے اور دوسرا نام میر غلام حیدر تالپور کا ہے۔ اس کے علاوہ کئی مزید تین اصحاب نے اظہار خیال کا موقع دینے کی درخواست کی ہے۔ ابھی وزیر صاحب نے بھی بحث کو وائسٹاپ کرنا ہے۔ اگر اس بحث کو آج ختم کرنا ہے تو کل کے دو اصحاب کے علاوہ جنہوں نے آج نام دیئے ہیں وہ اگر بحث میں حصہ لینے پر اصرار نہ کریں تو بہتر ہوگا۔ وزیر صاحب کو پتہ نہیں کتنا وقت چاہیے ہوگا۔۔۔ پندرہ، بیس منٹ یا آدھا گھنٹہ تو کم از کم ضرور چاہیے ہوگا۔۔۔ پلچو صاحب اگر آپ مختصر وقت میں جتنا بھی ممکن ہو سکے، اظہار خیال فرمائیں تو بہتر ہوگا۔

قاضی عبداللطیف : اگر ہمیں اجازت دی جائے تو پھر آپ کی عنایت ہوگی اس لئے کہ یہ اہم ترین مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین : مسئلہ تو اہم ترین ہے لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سارے اہم ترین مسائل آج کے ایجنڈے پر ہیں جو ختم نہیں ہو سکیں گے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! اجلاس اسی لیے بلائے جاتے ہیں، آپ اسے پرسوں پر رکھ لیں۔

جناب جاوید جبار : جناب چیئرمین ! اگر آپ اس تجویز پر بھی غور کریں کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے میں سے صرف ایک گھنٹہ ممبران کی رائے سے رکھا جائے تو بہتر ہوگا۔ آپ آج کو شش کریں کہ اسے ختم کر لیا جائے تو نیم اکی مورف

میں لیجسلیٹو بزنس آج ڈیل نہیں کر سکیں گے۔

جناب چیئر مین : لیجسلیٹو بزنس تو ویسے بھی آپ نہیں رہے ہیں۔ روز کے مطابق جو ایڈجرن منٹ موشن ہے اس کے لئے ضرور ٹائم سپیر کرنا ہے۔ کل آپ حضرات نے شکایت کی اور بجا طور پر کہ ایڈجرنمنٹ موشن کی اہمیت ہی ختم ہو جاتی ہے اگر ہم ان کو مہینوں اور سالوں کے بعد لیں۔ تو اس کے لیے میرے خیال میں وقت ضرور سپیر کرنا ہو گا۔

جناب جاوید جبار : internal situation پر بحث کو آج ہی آپ Conclude نہ کریں۔

جناب چیئر مین : یہ آپ پر منحصر ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کے لیے وقت مزید بڑھا دیا جائے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

نوابزادہ شیخ عمر خان : یہ نہایت ہی قومی اور ملک کے اندر دہی حالات پر مبنی مسئلہ ہے، اس کے لیے ہم گزارش کرتے ہیں کہ اس وقت کو بڑھایا جائے۔

جناب چیئر مین : اس کے متعلق اتنی عرض ہے کہ وقت بھی آپ بڑھا سکتے ہیں لیکن آپ نے وزیر کو سنا تھا، جو فرما رہے تھے کہ ۳۱ جنوری کو یہ سیشن پرودروگ session prorogue ہو جائے گا۔

پروفیسر خورشید احمد : ایسی کیا مجبوری ہے، کیا ہم اس کو ایکسپنڈ نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب چیئر مین : اصل میں ان کی بھی مجبوریاں ہیں۔ میرے خیال میں جو سینٹ کے الیکشن ہونے والے ہیں ان کی یہ مجبوری ہے

[Mr. Chairman]

دوسری مجبوری یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کی گولڈن جوبلی کی تقریب منعقد ہو رہی ہے، یا پچاسویں سالگرہ منائی جا رہی ہے، اس کے لئے سب کی commitments ہیں۔

جناب نسیم احمد آہیر: اگر آپ ایڈجرنمنٹ موشن کو لیتے ہیں تو لا محالہ اس بحث کو ملتوی کرنا پڑے گا۔ یا جاوید جبار صاحب کی تجویز قبول کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں، پرائیویٹ ممبرز ڈے کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ یہ ممبران کا حق ہے اگر وہ اپنے حق سے خود دستبردار ہونا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب جاوید جبار: ہم نے جناب ایک گھنٹہ دیا ہے۔
جناب چیئرمین: ہاں اگر ایک گھنٹہ وقت سے دستبردار ہونا چاہتے ہیں تو بس روچشم، لیکن میں کوئی بدعت نہیں کرنا چاہتا کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے میں کسی گورنمنٹ کے کام کو شامل کر کے دخل در معقولات کوڈن۔
پروفیسر خورشید احمد: کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم شام کو سیشن کر لیں۔

جناب چیئرمین: کل اس سلسلے میں ایک پوائنٹ اٹھایا گیا تھا کہ ایک کمیٹی آج شام کو ہے۔
پروفیسر خورشید احمد: وہ تو تین بجے ہے۔ جو کہ تین سے

پانچ بجے تک چلے گی۔
جناب نسیم احمد آہیر: لیکن جناب گزارش ہوگی کہ آج شام شاید میں یہاں حاضر نہ ہو سکوں کیونکہ کچھ میری ایسی مصروفیات ہیں۔ اگر اسے سڈے تک ملتوی کر دیں تو بہتر ہے یا پھر نماز کے بعد

پھر ہم اجلاس جاری رکھ سکتے ہیں۔
جناب چیئرمین : لیکن اگر تین بجے کمیٹی کی میٹنگ شروع ہو رہی ہے تو پھر اجلاس نہیں ہو سکے گا۔

جناب نسیم احمد آہیر : پھر اسے سنڈے پر رکھ لیں۔
جناب جاوید جبار : اتوار کے روز اس کے لیے ایک گھنٹہ مختص کر لیں یا آج پانچ سے چھ بجے تک اسے رکھ لیں۔

جناب چیئرمین : مجھے ہاؤس کا consensus یہ نظر آتا ہے اور sense of the House یہ ہے کہ آپ سنڈے کو ایک گھنٹہ تک کے لیے اسی بحث کو جاری رکھنا چاہتے ہیں اور پھر آپ وزیر صاحب کو بھی ٹائم دیں گے کہ وہ وائٹ اپ کریں۔ ٹھیک ہے۔ اب جو ممبرز میرے پاس رہتے ہیں وہ ایک پلیجو صاحب ہیں، قاضی عبداللطیف صاحب، تالپور صاحب، نوابزادہ شیخ عمر صاحب اور سید فضل آغا صاحب ہیں تو یہ پانچ اراکین رہتے ہیں۔ ایک گھنٹے میں سے آپ آدھا گھنٹہ تو وزیر صاحب کے لیے نکال دیں باقی thirty منٹ رہتے ہیں۔ تو آپ چھ منٹ پانچ حضرات موجودہ بول سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ۔ میرے خیال میں جن حضرات نے نام دیئے ہیں ان کو موجود رہنا چاہیے جس وقت ان کے نام پکارے جائیں۔ بہر حال اگر اس ایک گھنٹے میں سے وقت بچا تو تو مزید کسی کو اکاموڈیٹ کر لیں گے۔ میرے خیال میں یہی کرتے ہیں کہ سنڈے کو پرائیویٹ ممبرز ڈے کا ایک گھنٹہ لے کر اس بحث کو جاری رکھتے ہیں۔ اور وزیر صاحب بھی اس کو وائٹ اپ کر لیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد : پہلا گھنٹہ اس کے لیے مخصوص کر دیا جائے

جناب چیئرمین : پہلے گھنٹہ میں یہی کر لیتے ہیں۔ تو ایڈجرنمنٹ موشنز لے لیتے ہیں۔

ایک معزز رکن : رولز آف پروسیجر پہلے لے لیں یا نہیں لیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد : آج شام کو مل کر ان کو لے لیں۔

جناب چیئرمین : آج شام کو اگر ملنا ہے تو وہ ہو سکتا ہے

And I think all the Ministers would not be required for the Rules of Procedure, only Mr. Wasim Sajjad would be required. Let us find out his consent.

پروفیسر خورشید احمد : شام کو مغرب کے فوراً بعد دو گھنٹے کی نشست کر لیں آپ، تو اس میں صرف رولز آف پروسیجر کر لیں۔

Mr. Chairman : But if that is convenient to Mr. Wasim Sajjad.

Prof. Khurshid Ahmad : But he is not here.

Mr. Chairman : He is not here but his paraphernalia is here. I think we will consult him in the meantime, you can start your discussion on the adjournment motion. I think, if somebody can request Mr. Wasim Sajjad to be in the House.

پروفیسر خورشید احمد : صرف یہی نہیں بلکہ کشمیر کا مسئلہ ہے اس میں اگر وزیر اعظم موجود نہیں ہیں تو کم از کم فارن منسٹر یا منسٹر آف سیٹھ کو یہاں ہونا چاہیے۔ بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ مطلع صاف ہے۔ کوئی بھی وزیر نہیں۔

GRANT OF CITIZENSHIP RIGHTS TO HINDUS RESIDING IN JAMMU AND KASHMIR SINCE 1947

جناب چیئرمین : نہیں منسٹر آئے گا آپ شروع کریں ۔

He had said that he would be coming.

DISCUSSION

ON ADJOURNMENT MOTION ; GRANT OF CITIZENSHIP RIGHTS TO HINDUS RESIDING IN JAMMU AND KASHMIR SINCE 1947.

پروفیسر خورشید احمد : جی بہت بہتر - مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے - بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب چیئرمین ! کشمیر کے مسئلے پر جو تحریک التوا میں نے پیش کی تھی - اور جسے اس ایوان نے بحث کے لئے منظور کیا - اس کے دو پہلو ہیں - ایک عمومی پہلو اور ایک وہ خاص مسئلہ جو اس وقت پیدا ہو گیا ہے اور جس کا نوٹس لینا پاکستان کی حکومت پاکستانی عوام اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے - میں چاہتا ہوں کہ بہت اختصار کے ساتھ ان دونوں پہلوؤں کے بارے میں گزارشات آپ کے سامنے پیش کروں - کشمیر کا مسئلہ دراصل پاکستان کے وجود اور بقا سے متعلق ہے - نظریاتی پہلو سے بھی اور geo-strategic پہلو سے بھی - نظریاتی پہلو سے جناب والا ! آپ کے سامنے یہ بات ہے کہ پاکستان کا قیام جس اصول پر واقع ہوا وہ اصول یہ تھا کہ مسلمانان ہندوستان کی جس جس علاقے میں اکثریت ہے - وہاں انہیں یہ موقع دیا جائے کہ وہ اپنے نظریات ، اپنے ایمان ، اپنی ترجیحات کے مطابق اپنا نظام زندگی قائم کریں اور نظام حکومت کو چلائیں - یہ تھا پاکستان کے مطالبے کی اصل بنیاد ، اور اسی کی روشنی میں ۳ جون کا پلان بنا - جس میں اس اصول کو اس کی absurd limit تک بڑھایا گیا اور وہ یہ کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے بلکہ صوبوں سے

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہٹ کر کے علاقوں پر آجائیں اور علاقے بھی کم از کم پنجاب کی حد تک vague چھوڑے گئے کہ ان علاقوں کا تعین بھی باؤنڈری کمیشن کرے۔ جناب والا! کشمیر کا مسئلہ اسی وقت پیدا ہو گیا تھا جب یہ باؤنڈری کمیشن کا یہ سوال اٹھا۔ ایک بہت بڑا دھوکہ، فراڈ مسلمان ہندو پاک کے ساتھ کیا گیا۔ ٹھیک ہے چونکہ ہم نے پہلے سے اس بات کو قبول کر لیا تھا کہ arbitrator کے فیصلے کو مانیں گے، ہم نے اس کو مانا، لیکن جو ظلم اس کے ذریعے سے کیا گیا اور جو violation ان اٹیو کا کیا گیا جن پر تقسیم کی پوری سکیم مبنی تھی وہ ناقابل انکار ہے۔ آپ کو معلوم ہے جناب والا! کہ کشمیر میں مسلمانوں کی تحریک آزادی ڈوگرہ راج کے خلاف پہلے دن سے موجود تھی لیکن دوسری جنگ کے بعد آہستہ آہستہ وہ بڑھی اور ۳۱ - ۱۹۳۰ء سے وہ اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ مسلمانوں نے بے پناہ قربانیاں دیں اور اس پورے پس منظر کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ کشمیر کو پاکستان کا حصہ بننا چاہیے۔ یہی دہاں کے لوگوں کی آرزو، تمنا اور خواہش تھی اور اسکا انہوں نے ایک بار نہیں بلکہ بار بار اظہار کیا۔ جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ جس fake instrument of accession کے ذریعے سے ڈوگرہ حکمرانوں نے ہندوستان کا سہارا لیا۔ وہ غیر اخلاقی، غیر قانونی، غیر سیاسی ہے اور نہ اسے پاکستان نے تسلیم کیا ہے اور نہ اسے انٹرنیشنل کمیونٹی نے تسلیم کیا ہے۔ یونائیٹڈ نیشنز نے اس accession کو ماننے سے انکار کیا اور ہندوستان نے اس بات کا وعدہ کیا کہ دہاں استصواب رائے ہو گا اور استصواب رائے کی بنیاد پر مستقبل کا فیصلہ جموں و کشمیر کی ریاست کا کیا جائے گا۔ جناب

والا! آپ کو یاد ہو گا کہ یہی وجہ تھی کہ جب ہندوستان کا دستور بن رہا تھا تو اس دستور میں ایک خاص کلاز جموں و کشمیر کے لیے رکھی گئی کہ ان کا سیونٹھ شیڈول جو فیڈرل حکومت کو تمام اختیارات دیتا تھا تمام معاملات کی رجسٹریشن کی وہ اپلائی نہیں کرے گا جموں و کشمیر کے معاملے میں۔ جموں و کشمیر کے لوگوں کو اپنی رائے کا اظہار کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ اس کے بعد انہوں نے اس میں اسمبلی کا مسئلہ بنایا دوسرے طریقے اختیار کئے گئے۔ میں اس قانونی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں لیکن یہ چیز legally, constitutionally ہندوستان کے قانون جموں و کشمیر کے قانون، جموں و کشمیر اسمبلیوں نے جو کچھ کیا جو ان کی کارروائیاں ہیں ان سب کو آپ پڑھیں تو یہ بات بالکل الم نشرح ہے کہ instrument of accession کو قانونی اور اخلاقی طور پر تسلیم نہیں کیا گیا اور یہ مسئلہ اوپن رہا کہ جموں و کشمیر کے افراد کو تمام شہریوں کو ایک فیصلہ کرنا ہے استصواب کے ذریعے انہوں نے کہاں جانا ہے۔ اس پس منظر میں جناب والا! یہ بڑا اہم تھا کہ جموں و کشمیر کا جو citizenship law ہے۔ وہ citizenship law

ایسا رہے کہ اس میں کوئی ایسا اقدام جس کے نتیجے کے طور پر وہاں کی آبادی کا complexion بدل سکتا ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر استصواب کے نتائج متاثر ہو سکتے ہیں۔ ایسی تبدیلی نہ ہو۔ اور یہی وہ بنیاد تھی جس کی بنا پر یہ اصول طے کیا گیا تھا کہ وہ تمام افراد جو جموں و کشمیر کی ریاست میں ہندوستان سے آئیں گے انہیں citizen ship rights نہیں ملیں گے۔ انہیں proprietary rights نہیں ملیں گے۔ اور یہ پابندی اسی بنا پر عائد کی گئی تھی کہ اگر اس کا دروازہ کھول دیا جائے

[Prof. Khurshid Ahmed]

تو اس سے بعد جموں و کشمیر کی آئندہ complexion تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اور اس complexion کو تبدیل کر کے استصواب کے نتائج کو متاثر کیا جا سکتا ہے۔ یہ تھا وہ فریم ورک جس میں اب تک معاملہ رہا ہے۔ اب ہندوستان کی فیڈرل گورنمنٹ نے آئینی جموں و کشمیر سے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ وہ لوگ جو تقسیم کے بعد جموں و کشمیر میں آئے ہیں انہیں citizenship rights دیئے جائیں، ان کو نیشنلٹی دی جائے۔ اور یہ وہ ایٹو ہے جس پر کہ دوبارہ اس مسئلے کو ہمارے سامنے جموں و کشمیر کے لوگوں کے سامنے اور پوری دنیا کے سامنے وہ لے آیا ہے۔

جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ اس تحریک کے بعد مسلمان جموں و کشمیر نے ریاست کی تحریک اس کے خلاف چلائی۔ انہوں نے قربانیاں دیں جلوس نکالے جیلوں میں گئے احتجاج کیا اور میری معلومات کی حد تک اس وقت تقریباً ایک ہزار افراد مقبوضہ کشمیر میں اس resistance movement کے نتیجے کے طور پر جیلوں میں ہیں۔ جناب والا! پاکستان کے لئے یہ مسئلہ بنیادی حیثیت کا حامل ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم کشمیر کے مسئلے کو بحیثیت مجموعی اور خصوصیت سے فوری طور پر نیشنلٹی ایکٹ کے سلسلے میں جو کام دیا گیا جا رہا ہے اس پر احتجاج کریں۔ ہم اس بات کی پوری کوشش کریں کہ یہ اقدام دیا نہ ہو سکے۔ جناب والا! مجھے بڑے دکھ سے یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ پاکستان نے کشمیر کے معاملے میں اپنا حق ادا نہیں کیا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ذہناً یہ سوچ چکے ہیں کہ سیز فائر یا کنٹرول لائن یا جو لفظ بھی آپ استعمال کر لیں، کو تقسیم کر لیا جائے گا اور وہی

DISCUSSION—ON ADJOURNMENT MOTION ; GRANT OF CITIZENSHIP
RIGHTS TO HINDUS RESIDING IN JAMMU AND KASHMIR SINCE 1947

international boundaries بنجائیں گی۔ ہم نے شملہ ایگریمنٹ میں یہ وعدہ بھی کر لیا کہ ہم کشمیر کے مسئلے کو bilaterally حل کریں گے۔ اور اس کے حل کے لئے جو internationally کوششیں ہم کر رہے تھے وہ total abeyance میں پڑی ہوئی ہے۔

جناب والا! یہ مسئلہ پاکستان کے لئے دین و ایمان کا مسئلہ ہے۔ نظریہ پاکستان اور تصور پاکستان مجرد ہوتا ہے اگر ہم جموں و کشمیر میں استصواب رائے کا اہتمام نہیں کراتے۔ اور وہاں کے مسلمانوں کا یہ حق نہیں دلاتے کہ وہ اپنی مرضی کے قانونی اظہار کے ذریعے پاکستان میں شریک ہوں۔ جہاں تک مرضی کے اظہار کا تعلق ہے انہوں نے بارگاہ کیا۔ کرکٹ پیچ میں کیا انہوں نے دینی جلسوں میں تقریبات میں کیا حتیٰ کہ اس سال بقر عید کے موقع پر ڈاکٹر فاروق کو عید کی نماز مسجد میں نہ پڑھنے دینا اور اس میناد پر کہ تم ہمارے نمائندے نہیں ہو تم ہمارے عداور ہو تم ہمارے ساتھ نہیں مل سکتے۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ وہاں کے مسلمانوں نے اپنی رائے کا اظہار تو کر دیا ہے۔ لیکن اگر اس کے لیے کسی قانونی اظہار کی ضرورت ہے جسے بین الاقوامی قانون تسلیم کرے تو وہ استصواب رائے ہے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کے لئے لڑیں۔ ہم اس مسئلے کو اٹھائیں bilaterally ہم نے ہر کوشش کر کے دیکھ لی اور ہندوستان اس بارے میں کوئی راستہ نکالنے کے لئے تیار نہیں۔ اب کیا ہم اس کو ایسے ہی مان لیں؟ جناب والا! اس کا فطری نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ جموں و کشمیر میں مسلمان آزادی کی لڑائی شروع کریں اور آزادی کی لڑائی انہوں نے شروع کر دی کئی سال سے وہ اس کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں جدوجہد

[Prof. Khurshid Ahmed]

کر رہے ہیں حتیٰ کہ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ابھی جو گورنمنٹ
 فیمل ہوئی ہے جموں و کشمیر میں، تو اس موقع پر مسٹر شاہ جو
 retiring Prime Minister تھے، ریٹائر ہونے کے بعد انہوں نے publicly
 اعتراف کیا کہ accession final نہیں ہے۔ اور استصواب ہی کے
 ذریعے کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ میں ۱۹۴۷ء و ۱۹۵۰ء
 کی بات نہیں کر رہا ہوں جناب والا! میں وسط ۸۷ء کی بات
 کر رہا ہوں یہ وہ چیز ہے جو کشمیر کے مسلمانوں نے کشمیر میں کی۔
 اور خصوصیت سے دہاں کی اسلامی تنظیمیں اسلامی تحریکیں، جنہوں نے
 متحدہ محاذ بنایا اور اس متحدہ محاذ نے پورے ملک میں بیداری پیدا
 کی ہے۔ یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلمان زندہ ہیں۔ مسلمان اپنے
 حقوق کے لیے لڑنا اور مرنا جانتے ہیں۔ اور وہ جدوجہد کر رہے
 ہیں لیکن جناب والا! کچھ ہماری ذمہ داری بھی ہے اور ہماری ذمہ داری
 یہ ہے کہ ہم اس مسئلے کو ہر بین الاقوامی پلیٹ فارم پر اٹھائیں۔
 ہمارا عالم تو یہ ہے کہ پاکستان کے تعلیمی نظام تعلیمی نصاب میں آج تک
 ہم یہ شامل نہیں کر سکے کہ کشمیر پاکستان کا حصہ ہے۔ کشمیر میں
 تحریک آزادی اس طرح لڑی گئی کشمیر کا مسئلہ یہ مسئلہ ہے۔ اور پاکستان
 کے بچے بچے کو یہ بات سمجھنی ہے اور اس کے رگ و پے میں اس
 بات کو سرایت کرنا ہے کہ وہ مسلمان علاقہ ہے اور اسے پاکستان میں
 آنا چاہیے۔ پاکستان کے نظام تعلیم میں کسی سطح پر بھی ہم نے اپنے بچے
 کو یہ آمیڈیا یہ تصور یہ آدرش دینے کی کوئی کوشش نہیں کی۔

DISCUSSION—ON ADJOURNMENT MOTION ; GRANT OF CITIZENSHIP
RIGHTS TO HINDUS RESIDING IN JAMMU AND KASHMIR SINCE 1947

جناب والا! ہماری جو انفرمیشن پالیسی ہے۔ کشمیر کے مسئلے پر بتائیے کہ آپ کا جو ریڈیو ہے، آپ کا ٹیلیوژن ہے، آپ کی بین الاقوامی نشریات ہیں، کتنا وقت ہے جو انہوں نے کشمیر کے مسئلے پر دیا ہے۔ آپ پیچھے بیس سالوں میں اپنی propaganda and publicity مجھے بتائیے کتنے پمفلٹ کتنی تقاریر، کتنی کتابیں آپ نے اس مسئلے پر آپ نے شائع کیں۔ دنیا کے مختلف فورمز میں کتنے مواقع پر ہم نے اس بات کو اٹھایا ہے۔ بلاشبہ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ صدر محترم اور وزیر اعظم نے پچھلے دو تین مواقع پر ریفرنس کشمیر کی طرف کیا ہے۔ لیکن محض یہ casual reference کافی نہیں ہے۔ ہمیں ایک ایک پلیٹ فارم کو استعمال کرنا ہو گا اس مقصد کے لیے۔ اس کے لیے کام کرنا ہو گا۔ لابی بنانی ہو گی۔ جو لوگ وہاں جہاد کر رہے ہیں ان کی مدد کرنی ہو گی۔ diplomatically, morally جو بھی دنیا میں مدد کے معروف ذرائع ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ کوئی بین الاقوامی قانون کے خلاف چیز نہیں ہے Liberation Movement کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ اگر ہم رپوڈیشیا میں Liberation Movement کی مدد کر سکتے ہیں تو آخر مقبوضہ کشمیر میں ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارا حق ہے۔ اگر یہودی چند، یہودیوں کو روس سے لانے کے لیے ساری دنیا میں ہیومن رائٹس کا ایشو اٹھا سکتے ہیں تو آخر کیا چیز مانع ہے کہ ہم جموں اور کشمیر کے مسلمانوں کے لیے ہیومن رائٹس کا ایشو نہیں اٹھا سکتے ہیں جناب والا! یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کو ایک کمپین کی حیثیت سے ایک بین الاقوامی مسئلے کی حیثیت سے ہر مسلمان محاذ

[Prof. Khurshid Ahmed]

پر ہر دوسرے بین الاقوامی محاذ پر اٹھائے اور اس کیلئے تضار تیار کرے اور کشمیر کے اندر کے حالات پکار پکار کر اس کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ یہ مواقع ہمارے سامنے آ رہے ہیں لیکن ہم ان مواقع کا respond نہیں کر رہے ہیں اس لیے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ حکومت کو اس کے لیے ایک سپیشل سیل بنانا چاہیے جو Publicity diplomatic war حکومت کی ہدایت ہونی چاہیے کہ جو ڈیلیگیشن سرکاری غیر سرکاری parliamentary باہر جاتے ہیں وہ اس بات کی کوشش کریں کہ اس مسئلے کو اٹھائیں۔ ہمارے اخبارات ہمارے رسائل ہمارے ریڈیو، ہمارے ٹیلیوژن اس سلسلے میں پروگرام دیں تاکہ ہمارے لوگ motivate ہوں حقائق کو جانیں۔ انہیں معلوم ہو کہ اس قوم کے اہداف کیا ہیں۔ اور ان اہداف کے لیے انہیں کیا قربانیاں دینی ہوں گی۔ جو ہمارا پروگرام کشمیر کے لیے ہوتا ہے جناب والا! میرے پاس جموں و کشمیر سے برابر رپورٹس آتی ہیں کہ وہاں کے لوگ کس شوق سے کس جذبے سے کن تمناؤں کے ساتھ اس پروگرام کو سنتے ہیں اور وہ پروگرام پچھلے دنوں کتنا غیر مؤثر ہو گیا ہے اس سے پہلے جو ڈرامے وہاں پر آتے تھے جو جہاد کی داستانیں سنائی جاتی ہیں جو جموں و کشمیر کی اسلامی تاریخ پیش کی جاتی تھی ان سب میں بے پناہ کمی واقع ہوئی ہے۔ یہ بہت بڑا محاذ ہے جس پر ہمیں اس کام کو کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! اسی طریقے سے ملک کے تعلیمی نظام میں تعلیمی نصاب میں سرورسز کے نصاب میں ہر جگہ ہمیں کشمیر کے مسئلے پر

ضروری معلومات دینی چاہئیں تیار کرنی چاہیے میں جانتا ہوں کہ اس مسئلے کا آخری حل مذاکرات سے نہیں جہاد سے ہو گا اور سیاسی مذاکرات بھی اسی وقت مؤثر ہوتے ہیں جب اس کے پیچھے جہاد کی قوت موجود ہو لیکن جو کام ہم اس وقت کر سکتے ہیں، ہر سطح پر ملک میں اور ملک کے باہر ہمیں کم از کم اس کی کوشش کرنی چاہیے اور ہندوستان کی حکومت کی اس پالیسی نے کہ اس وقت وہاں کا سٹیزن شپ لاء تبدیل کرایا جائے ہمیں ایک ایسا موقع فراہم کیا ہے کہ ہم اس چیلنج کو قبول کریں، مسئلے کے تمام پہلوؤں کو دنیا کے سامنے لائیں، اپنی قوم کے سامنے لائیں، اس کی جو implications ہیں ان کو واضح کریں اور صرف ان کو واضح کریں بلکہ اس سے اصل مسئلے کی طرف لے جائیں یعنی کشمیر کا مسئلہ اور جموں اور کشمیر کے مسلمانوں کی آزادی کا مسئلہ۔ لیکن جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو آخری بات میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جموں اور کشمیر کے مسلمانوں نے تو یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ پاکستان سنے ہیں اور پاکستان میں آنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں پاکستان کے نظام کو بھی ایسا بنانا ہے کہ جس میں ان کے لیے کشش ہو، جس میں ان کے لیے اعتماد ہو، کہ یہاں ان کی جان و مال، عزت و آبرو محفوظ ہوگی اور جس اصل تنہا اور خواہش کے لیے وہ یہ لڑائی لڑ رہے ہیں یعنی اسلام کے مطابق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق وہ زندگی کے معاملات کو طے کر سکیں گے اور ہمارے اور ان کے درمیان جو رشتہ ہے، وہ اسلام کا ہے، اگر ہمارے سامنے بھی ایک سیکولر سوشلسٹ، یا سیکولر کپٹلسٹ معاشرہ ہی قائم کرنا ہے

[Prof. Khurshid Ahmed]

تو وہ ہندوستان میں بھی موجود ہے اس کے لیے کسی پاکستان کی ضرورت نہیں ہے پاکستان کی تو ضرورت ہی اس لیے ہے کہ مسلمان سیکولرزم سوشلزم کیپٹلیزم سے بغاوت رکھے اسلام کی بنیاد پر اپنے اجتماعی معاملات کو اپنے نظام زندگی کو اپنے نظام مملکت کو استوار کرنا چاہتے ہیں، جتنا اس راہ میں آپ آگے بڑھیں گے اتنا ہی آپ جموں اور کشمیر کے مسلمانوں کو امید دلائیں گے حوصلہ دیں گے ان کے سامنے جو منزل ہے اسے اجاگر و تڑپ کر دیں گے اور انشاء اللہ اس میں کامیاب ہوں گے کہ دوبارہ جموں و کشمیر پاکستان کا حصہ بنے جو پاکستان کا اصل خواب تھا اسے ہم پورا کر سکیں۔

یہ ہے جناب والا! ہمارا ہدف اور اس کے لیے میری نگاہ میں اس کوشش نے جو کہ ہندوستان اس وقت کو رہا ہے سٹیزن شپ لاء کے بارے میں ہمیں ایک تاریخی موقع فراہم کیا ہے کہ ہم اس پر ریپانڈ کریں ایک قوم کی حیثیت سے اور کشمیر کے مسئلے پر بھرپور انداز میں جدوجہد کریں، شکریہ!

Mr. Chairman : I think we left it to the convenience of the Minister for Law and Justice whether we can meet this evening for consideration and finalization of the draft rules.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, actually more important for me personally is the items on the agenda that is the legislative business particularly the Bill at No. 10 which has been passed by the National Assembly and has come here and as you know, Sir

Mr. Chairman : No, I realise that but I thought we still have quite ample time to finish the 90 days.

**DISCUSSION—ON ADJOURNMENT MOTION : GRANT OF CITIZENSHIP
RIGHTS TO HINDUS RESIDING IN JAMMU AND KASHMIR SINCE 1947**

Mr. Wasim Sajjad : Sir, but I think if we are to meet I don't know whether the honourable members would agree, if we are to meet we could keep that also because the amendments

Mr. Chairman : We can keep that also I don't mind but I think that debate probably would not be finished.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, the amendments actually there were two amendments, Mr. Tariq Chaudhry

Mr. Chairman : Right, we can keep that also but in that case we can meet say to six or quarter past six because six is still prayers time.

Voices : 6 O. Clock.

Mr. Chairman : Then we can meet at six and take up that legislative business also alongwith the revision of the rules. Mr. Javed Jabbar please proceed on.

Mr. Javed Jabbar : Thank you. Mr. Chairman, in broad principle I endorse the purpose of moving this adjournment motion though I may disagree with some of the proposals that have been made or observations made by the mover of the motion because one has to relate those considerations to the realities, the geopolitical realities in which Pakistan exists not only regionally but within the country. I believe Sir, at the outset it is necessary to say that the Kashmir issue most eloquently and devastatingly undermines India's claim a valid the largest democracy in the world to be. Here we have a situation where a country with a record of an uninterrupted democratic process of over forty years is unable to accept a very basic democratic principle of agreeing to permit the people of Kashmir the right to determine their own future as endorsed by the United Nations and as repeatedly advocated not only by Pakistan but by numerous other countries. I, therefore, would begin by stating that the posture of India on the Kashmir question itself is the best illustration of the contradictions that have marked the conduct of Indian Policy towards not only its neighbours but to a very basic aspect of how India visualises its development in the years to come. Because, if it maintains this contradictory policy between what it preaches and what it practices one fears that the new adventures of Indian militarism in the region will further aggravate the situation and lead to new Kashmir. The danger is that while we are still carrying the

[Mr. Javed Jabbar]

legacy of an unresolved Kashmir issue it appears that the forces behind India's militaristic expansion in the last 10 years are indicating the possibilities of the birth of new Kashmir problems in the years to come. Sir, Kashmir also poses in my view one of the most difficult dilemmas for Pakistan's own foreign policy. In terms of principle it is quite clear that our position on Kashmir has been very just, very legal, very humanitarian. There can be no question that Pakistan's position on Kashmir has always been in consonance with the most appropriate ideals of international conduct. However, the dilemma is how to translate what is ideal and proper and just into something that is practical in the harsh realities of 1980s. We have lived with the Kashmir problem for 40 years and we have sometimes advanced and sometimes had to retreat both literally and figuratively on this issue. The conceptual change that we agreed to in 1972 in the Simla Agreement to go through a bilateral process can be a double edged weapon. On the one hand it can be seen to be much more relevant to the process because one is going to insist on dealing with the two parties involved — India and Pakistan and therefore focussing much more practical attention on a correct solution. On the other hand it can be seen as a surrender of the multilateral and international concept of Kashmir and I think that the interpretation of the Simla Agreement in the way in which Pakistan has interpreted, it illustrates this problem because we have raised the issue internationally and multilateral forums and I think that is the correct position to take that we should continue to pursue bilateral possibilities. But we look at Kashmir as a continuing international unresolved issue because the Simla Agreement did not categorically say that Pakistan henceforth would surrender its right to raise its voice when the rights of people would be suppressed whether it is in South Africa or Palestine or Kashmir. However, even by continuing to raise the issue militarily and occasionally bilaterally what are we achieving? Unfortunately, the realities of the militaristic balance in the region at the present time shows that Pakistan will have to use its limited resources with a much more and with a much greater degree of efficiency, will have to invest in its future armament policy, in perhaps a much more systematic manner, more suited to the potent use of very limited resources for which there are abundant examples in current history as well as past history. It is necessary to make the point that Pakistan must not get itself into this position of accepting India's size alone as a conclusive factor which will also affect the resolution of the Kashmir issue. The size of a country certainly has relevance to the exercise of its military and foreign policy.

**DISCUSSION—ON ADJOURNMENT MOTION ; GRANT OF CITIZENSHIP
RIGHTS TO HINDUS RESIDING IN JAMMU AND KASHMIR SINCE 1947**

options but Mr. Chairman, as we are well aware whether it is Britain in the 19th century, Japan in the 20th century which has adopted a technological diplomacy or whether it is Israel in the Middle-East; time and time again history and current affairs show that the size of a country need not be a limiting factor in determining events in the geo-political context. Therefore, when we look at the foreign policy today and we see this constantly un-resolved issue of Kashmir, I hope and pray that the policy makers have not written off this legacy that remains un-resolved in our midst. I hope and pray that at no point do policy makers and the people of Pakistan come to the conclusion that simply because on a militaristic level we may not be equal to a regional power, we do not have the ability to transform the situation. It is necessary to retain the conviction that not necessarily through military means but by a judicious use of economic, political and military factors we can assist in the process of bringing the solution closer. Now, Sir, this in turn focuses, I think, the contradiction which is as in the first instance I highlighted a contradiction in India's position on democracy and its denial of right of democracy to the people of Kashmir, at the sametime I think it imposes a much greater responsibility on Pakistan because in Azad Kashmir we must ensure that only that policy and that system of administration and governance develops which reflects democratic principles; where the support given by the Government of Pakistan to the Government of Azad Kashmir should not become that of a god father type support which is overwhelming and suppressive in its dominance, where every thing is determined only in Islamabad. There is a need to give the people of Azad Kashmir a much greater degree of authority over their own affairs; and while ostensibly on paper it exists, the fact is that in policy making the Government of Pakistan plays a direct role in the administration of Azad Kashmir.

Now, Sir, I believe that we must respect the sanctity of the original Kashmir Issue which says that until the people of Kashmir chose their own process of Government and freedom no other Government or power has the right to impose its own system upon them and the present situation in Kashmir unfortunately focuses on our weaknesses within Azad Kashmir. So, therefore, if we are to do justice to the Kashmir issue we should begin the process also by maintaining pressure on India and in international forums equating it at the same time with improvements in the structure and in the policy making process within Pakistan.

[Mr. Javed Jabbar]

Lastly, I would like to question whether we are using the full potential that we have of the goodwill and the friendship that exists within the region itself for more active support on the Kashmir Issue. Now, one realizes that to the west of us, our neighbour is already engaged in its own conflict with another neighbouring country, one also realizes that our historically — China, has adopted a policy of modernization by which it gives first priority to economic and social reconstruction; but one gets the impression when one analyses the pronouncements and the nature of the emphasis given by the Government of Pakistan to Kashmir that while words and pronouncements do exist, perhaps there is a lack of sufficient activity on the regional level to tap the goodwill that we may find and the active support that we could get from friends that have originally supported us on Kashmir but who may now be under the impression that it no longer is the first priority for Pakistan. One has detected a certain pattern in recent pronouncements by Indian officials and Indian visitors where it appears that they are very anxious to obtain from various people in Pakistan a reaction to determine whether Pakistan will ever be willing to go to war again on the Kashmir Issue. Now that is a question whose answer is not appropriate to be considered at this stage but it is vital for us to communicate to India that our basic policy position on Kashmir whether it is forty years or four hundred years has not changed and that we are not going to write it off simply because of the militaristic imbalance. Indeed, we will make every effort to use the opportunity to raise a regional support mechanism for accelerating the process of resolving this most difficult issue.

Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Qazi Abdul Latif Sahib.

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! برطی عنایت مجھے وقت کی تنگی کا احساس ہے صرف دو چار منٹ عرض کروں گا ۔ کشمیر کے مسئلے میں جو تحریک پیش کی گئی ہے اور جو معلومات اور جو نکات پردفیسر صاحب نے بیان فرمائے ہیں میں ان کی مکمل تائید کرتا ہوں یہ دو لحاظ سے ہمارے لیے قابل توجہ ہے ۔ انسانیت کی بنیاد پر بھی پاکستان کا ہمیشہ یہ اعلان برتا ہے کہ جہاں کہیں بھی انسانیت پر مظالم ہو رہے

ہوں تو ہم ان کی حمایت کریں گے آج مقبوضہ کشمیر کے اندر جو حالات ہو رہے ہیں اور جس طرح سے وہاں کی آبادی کو اقلیت میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے وہ اس تحریک میں پیش کر دی گئی ہے اور جو سازش وہ کر رہے ہیں - اتنا میں بھی عرض کروں گا کہ ہم نے ان کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا ہے وہ بھی قابل افسوس ہے - جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ اس حکومت سے پہلے جب ایک عوامی حکومت برسرِ اقتدار آئی تھی تو انہوں نے اسلامی سربراہ کانفرنس بلائی - جس میں تمام اسلامی ممالک کا مسائل کا تذکرہ تھا لیکن اس میں کشمیر کا مسئلہ کسی اہمیت کے لحاظ سے پیش نہیں کیا گیا تھا جب کہ وہ کانفرنس ہمارے ملک ہی میں ہو رہی تھی اور جس کی بنیاد پر یقینی طور پر اہل کشمیر کو مایوسی ہوتی اس کے بعد اب موجودہ حکومت نے اس کو بار بار اٹھارہ ہے جس کے لیے ہم ان کو یقیناً قابلِ تحسین سمجھتے ہیں - لیکن میں گزارش کروں گا کہ جس طریقے سے سازشیں آج وہاں ہو رہی ہیں ان کو ہمیں اقوام متحدہ کے اندر باقاعدہ طور پر پیش کرنا چاہیے اور ان سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ کشمیر کی پوزیشن کو اس وقت تبدیل کر رہے ہیں لہذا اس لیے صرف ہندوستان سے احتجاج نہیں بلکہ اقوام متحدہ جنہوں نے ان دو خطوں کو رائے شماری کا حق دیا ہے اور وہ اسی انتظار میں ہیں کہ ہم رائے شماری کر کے اپنی قسمت کا فیصلہ خود کریں - لہذا ان کو اس سے پورے طور پر آگاہ کرنا چاہیے کہ وہاں ایک سازش کے تحت جو اصل باشندے ہیں ان کو اقلیت میں تبدیل کیا جا رہا ہے اور باہر سے ایک بڑی تعداد لا کر ان کے اندر بسائی جا رہی ہے - بس اتنی میں گزارش کروں گا -

جناب چیئرمین : بہت بہت شکریہ جناب رانا صاحب

Rana Naeem Mahmud Khan : Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, I have listened to the debate with great concentration and I have to say that the suggestions made, the concern felt by the honourable Members is justified. However, Sir, I would like to make this statement and then I would give my own personal opinion latter. Sir, the situation is that Article 370 of the Indian Constitution recognizes the special and unique status of the occupied state of Jammu and Kashmir. The Union Government and the legislature are precluded from issuing executive orders or making laws pertaining to citizens of the occupied State of Jammu and Kashmir. Similarly, the Supreme Court of India's jurisdiction and purview does not extend to the State. Only the State Government of occupied Jammu and Kashmir has the legal jurisdiction to address itself to the question of settlement of the Hindu Refugees or of giving them rights other than those enjoyed by them as refugees. For this, various Acts of the Occupied Jammu and Kashmir Assembly and Regulation pertaining to employment, representation etc., which restricts the enjoyment of rights pertaining to the employment in the State's Executive and Judiciary, membership of the State Legislature etc., to the citizens only would have to be amended. These Acts include the Jammu and Kashmir representation of people's Act — the Land Alienation Act and the Village Panchiat Act. Section 6 of the Constitution of occupied Jammu and Kashmir stipulates the conditions governing the citizenship of the occupied State. It states :— that any person would be considered a permanent citizen of the State who was a state subject of class one or class two or has been residing in the State for not less than 10 years on or prior to 14th of May 1954.

Secondly, any person who was a State subject of class one or class two and who having migrated to Pakistan after first of March, 1947 returned under permit of resettlement would become a permanent resident of occupied State. In this Section, the expression State subject of class 1 or class 2 carries the meaning as in two State notifications of 1927 and 29. The definition given in these notifications made it virtually impossible for Hindu Refugees to have permanent citizenship, and

DISCUSSION—ON ADJOURNMENT MOTION GRANT OF CITIZENSHIP
RIGHTS TO HINDUS RESIDING IN JAMMU AND KASHMIR SINCE 1947

it is apparent for these reasons that Srinagar Government stated on 31st August, 1987 that it had no plan to grant citizenship rights to these refugees. Sir, this is the legal position as it stands. However, Sir, the question raised by the honourable Members that perhaps the Government of Pakistan has decided to for sake the question of Kashmir is not true. It has also been stated Sir, that Simla Agreement envisages virtually giving up of the question at international levels and can only be taken up on bilateral level Sir.

The Simla Agreement envisages that pending final settlement of any of the problems between the two countries neither side shall unilaterally alter the situation. This Sir, supports our stand on the Kashmir Issue and Sir, this is also supportive to the resolution of the United Nations Commission on India and Pakistan in which India had accepted that the question of accession of the State of Jammu and Kashmir to India or Pakistan will be decided through democratic method of a free and impartial plebiscite and that all persons other than citizens of the State who on or since the 15th of August 1947 have entered it for other than lawful purposes shall be required to leave the State.

Sir, I would like to state here that Pakistan has also, in response to what the honourable Member Mr. Javed Jabbar has stated regarding the share size magnitude and the strength—military strength of India, I would like to state Sir, that Pakistan has always taken serious note of the military expansion by India and the expansionist and hegemonistic desire of it; let me say Sir, that every time the situation has arisen in the region or a situation has changed in the region or projected to have been changed in the region. The people of Pakistan have reacted with a new and fresh resolve to meet any threat and *Insha Allah*, Tala our policy will be guided by the desire and will of the people, as it should for any representative Government of people.

May I also in the end reiterate our resolve to solve the Kashmir issue between Pakistan and India both at bilateral and at multi-lateral level in the sense of the various agreements that exist. I thank you Sir.

Mr. Chairman : Thank you very much. This brings us to the conclusion of the debate on Professor Khursnid adjournment motion. The House will now be adjourned to meet in the evening, at 6.00 p.m. to take up two things; (1). The Bill further to amend the Civil Services Qualifications and Appointment Act as received from the National Assembly and the draft Rules. So, the House is adjourned to meet again at 6.00 p.m. Thank you.

[The House adjourned to meet again in the evening at 6 of the clock today].

[The House re-assembled after interval with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair].

DISCUSSION—ON ADJOURNMENT MOTION : GRANT OF CITIZENSHIP
RIGHTS TO HINDUS RESIDING IN JAMMU AND KASHMIR SINCE 1947

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ کارروائی کے آغاز سے پہلے میں ، ایک عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس میں آپ کی رائے بھی معلوم کرنا چاہوں گا کہ انوار کو جو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اس کو ہم نے literally آدھا تیز آدھا بیڑ بنا دیا ہے ، ایک گھنٹہ آئینٹل کام کے لیے اور باقی پرائیویٹ ممبرز ڈے کے طور پر ۔ میرے خیال میں ایک گھنٹہ میں مجھے مشکل نظر آتا ہے کہ جو کارروائی ہم کرنا چاہتے ہیں وہ تکمیل تک پہنچا سکیں گے ۔ تو میں یہ تجویز کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کو منظور ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کو پورے کا پورا آئینٹل ڈے تصور کر لیں ، آج کی کارروائی یہاں نہیں ہوئی وہ بھی اس دن ختم کر لیں اور پرائیویٹ ممبرز ڈے کا ایک ایڈیشنل ڈے جب سیشن دوبارہ شروع ہو جائے تو کریں اور اکاموڈٹ کر لیں ۔

جناب وسیم سجاد : اٹیک ہے جناب = مجھے کوئی اعتراض نہیں = we agree, Sir

جناب چیئرمین : بہت بہت شکریہ = تو اب ہم شروع کرتے ہیں = جناب وسیم سجاد صاحب =

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا تلامذہ نہیں ہوئے ۔

جناب چیئرمین : بسم اللہ میں نے پڑھ لی تھی : اور یہ اجلاس صبح کا نشست ہے جو جاری تصور کی جاتی ہے ۔
قاضی عبداللطیف : ابندا تو ابھی نہیں ہو رہی ہے صبح کے جناب کیسے جاری ہے ۔

جناب چیئرمین : آپ کر لیں ، لیکن یہ روایت نہیں ہے ۔ اور بسم اللہ پڑھنے سے مطلب پورا ہو جاتا ہے ۔

قاضی عبداللطیف : میرے خیال میں یہ غلط روایت پڑ جائے گی ۔ ہمیشہ کے لیے پھر آپ یوں کریں گے کہ بسم اللہ پڑھ دی ہے اسلئے تلاوت ہو گئی ہے ۔ جب کہ دستور میں یہ ہے کہ ابتدا تلاوت سے ہو گی ۔
جناب چیئرمین : یہ ہے روایت ۔

قاضی عبداللطیف : یہ تو نہیں ہے کہ اس دن کے لیے ہے اجلاس کے لیے ہے ۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب ، یہ اجلاس ، صبح کا اجلاس ہی ہے اگر آپ اسے الگ اجلاس تصور کرتے ہیں تو پھر اسے وقفہ سوالات سے شروع ہونا چاہیئے ، اس کے بعد رخصت کی درخواستیں ہونی چاہئیں اس کے بعد اور کچھ ۔ یہی طریقہ آ رہا ہے ۔
جناب وسیم سجاد صاحب :

Mr. Wasim Sajjad : Sir, we were dealing with this Bill to amend the Penal Code and the Criminal Procedure Code since some suggestions have been received, my submission would be that this matter be deferred so that we can examine the suggestions already received and then we can come back to this and we take up the next item if you so permit, Sir.

Mr. Chairman : Right.

Mr. Wasim Sajjad : So I would come to item No. 10 and I beg to move :

"That the Bill further to amend the Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) Act 1965 [The Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) (Amendment) Bill, 1988] as passed by the National Assembly, be taken into consideration".

Mr. Chairman : The motion moved is :

"That the Bill further to amend the Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) Act 1965 [The Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) (Amendment) Bill, 1988] as passed by the National Assembly, be taken into consideration".

Mr. Chairman : Is it opposed?

Mr. Javed Jabbar : Yes, Sir opposed.

Professor Khurshid Ahmed : Yes, Sir. Opposed.

Mr. Chairman : Right. Then I think we start discussion.

Mr. Wasim Sajjad : Yes Sir, I will make a brief statement. Sir, the qualifications for the appointment of a High Court Judge are laid down in Article 193 of the Constitution. Article 193 provides first of all for the appointment of a High Court Judge and it says that the appointment shall be made by the President after consultation with the Chief Justice of Pakistan, with the Governor concerned and except where the appointment is that of the Chief Justice with the Chief Justice of the High Court. Then, Sir, Article 193 (2) gives the qualifications for the appointment of a High Court Judge. It says that a Judge of the High Court has to be a citizen of Pakistan. He must not be less than forty years of age and then three different qualifications are provided:

"(a) He has for a period of , or for periods aggregating not less than ten years been an advocate of a High Court (including a High Court which existed in Pakistan at any time before the commencing day)";

That is one qualification. That a person who is an advocate of the High Court for ten years is qualified to be appointed a Judge of

[Mr. Wasim Sajjad]

the High Court. No.2, Sir.

"(b) He is, and has for a period of not less than ten years been, a member of a civil service prescribed by law for the purposes of this paragraph, and has for a period of not less than three years, served as or exercised the functions of a District Judge in Pakistan";

So that is the one category of persons who are qualified to become High Court Judges. Thirdly, Sir, it says:

"(c) He has, for a period of not less than ten years, held a judicial office in Pakistan".

Now, Sir, if you look at category (b) it says that he has for a period of not less than ten years been a member of a civil service prescribed by law and out of that he should have been a District Judge for three years. Now, this provision is actually the successive provision similar provisions which we had in the Act of 1935, in the Constitution of 1956, in the Constitution of 1962 and even earlier on in the Government of India Act of 1919 etc. Always we have had the same provision laying down qualifications for the appointment of a High Court Judge. Now, Sir, under this category, that is, where the Constitution requires that the Civil Service should be prescribed by law, an Act was passed in 1965 called the Civil Services Qualifications for Appointment as High Court Judge Act, 1965. This Act was passed under the then provisions of the 1962 Constitution which were the same as the provisions we have today. This Act said that the Civil Service prescribed for this purpose is the Civil Service of Pakistan.

Sir, in 1973-74 Administrative Reforms took place and the nomenclature 'Civil Service of Pakistan' was abolished. It does not exist today. So, when we were reviewing these laws we found that there was in this law reference to a service which no longer exists and, therefore, to rectify that situation we have brought in the successor to the Civil Service of Pakistan for this purpose which is the District Management Group and the Secretariat Group. Unfortunately, Sir, there have been some apprehensions expressed even by members that we are doing something new. We are not doing anything new. This is not an innovation. It will not hurt the chances of anybody who is qualified to be a High Court Judge. This will only continue the practice which we have had

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! ترجمے کا آدا
صحیح نہیں آ رہی ۔

جناب وسیم سجاد : جناب میں اردو میں اپنی معروضات یہ
کہ دیتا ہوں، میں یہ عرض کر رہا تھا، جناب والا ! کہ ہم کوئی نئی
نہیں کر رہے ہم ایک تصحیح کر رہے ہیں ایک قانون میں ۱۹۷۳ء
جو اصلاحات کی گئی تھیں اس کے بعد سول سروس آف پاکستان کا نا
ختم کر دیا گیا کہ اب کوئی سول سروس نہیں ہے، اب اس کی جگہ جو ۱۹۷۱
کے successor سروس میں کہوں گا وہ ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ اور سیکر
گروپ آف دی آل پاکستان یونیٹڈ گریڈز ہے اس سے کسی کے حق
پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اس سے جو طریقہ کار ہائی کورٹ کے جج کی
اپوائنٹمنٹ کے لیے ہے پچھلے سو سال سے وہ جاری رہے
اس سے جو conventions ہیں ہائی کورٹ جج کے بنانے کے سلسلے میں کہ
دیکھیں بے کچھ لوگ لیتے ہیں اور کچھ سروسز سے وہ بھی جاری رہے
طریقہ کار جو اپوائنٹمنٹ کا ہائی کورٹ جج کا کہ اس کے لیے چیف جسٹ
آف ہائی کورٹ ان کے نام تجویز کرتے ہیں وہ نام پھر گورنر صاحب
کے پاس جاتے ہیں، پھر چیف جسٹس پاکستان کے پاس جاتے ہیں اور
پھر صدر پاکستان اس کی تقرری کرتے ہیں وہ طریقہ کار بھی رہے گا
جو شخص سول سروس سے آئے گا اسے جوڈیشل سائیڈ پر جانا پڑے
گا اس کو کم از کم تین سال ڈسٹرکٹ جج رہنا پڑے گا قبل اس کے
کہ وہ اہل ہو ہائی کورٹ کا جج بننے کے لیے، اس کی عمر کم از کم چالیس
سال ہوگی جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ۲۵ سال کی عمر میں سروس
میں داخل ہوتا ہے تو کم از کم ۱۵ سال سروس ہوگی جس کے بعد وہ اہل

[Mr. Wasim Sajjad]

ہو گا ہائیکورٹ جج بننے کا اور یہ ضروری نہیں کہ اہل ہو تو تقرری بھی ہو جائے گی، تقرری کے لیے وہی طریقہ کار ہے جو کہ آئین میں لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس، سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صوبائی گورنر کے مشورے کے ساتھ جو تقرری کی جاتی ہے اسی طریقے سے ہوگی، تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، جناب والا! کہ اس قانون میں کوئی نئی چیز نہیں آ رہی صرف ایک تصحیح کی جا رہی ہے، ایک درستی کی جا رہی ہے ایک ایسی سروس جو ختم ہو چکی ہے اس کی جگہ اس کی successor سروس کا نام دیا جا رہا ہے اور کوئی چیز نہیں کی جا رہی اور ان خدشات کا اظہار چند لوگوں نے کیا کہ شاید کوئی نئی چیز کی جا رہی ہے تقرری میں کوئی innovation کی جا رہی ہے میں عرض کروں گا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور یہ بالکل وہی پرانی جو ایک ہماری روایات (conventions) چل رہی ہیں ابھی کے مطابق ہو گا۔ شکریہ! جناب چیئرمین! شکریہ! پیشتر اس کے کہ دوسرے اصحاب اس پر اظہار رائے کریں، میں آپ کی توجہ طارق چوہدری صاحب کی ترمیم کی طرف دلاتا ہوں جو اسی بل پر ہے۔

جناب وسیم سجاد: جناب والا! اسٹینڈنگ کمیٹی میں انہوں نے کہا تھا کہ میں پیش نہیں کروں گا وہ آ ہی نہیں رہے، مجھے کہہ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ نہیں آ رہے، اپنی ترمیم پیش نہیں کر رہے۔

جناب وسیم سجاد: نہیں جی۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے پھر، جاوید جبار صاحب جاری رکھیں۔

Mr. Javed Jaobar: Thank you Mr. Chairman. In opposing the Bill as introduced by the honourable Minister one realises that in his view what is being done is to fulfil a mere formality a rectification of a discrepancy that presently exists in terms of terminologies. That is one way to look at it. But inadvertently perhaps the Bill that seeks to amend the Civil Services Act brings into focus two basic institutions of this country — the Civil Service of Pakistan and the Judiciary; and by doing so raises issues which are directly relevant to the impact of the implementation of the original Bill in the unamended form and the amended Bill as it is presently before this House.

The honourable Minister pointed out that this was merely a continuation of an old provision. Sir, this in itself is not necessarily a substantive argument. The fact that in the Acts in 19th century and in the Government of India Act in 1935 certain conditions were prescribed to make members of the Civil Service of Pakistan eligible for appointment as Judges of the High Court, cannot be accepted necessarily as valid in the conditions that Pakistan has faced after 1947. The institution of the Civil Service of Pakistan, its concept and its growth before 1947 had a different motivation, had a different impact on society from the very same institution's impact after the people of Pakistan took complete charge of the institution of the Civil Service of Pakistan subsequent to 1947. Indeed Mr. Chairman, this particular Bill highlights what I believe, is a defect in one of the Articles of the Constitution. By no means is our Constitution perfect. In fact, one would have hoped that if that Special Committee constituted by the Prime Minister in December, 1985, primarily in response to our request for a review of the hardship cases of Martial Law, if you recall, one of the terms of reference of that Special Committee was to look at possible further improvements to be made in the Constitution of Pakistan and unfortunately perhaps because of the emphasis that we have placed on the hardship cases that aspect of the Committee's work has not received adequate attention. But if that Committee has fulfilled that term of reference as well, then I hope it has looked at the fact that in Article 193 which describes the criteria for appointment to the High Court, (a) and (b) of Sub-clause (2) virtually equate the experience of a person who serves in the judicial process for ten years, with a person who serves for 10 years in the Civil Service and along with that serves for three years as a District Judge.

[Mr. Javed Jabbar]

To my mind while those two services may operate in the same country at the same time, I think, there is a very basic difference in the manner in which an administrator, a public servant, such as a civil service official operates in Pakistan and the manner in which a Judge operates in Pakistan or the manner in which an Advocate operates in Pakistan. Having looked at many fine officers of the civil service and many not so fine officers of the civil service, one believes that their process of learning and responsiveness to the reality of public life ceases at a certain point when they begin to assume a certain level of seniority. It is more manifest of course in the stiffnecked posture which alas seems to afflict the senior most echelons of the civil service and it is most apparent when one looks at the manner in which they deal with innocent citizens and when you compare this kind of experience with the experience that the Judges or the Advocates go through, I think, the Advocates of the High Court, and the Judges are much more in touch from a people's point of view with what the reality of the society is, because they are constantly dealing with the problems, with the crisis, with the bottlenecks that people face.

So, to begin with Mr. Chairman, I disagree with the criteria prescribed. I think, that in the conditions of Pakistan we can not equate 10 years service in the judicial system with 10 years service in the Civil Services of Pakistan. I think Sir, that the whole application of the civil service model even in a federation like ours which officially is supposed to give power to the provinces is also inappropriate. We know very well that in actual terms we have a central form of Government rather than a federal form of Government, in defecto terms. The power exercised by a centrally based civil service is much greater, has always been much greater than any of the provincial civil services or indeed by any of the judicial services. The civil services of Pakistan have tended to influence policy in every sector of public activity and at in every level of activity in a given province whether it is in the appointment of Judges or Chief Judges or Chief Justices or whether it is the appointment of Inspectors General of Police or indeed even in the choice of Deputy Commissioners. There are cases which we know, where the Prime Minister of the federation of Pakistan takes personal interest in the transfer, in the appointment, in the removal of certain Deputy Commissioners in sensitive locations. So, what we have in Pakistan is an extremely monolithic, centrally oriented civil services group by which ever name we choose to call it as time goes by.

**THE CIVIL SERVICES (QUALIFICATION FOR APPOINTMENT AS 1004
HIGH COURT JUDGE) (AMENDMENT) BILL, 1988**

Sir, Article 175 Sub-clause (3) of the Constitution refers to the imperative on the separation of the judiciary from the executive. The honourable Minister in his previous debate has stated that from a federal point of view, this separation has already been completed and that the fusion of both judiciary and executive now only exists at the magisterial level. Perhaps 'yes' in formal term that is so but even that represents a breach of the constitutional provision because the spirit of the Constitution was that whether it is at the magisterial level or at the High Court level. The separation between judiciary and executive had to be completed by a given period and if recourse is taken to the argument that the spirit of the Constitution is not violated simply because a certain act was not done at the time it was supposed to be done. I submit to you that this becomes particularly relevant when such a Bill comes for consideration because this Bill specifically deals with both the separation of the judiciary from the executive and at the same time their fusion. Because it is curious that this article is being ignored and a purely what does one call it an enabling Article or a permissive Article which permits a person who has served for ten years in the civil service also be appointed a High Court Judge. This seems to be receiving greater precedence and emphasis than a central guiding thought of the Constitution which is separation down the line from the very top to the bottom and in fact at the magisterial level one would think that the need for that separation is much greater because that is where most of the bulk of our people encounter the ugly or the beautiful face of justice. It is at the hands of our magistrates that most of the foundations of criminal and civil cases are formulated and where the huge majority of our people have to go through the process of justice or injustice, as the case may be.

Sir, the inheritance of what was primarily a colonialist, imperialist, concept of a civil service and its retention with minor modulations and variations cannot any longer be considered a valid framework for considering this Bill. I think, one must put on record that while the civil services of Pakistan have certainly helped to establish the managerial mechanism for Pakistan, they have produced some outstanding individuals who have extraordinary talent and distinction in their own ways who have courageously served the country at very modest return not detracting from the individual merit of the public servant, indeed the bureaucrat could be described as being individually

[Mr. Javed Jabbar]

most human and talented but collectively almost of monstrous proportions because one well knows what the people perceive of what the administrative might of Pakistan constitutes and if one were to summarize, one would say that this system while serving Pakistan, on the one hand, purely keeping the system going has also affected the political & economic development of this country because it has sponsored a generalist cadre of officials and placed them at key positions, whether it is the management of the economy, the financial services or the increasingly specialized services; therefore, to simply say because some one belongs to the civil services of Pakistan automatically, therefore, he possesses the ability to do justice to the position of a Judge, in my view is not a logical consequence of that thought. The Civil Service of Pakistan as I said earlier has also Sir, tended to strengthen centralization rather than decentralization. Also one would like to be illuminated by the honourable Minister in his response at the end whether this Bill does seek to give only two out of the various groups that constitute the All Pakistan Unified Services—a preferential status that the District Management Group and the Secretariat Group for some reason seem to be given preference over other groups. Now, if one were to take this theory even for a moment and say, there are outstanding individuals here and the principle is valid, let us take people from that for the judiciary, one would ask, why not from the other groups that also belong to the same structure created as a result of the administrative reforms of 1973, why to confine eligibility for appointment as a Judge only to these two groups. Is it not true that two groups constitute the interests of that special kind of attitude that characterizes the original civil service and its progeny, the ICS, the imperial and then the Indian Civil Service.

Sir, it is also interesting that the Bill presents the anomaly of seeking to amend an Act originally enacted in 1965 while by-passing the impact and the substance of the Administrative Reforms brought about in 1973. In a way, this Bill can be seen to be taking two giant steps back into the history of Pakistan, into the process of improvement of the concepts by which justice should be administered. Because it ignores the real meaning and the purpose of the Administrative Reforms of 1973 and seeks to give to two specific groups the special status and privilege which is, in my view, not in keeping with the democratic impulses of the present age. Sir, one would also say

that having looked at the honourable Minister's references not necessarily at this particular sitting of the Senate or in this forum but elsewhere one has heard him refer to the fact that through this method we have had the benefits of some extraordinary and outstanding Judges, Judges such as Justice Cornelius, Justice Keyani and others but it must be borne in mind that those gentlemen were the exception rather than the rule. We do not produce Corneliuses and Keyanis every week. Indeed they are Keyanis and Corneliuses because they were so notable and different from the mould that is produced by the colonially inherited system of the Civil Services. Therefore, it is not appropriate to cite them as examples. It would be more appropriate perhaps to consider the normal cadre or ability that is produced by this peculiar administrative system and law Mr. Chairman, as you well know has to relate to the reality of society. The manner in which a civil servant administers Pakistan today does not take cognizance of the complexity under depth of changes that have occurred in Pakistan. The administrative system does not prepare our civil servants to deal with the very specific issues that have been thrown up in the last ten to fifteen years.

Earlier, Mr. Chairman, in today's sitting you will recall that in discussing the lack of progress on reform of the police force and the police institution one highlighted the fact that not a single conceptual change had been brought about in this most relevant institution and the responsibility for not bringing about that change rests again with that very same civil services cadre which, at the same time, controls the whole process of law enforcement, which again in turn, is related to the subject or what we are discussing today, the concept of justice and the application of justice.

Sir, in conclusion, while seeking the understanding of the House and perhaps also focusing on the need to secure the understanding of the honourable Minister one is again faced with the dilemma that where you have a Bill that has already been passed by one House can one really request the honourable Minister to review. Now that he is already committed and the Government is committed to a particular situation or a view point, but in matters such as these, even if the amendments look to be merely a formality in the future, I would suggest that even before bringing Bills into the House either the Senate or the National Assembly wherever they touch upon such important institutions of the country such as the civil service or the judiciary a kind

[Mr. Javed Jabbar]

of informal sounding out process can be used either through the standing committee system or through purely the informal system of consultation. So that some attempted consensus is possible before a Bill is presented to which the Government is already committed and for either reason or faith or out of conviction which may have been arrived at without considering the view point of people within Parliament to get the chance to speak only after the Bill has been introduced and even in the Standing Committee phase the Government enjoys a majority and therefore, a standing committee mechanism is not necessarily the ideal method by which to reflect all opinions in the House. One would suggest that in future, on issues such as this, I think, it would help the process of a more fruitful and easier passage for such Bills, if prior consultation is attempted.

Thank you.

Mr. Chairman : Thank you very much. Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس بل پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا اور چونکہ اس وقت ہم اس بل کے ان بنیادی تصورات اور اصولوں پر بات کر رہے ہیں کہ جن پر یہ مبنی ہے اس لیے میں details میں بحث نہیں کرنا چاہتا بلکہ amendment stage پر ہو اپنی گفتگو کو محدود رکھوں گا بل کے بنیادی تصورات تک، لیکن جناب والا ! مجھے آپ اجازت دیں کہ میں اپنی بات کا آغاز وہاں سے کروں جہاں ابھی میرے عزیز بھائی سینیٹر جناب جاوید جبار نے اپنی گفتگو کو ختم کیا ہے۔

جناب والا ! بلاشبہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ اگر ایک ایوان میں کوئی بل پاس ہو جائے تو پھر دوسرے ایوان کا رویہ کیا ہونا چاہیے لیکن مجھے آپ اجازت دیں کہ میں یہ بات کہوں کہ ہم نے اس بات کو غیر فطری طور پر ناک کا مسئلہ بنایا ہے ایک مصنوعی مسئلہ

بنا یا ہے۔ ہائی کیمریل نظام کی تو بنیاد ہی یہ ہے کہ ایک ایوان ان تمام معاملات کے اندر آخری فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں ہے اور سیکنڈ اوپینن کا ضرورت ہے۔۔۔۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر !

جناب چیئرمین : جناب قاضی صاحب !

قاضی عبداللطیف : میرے خیال میں میرے محترم پروفیسر صاحب نے نا دانستہ طور پر "غیر فطری" کا لفظ استعمال کیا ہے، شاید وہ کہنا چاہتے تھے کہ "غیر شعوری طور پر"

جناب چیئرمین : یہ آپ آپس میں سیٹل کر لیں، میرے لئے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

پروفیسر خود شید احمد : زبان کے معاملے میں، میں قاضی صاحب کی امامت کرتا ہوں۔۔۔ میں عرض کر رہا تھا کہ دو ایوانی نظام کی تو بنیاد ہی یہ ہے کہ ایک ایوان کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ آخری فیصلہ کرے۔ اس لئے دوسرے ایوان کی رہنمائی مدد، تعاون کی ضرورت ہے۔ اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو دیکھیں گے کہ وہ تمام ممالک جن میں ہائی کیمریل سسٹم ہے، انہوں نے کبھی بھی ایک ایوان کے منظور کئے ہوئے قانون کو صرف آخر نہیں سمجھا، ان پر دوبارہ غور کیا ہے اور ان میں امنڈ منٹس کی ہیں اور ان کو واپس بھیجا ہے اور میں نے جتنا مطالعہ کم از کم ہندوستان میں قانون سازی کے متعلق کیا ہے، اس کے مطابق پہلے بیس سالوں میں جن کے متعلق سارے ڈاکومنٹس موجود ہیں، تقریباً دس فیصدی

[Prof. Khurshid Ahmed]

ایسے قوانین ہیں جو لوئر ہاؤس سے پاس ہوئے ہیں، اور پھر جب اپر ہاؤس میں گئے ہیں تو ان میں امینڈمنٹس کی گئی ہیں، اور پھر ان کو واپس بھیجا گیا ہے اور بہت سارے معاملات ایسے ہیں کہ جن کے ٹیبل جوائنٹ سیشن بلانا پڑا ہے اور پھر جوائنٹ سیشن میں ان کا فیصلہ ہوا ہے اور اس سلسلے میں جوائنٹ سیشن کا ہمیشہ بڑی دلچسپی ہے کہ جن میں خاص طور پر پنڈت نہرو، پردھیسارائی ایل، پردھیسارین نے جو کہ بڑے ٹاپ کے قانون دان تھے، حصہ لیا ہے۔ یہ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین تھے اور اس دور میں اسمبلی میں حصہ لیتے تھے۔ انہوں نے یہ بات بتلائی ہے کہ دوسرے ہاؤس نے ہماری مدد کی ہے اور اکثر وہ معاملات طے ہوئے ہیں جن کی امینڈمنٹس اپر ہاؤس نے کی تھی اور اپر ہاؤس کی امینڈمنٹس ہی جوائنٹ ہاؤس میں مانی گئی تھیں۔

اس لیے جناب والا! ہمیں اس بات کو مسئلہ نہیں بنانا چاہیے بلکہ حکومت کو یہ رویہ اختیار کرنا چاہیے کہ ان دونوں کو Participate کرنا ہے قوانین کو بہتر بنانے میں ہمارا مقصد قوانین کو بہتر بنانا ہے یہ کسی کا ناک کا مسئلہ نہیں ہو سکتا ہے، اگر کوئی چیز ہمارے ہاؤس سے initiate ہو تو قومی اسمبلی کو چاہیے کہ اسے approve کرے۔۔۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی قطع کلامی نہیں کرنا چاہتا لیکن جو پوائنٹ جاوید جبار صاحب نے اٹھایا ہے اور جو آپ دہرا رہے ہیں، اس کا تعلق پردیسجر سے ہے۔ جہاں تک رولز کا تعلق ہے، پردیسجر کا تعلق ہے، جوائنٹ سٹنگ کی پروویژن ہے۔ ہر ایک

ہاؤس کو یہ اختیار ہے کہ جو قانون دوسرے ہاؤس سے ان کو پہنچے اپنی مرضی کے مطابق اس کو پاس کرے، amend کرے یا Reject کرے۔ اور اگر دوسرے ایوان کی اس سے تسلی نہیں ہوتی تو جوائنٹ سٹنگ کی پردیشن اسی لیے رولز میں رکھی گئی ہے کہ جو آپس کے اختلافات ہیں ان کا کس طریقے سے تصفیہ کیا جائے۔ تو رولز میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے یہ اور سوال ہے کہ گورنمنٹ اپنی اکثریت کو استعمال کرتے ہوئے کچھ اور decision کرے لیکن ایوان کو پورا پورا اختیار ہے کہ جس طریقے سے آپ اس قانون کو جو دوسرے ایوان سے آپ کے پاس پہنچتا ہے اس میں ترمیم کریں اس کو reject کریں، اسکو approve کریں۔ ایک چیز میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کئی ایک ملک جہاں یہ فیڈرل ٹائپ کی حکومت ہے یا آئین ہے اس میں یہ پردیشن بھی رکھی گئی ہے کہ اگر ایک قانون ایک ہاؤس میں انٹروڈیوس کیا جائے تو simultaneously informally ایک کاپی دوسرے ایوان کی سینیٹنگ کپلی کو بھیج دی جائے۔

Formally they would not be seized of that particular law but informally they would have a look at that particular law and if they feel that there are serious flaws in that law, they would bring it to the notice of the sponsors of that Bill without formally expressing an opinion.

This is why they want to, this is how they resolve the differences and this is how they prevent this matter from becoming a matter of prestige or matter of ego etc. In particular, I think the recent visit of some of our Senators to Canada they brought back this very point that is one of a very healthy traditions which they have established in Canada, although in Canada the Senate is a 100% nominated body

[Mr. Chairman]

and not an elected body. So, if they can proceed on that basis I am sure we can learn from others' experience and that can be provided in the Rules but for the time being if you would kindly come to the "Nafa-e-Mazmoon" (نفس معصوم)۔

اگر قاضی صاحب کو لفظ پسند ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : بہت شکریہ ! جناب چیئرمین! آپ کی اس معادنت کا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ رولز میں اس بات کی گنجائش پوری پوری موجود ہے۔ جاوید صاحب اور میری جو اصل پریشانی ہے وہ یہ ہے کہ ہماری حکومت اس معاملے میں کچھ بہت ہی sensitive ہو گئی ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ ذرا زیادہ اس معاملے میں وسعت قلبی کا مظاہرہ کریں۔

جناب والا! جہاں تک اس قانون کے بنیادی تصور کا تعلق ہے میں دراصل اس اصول کا مخالف ہوں کہ انتظامیہ اور عدلیہ دونوں کا مرکب بنایا جائے یا ان میں مکمل separation نہ ہو ہمارے دستور نے بھی کم از کم نظریاتی طور پر اس بات کو تسلیم کیا ہے اور پاکستان بننے کے بعد آج تک ہمیشہ یہ کہا گیا ہے کہ ہم separation جو ہے کرنا چاہتے ہیں اور یہی ہمارا ہدف ہے اور سلسلہ کے آئین میں بھی سب سے پہلے اسی بات کو کہا گیا ہے

175(3) "The Judiciary shall be separated progressively from the Executive within (fourteen) years from the commencing day".

اور اصلاً یہ پانچ سال تھا۔ ۱۹۷۳ء میں یہ دستور پاس ہوا ہے اور مقصد یہ تھا کہ پانچ سال کے اندر اندر عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ کر دیا جائے گا۔ لیکن ہم ایسا نہ کر سکے اور پھر ترمیم کے ذریعے ۱۹۸۵ء میں اسے چودہ سال کر دیا گیا۔ میری نگاہ میں اصل مسئلہ انتظامیہ اور عدلیہ کی separation کا ہے اور میں جس بنا پر اس بل کی مخالفت کر رہا ہوں وہ میرا پختہ یقین ہے کہ عدل کے تقاضے اسی وقت پورے ہو سکیں گے اور حقیقی جمہوریت اس ملک میں اسی وقت پروان چڑھ سکے گی، عوام کو اپنے حقوق کے بارے میں پوری پوری ضمانت اسی وقت مل سکے گی جب انتظامیہ اور عدلیہ الگ الگ کیے جائیں۔ مختلف مقامات ہیں جہاں پر کہ یہ گڑ بڑ ہے نیچے آپ کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی سطح پر، وہ ڈسٹرکٹ کا چیف ایگزیکٹو بھی ہے اور وہ جوڈیشل آفیسر بھی، اوپر کی سطح پر آپ جوڈیشری سے ایک سٹیم لاتے ہیں، ایک سٹیم آپ وکلاء سے لاتے ہیں۔ اور ایک دوسری سٹیم آپ سے آتے ہیں انتظامیہ سے یہ دونوں سٹیمز مل کر کے بن جاتی ہے ہائی کورٹ کی سطح کے اوپر۔ تو ہمارا اعتراض اس بنیادی چیز کے اوپر ہے اس کی تاریخ بھی اگر آپ دیکھیں تو میرے عزیز اور محترم وزیر عدل نے جس سو سال کا واسطہ دیا ہے اسکا ذکر کرتے ہوئے وہ یہ بھول گئے کہ اس سو سال میں بڑا حصہ وہ تھا جو ہمارے لئے کوئی مثال نہیں بلکہ ہمیں

[Prof. Khurshid Ahmed]

اس پر شرمسار ہونا چاہیئے یہ وہ عدالتی نظام تھا کہ جس نے اسلامی نظامِ عدل اور اسلامی نظامِ قانون کو ختم کیا اور اس کی جگہ برطانوی نظام یہاں پر رائج ہوا۔ اور برطانوی نظام بھی اس شکل میں نہیں، کہ جس شکل میں انگلستان میں ہے۔ اس شکل میں کہ جس شکل میں colonial power ہمارے ملک پر قابض رہنے کے لئے ضروری سمجھتی تھی۔ میں اس وقت سول سروس کے بارے میں زیادہ بات نہیں کہنا چاہتا ہوں مجھے صرف چند چیزوں کی طرف اشارہ کرنا پڑے گا لیکن سول سروس سے اور خاص طور سے سول سروس میں بھی جو آئی سی ایس گروپ تھا جو برطانوی سامراج کا اصل آلہ کار، کنٹرولر، یعنی وہ افراد جن کے ذریعے سے وہ اپنا نظام قائم کر رہے تھے ان کے لئے انہوں نے جوڈیشری میں دروازہ کھولا۔ اور اس کے لئے اگر آپ ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کا مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ وہاں پر گورنر جنرل ججز کو مقرر کرتا تھا اور ججز کو مقرر کرنے کے لئے جو پروڈیوشن دیا گیا ہے جس سے یہ دیکھیں بند کر کے بدقسمتی سے پاکستان کے تمام دساتیر کے اندر قبول کر لیا گیا اور وہ یہی تھا کہ ایک طرف اس میں وہ افراد آئیں گے کہ جو وکیل ہوں جنہوں نے خاص مدت تک جوڈیشیل سروس میں رہے ہوں۔ اور یا وہ افراد جو آئی سی ایس سے لئے جائیں گے لیکن آئی سی ایس والوں کے لئے یہ دلچسپ بات تھی کہ آئی سی ایس کی سروس تو دس سال کی ہوگی لیکن ان کا جو عدالتی تجربہ ہے وہ تین سال کا کافی ہے یہ وہ مخلوق ہے جس کے لئے عدالتی تجربہ اتنا ضروری نہیں ہے جتنا کہ ایک وکیل کے لئے یا جوڈیشیل آفیسر کے لئے

ضروری ہے اس کے اندر جہاں تک مجھے یاد ہے جن لوگوں نے بار ایٹ لار کی تھی ان کے لیے بھی ایک اسی قسم کی سہولت تھی یہ وہ طریقہ تھا کہ جس سے کہ انہوں نے عدلیہ اور انتظامیہ کو باہم ملایا ہوا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد جس بات کی ضرورت تھی کہ اسے الگ الگ کیا جائے۔ اور اس سلسلے میں اگر آپ ہندوستان کے دستور کو دیکھیں تو آپ یہ پائیں گے کہ ہندوستان کے دستور میں انہوں نے یہ اقدام کیا اور جس وقت دستور سازی کی اور عدلیہ کے بارے میں یہ دیکھا کہ مثال کی شکل ہونی چاہیے تو جو انہوں نے اس کے لیے Condition provided کی وہ یہ تھی کہ میں آرٹیکل ۲۱۷ (۲) پڑھ رہا ہوں۔

“A person shall not be qualified for appointment as a Judge of a High Court unless he is a citizen of India and (a) has for at least ten years held a judicial office in the territory of India; or (b) has for at least ten years been an Advocate of a High Court or of two or more such Courts in succession”.

یہ دو چیزیں ہیں جس کی بنیاد پر ان کے ٹال جج بنائے جاتے ہیں پانچ اس پر Comment کرتے ہوئے جو بات کہتا ہے وہ قابل لحاظ ہے۔

“The points to be noted in comparison with the Government of India Act, 1935, are (a) the exclusion of Barristers of the United Kingdom who are not advocates of a High Court of India within the meaning of Sub-clause (b);

[Prof. Khurshid Ahmed]

(b) the exclusion of members of the I.C.S., from post-Constitution appointments unless they satisfy clause (2) (a)".

Which means ten years as judicial service.

یہ وہ بنیادی تبدیلی تھی جو انہوں نے کی۔ اور مقصد اسکا یہی تھا کہ جوڈیشری اور ایگزیکٹو الگ الگ ہو جائیں۔ اگر آپ اسکا مقابلہ جو پاکستان میں provisions ہیں ان سے کریں خواہ آپ ۱۹۵۶ء کا دستور لیں وہاں بھی ہم کو یہی نظر آتا ہے کہ بعینہ یہی الفاظ رکھے گئے ہیں کہ دس سال ایڈووکیٹ رہا ہو، دس سال کی سول سروس ہو جس میں سے تین سال جوڈیشل سروس ہو دس سال جوڈیشل آفیسر۔ اسی چیز کو ۱۹۷۳ء کے آئین میں رکھا گیا۔ اور یہی چیز اس وقت بھی ہمارے ہاں لاگو ہے۔ میں جس بات کی توقع کرتا تھا محترم وزیر عدل سے وہ یہ تھی کہ وہ دستوری ترمیم کے ذریعے سول راستے سے آنے والے اس سسٹم کو بند کریں گے۔ جوڈیشری کو جوڈیشری رکھیں گے اور وہ افراد جو لیگل پروفیشن سے آئیں یا وہ افراد جو لیگل تجربے سے آئیں۔ یہی وہ دو راستے ہیں۔ اور اگر فی الحقیقت کوئی سی ایس پی یا آج کی اصطلاح میں جو اب گروپس ہیں اگر ان میں سے کوئی آنا چاہتا ہے دروازہ اس کے لیے اب بھی کھلا ہوا ہے۔ لیٹریٹیک اس نے دس سال ...

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اگر آپ تقریر کو سیں تو بہتر رہے گا۔

پروفیسر خورشید احمد : اگر دس سال اس نے جوڈیشل انفریک میٹ سے کام کیا ہے۔ تو آج بھی دروازہ اس کے لیے کھلا ہوا ہے۔ لیکن اگر اس نے صرف تین سال کام کیا ہے تو پھر دروازہ اس کے لیے بند ہو جانا چاہیے۔ اس کو بھی اس راستے سے آنا چاہیے جو راستہ باقی سب کے لیے ہے۔ انڈیا کے دستور کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سپریم کورٹ کی حد تک ایک دروازہ اور کھولا ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی eminent jurist جس کی تحقیق جس کا علمی مقام جس کا بین الاقوامی recognition اس نوعیت کا ہو تو اس کو بھی حج بنایا جاسکتا ہے ہمیں یہ شاید یہ سوچنا چاہیے تھا کہ ہم بھی ایسے جیورسٹ کے لئے ایسے علماء کے لئے، جنہوں نے تحقیقی درس و تدریس کا کام ایک عرصے تک کیا ہے جنہوں نے اس میں ایسی ذمہ داریاں ادا کی ہیں۔ ہم ان کے لئے دروازہ کھول دیں۔ تاکہ ایک طرف جوڈیشری صرف جوڈیشری رہے اور دوسری طرف ہماری جوڈیشری کو جو نیا خون چاہیے جو علم چاہیے جو تقویٰ چاہیے پاکستان کے مخصوص حالات کی بنا پر جس نوعیت کے فیصلے ان کو کرنے ہیں ہم ان کو یہاں لے سکیں۔ یہ کام سی ایس پی، پاکستان کی کونسل آف سروسز، سے آئے ہوئے لوگ نہیں کر سکتے۔ اس لئے جناب والا! میرا سب سے پہلا اصول اعتراض یہ ہے کہ میں اس لئے اس ترمیم کی مخالفت کر رہا ہوں کہ اس کے ذریعے ہم اس اصول کو مان رہے ہیں۔ گو دستور

[Prof. Khurshid Ahmed]

میں وہ لکھا ہوا ہے لیکن اس کی تجدید کر رہے ہیں کہ سول سروسز سے لوگوں کو آنا چاہیے۔

اس کے بعد جناب والا! میں دوسرا اعتراض کرنا چاہتا ہوں عدل و انصاف کے نقطہ نظر سے مساوات کے نقطہ نظر سے اور وہ یہ ہے کہ میں فی الحقیقت اپنے محدود علمی مطالعہ کی حد تک یہ نہیں پاسکا کہ کیا وجہ ہے کہ ایک سول سرونٹ ایک آئی سی ایس کا آدمی یا سی ایس پی کا آدمی، اگر اس کی کوئی تربیت قانونی نہ ہو۔ باقی ساری معلومات اس کی جو ہیں وہ جنرل نوعیت کی ہوں اور اس نے اگر کہیں سے تین سال کا تجربہ بہ جوڈیشل حاصل کر لیا ہے تو وہ مساوی ہو جاتا ہے ان افراد کے جنہوں نے دس سال تک اعلیٰ سطح پر وکالت کی ہے قانونی مسائل کو سمجھا ہے سمجھایا ہے۔ نگہتیوں کو سمجھایا ہے وہ کس طرح ان کے مقابل ہو جاتا ہے۔ محض اس بنا پر کہ کوئی blue blood

اس میں گردش کر رہا ہے محض اس بنا پر کہ وہ ایک ایئر بیل فورس سے وابستہ رہا ہے۔ اس کی ذہانت اس کی تیزی اس کی چالاکی، یہ چیزیں اس وقت محل گفتگو نہیں ہیں۔ سوال اس کی جوڈیشل صلاحیت کا ہے۔ سوال اس کے قانون کے علم سے ہے لیکن تین سال کی شرط اس کے لیے رکھنا میرے خیال میں discriminatory ہے۔ ان کو خاص ترجیح دینا ہے جو دراصل ایک ورثہ ہے ایک legacy ہے استعماری دور کی۔

اس موقع پر جناب والا! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کو ریفر کرنا چاہتا ہوں۔ Charles Kennedy کی کتاب یوردر کر لیں

ان پاکستان "document dissertation" کا ہے جس میں اس نے پاکستان کی بیوروکریسی کی پوری تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور جن ادوار سے یہ گزری ہے ان پر روشنی ڈالی ہے۔ جناب والا! آئی سی ایس کا بڑا بنیادی تصور جو سی ایس پی میں جاری رہا وہ دراصل یہی cadre building تھا وہ پرسٹش کا ایک ایسا نظام بنانا تھا کہ جس میں اس میٹھی پر جو بیٹھا ہے وہ اپنے اوپر والوں کا بندہ ہے اور اوپر والے اس کے لیے خدائیں یہ تھا وہ نظام جو بنایا گیا۔ جناب والا! Kennedy کہتا ہے۔

"Typically an officer remains a member of his originally assigned cadre throughout his career and his promotional prospects, job type and duties are determined to a large extent by association with his cadre. Officers with federal cadre affiliations dominantly fill the top posts in Central Secretariat. In 1983, for instance, 75% of the Secretaries to the Federal Government possessed federal cadre affiliations."

اس سے پہلے یہ ۹۵ فیصد تک رہی ہے۔

"Promotional prospects, training facilities and housing allowances were also designed to favour CSP officers. Coupled with these organizational distinctions were distinctions in the social elements of prestige. For instance, the CSP was perceived to be the elite of the service structure and in social contacts its members were accorded levels of status comparable to judicial or highly placed political officials. Beneath these 'Brahmins' were a rather broad spectrum of 'khatris' whose most favoured 'jatis' included Foreign Service of Pakistan, Police Service of Pakistan and the four Finance and Accounts Services. Clearly subordinate to these services were various less favoured Central Superior Services. However, membership of the Central Superior Services regardless of cadre affiliation conferred twice born status to its members. Officers without such affiliation were by analogy the untouchables of the administrative system".

[Prof Khurshid Ahmed]

اس کے بعد وہ کہتا ہے -

“The dominance of CSP was weakened as a consequence of the Administrative Reforms of 1973 but the cadre system of organization has remained vibrant as have distinctions in career patterns of members of different occupational groups”.

جناب والا! یہ تھا وہ نظام - جو، رکی اصلاحات میں بلاشبہ کچھ تبدیلیاں لائی گئیں اور میری نگاہ میں وہ قابل فخر تھیں۔ سی ایس پی، کم از کم وہ نام ختم ہوا لیکن مجھے اجازت دیں کہ میں یہ بات کہوں کہ ان اصلاحات میں بھی cadre system ختم نہیں ہوا - وہ فرق اسی طرح سے رہے - صرف نام بدل گئے شکل بدل گئی کچھ تھوڑا سا dilution ہو گیا - ایک anomaly کے ذریعے جسے وزیر عدل نے anomaly کہا پاکستان کی judicial service اس anomaly کی بنا پر محفوظ ہو گئیں اس cadre سے لوگوں کے آنے میں عملاً یا لوگ آتے رہے وکالت کی طرف سے یا آتے رہے جو ڈپٹی آفیسرز کے راستے سے آج محترم وزیر عدل جو کچھ کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ بیک ڈور سے دوبارہ اس cadre نظام کو اس سسٹم میں داخل کر رہے ہیں۔ بلاشبہ دستوری حیثیت سے ان کے لئے راستہ کھلا ہوا ہے لیکن عملاً چونکہ ایک anomaly پیدا ہو گئی ہے جس چیز کو یہاں پر Service of Pakistan کہا گیا ہے اور جس کو کہ اس قانون میں Civil Service of Pakistan کو ڈیفائن کیا گیا ہے جو آج exist نہیں کرتی اس لئے عملاً اس راستے سے لوگوں کا آنا بند ہو گیا ہے - میری نگاہ میں

انہیں سرخ رو ہونا چاہیے تھا۔ قوم کو اس پر خوش ہونا چاہیے اور جو کچھ کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ اس قانون کو دفن کر دیں۔ اگر عملاً یہ غیر موثر ہو گیا ہے تو اس کو حیات نو دینے کی بجائے اس کی تجہیز و تکفین کی کوشش کریں۔ وہ زیادہ مناسب ہے۔ لیکن اس کے بجائے انہوں نے راستہ یہ اختیار کیا ہے کہ وہ اس کو حیات نو دے رہے ہیں اور حیات نو دینے کے لیے انہوں نے جو senior cadres اور ٹھیک ہے ۱۹۸۲ میں جو tribal cadre تھا اس کو amalgamate کر دیا گیا تھا اس لیے اب یہ District Group ہے اور دوسرا یہ سنٹرل گروپ ہے تو ان دونوں کے لیے یہ دروازہ کھول رہے ہیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ عدل اور discrimination کے اعتبار سے بھی ان کی مخالفت ہونی چاہیے یہ discrimination پر مبنی ایک قرارداد ایک تجویز ہے اس لیے میں اس کی تائید مناسب نہیں سمجھتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کو اسے رد کرنا چاہیے تیسری چیز جناب والا! میں آپ کی تو جہاں ایک اور بڑا نازک بات ہے کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ اس پورے عمل کی وجہ سے یہ ہوا ہے کہ وہ لوگ جو judicial officers کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اور ان میں بیشتر افراد وہ ہیں کہ provincial services سے آئے ہیں نسبتاً ان کے لیے امکانات بڑھ گئے ہیں۔ گویا کہ judiciary draw کر رہی ہے ان دو main sources کے اوپر، ایک دکن کے اوپر دوسرے جوڈیشل آفیسرز کے اوپر، اگر یہ تیسرا راستہ کھلے گا تو مجھے یہ ڈر ہے کہ عملاً یہ ان دونوں کی قیمت پر ہو گا تو نہ

[Prof. Khurshid Ahmed]

صرف یہ کہ اس کے نتیجے کے طور پر وہ اصول مجروح ہو رہا ہے کہ عدلیہ اور انتظامیہ الگ الگ ہونے چاہئیں، نہ صرف یہ کہ اس کی وجہ سے ایک کیڈر سسٹم، ایک تفریق کا نظام جس کو کہ اصولاً بھی اور اسلامی اعتبار سے ہم صحیح نہیں سمجھتے اس کو دوبارہ در آنے کا موقع مل رہا ہے اور تیسری چیز یہ ہے کہ اس کی وجہ سے شعبوں کے لوگوں کو جو ایک موقع زیادہ مل گیا ہے وہ لوگ جو otherwise اس دور میں پیچھے رہتے ہیں، اس دروازے کے کھلنے کے بعد مجھے خطرہ ہے کہ ایڈوکیٹس کے راستے سے آنے والے اور جوڈیشل آفیسرز کے راستے سے آنے والے لوگوں کے لیے مواقع کم ہوں گے اور اس تیسرے والے کے لیے دروازے کھل جائیں گے اس بنا پر بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز درست نہیں ہے،

جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کہا گیا ہے ضرور کہ سول سروس میں بڑے اچھے لوگ رہے ہیں اور مجھے اس کا اعتراف ہے، یہ بات بھی درست کہ سول سروس کے راستے سے کچھ اچھے جج آئے، چاہے ان میں سے کچھ سزا کے طور پر ہی آئے، مثلاً جسٹس کیانی کے بارے میں ہمیں، یہ علم ہے کہ وہ بہ رضا و رغبت نہیں آئے تھے لیکن وہ بڑے اچھے جج ثابت ہوئے اس میں کوئی انکار نہیں ہے اور اس قسم کے واقعات تاریخ میں ہوتے رہتے ہیں لیکن قانون سازی اور پالیسیاں ان متینات کی بنیاد پر نہیں بنا کر تیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دوسری سٹیم سے آئے ہوئے لوگ بھی یعنی میں یہ نہیں کہتا کہ

ہر ایک لازماً بہت اچھا رہا ہے لیکن ان کا کنٹریبیوشن دوسروں سے کم نہیں ہے، اگر آپ جوڈیشل سروس کو اور بڑھانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ جوڈیشل سروس آرگنائز کیجیے اس ملک میں جس طرح لوگ directly induct ہوتے ہیں۔۔۔

administrative services کے اندر، اسی طریقے سے آپ نچے جوڈیشل سروسز میں لوگوں کو لائیے، ان کو تربیت دیجیے، ان کے لیے refresher programmes بنائیے، اعلیٰ تربیت کے نظام بنائیے اور اس طریقے سے وہ اوپر آجائیں گے۔ تو جناب والا ان درجہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات جو اس ترمیم کے ذریعے ہمارے سامنے لائی جا رہی ہے یہ مناسب نہیں ہے اور ہمیں اچھی طرح غور کر کے دیکھنا چاہیے کہ بظاہر ایک بہت ہی innocuous بظاہر ایک بڑی معصوم سی تجویز ہے لیکن فی الحقیقت اس کے ذریعے سے کن کن چیزوں کے دروازہ کھلنے کا خطرہ اور امکان موجود ہے تو ہمیں اس سے احتراز کرنا چاہیے اور اس کے مقابلے میں کوئی صحیح راستہ نکالنا چاہیے۔

ایک بات اس ضمن میں، میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دستور میں ججز کے مقرر کرنے میں پارلیمنٹ کا کوئی رول نہیں ہے جب کہ کم از کم ۲۲ ممالک کے اندر دساتیر میں ہم کو یہ ملتا ہے کہ پارلیمنٹ کا کوئی نہ کوئی رول جوڈیشری کے تقرر میں رکھا گیا ہے اگر وزیر عدل ان تمام چیزوں کا مطالعہ کرے کہ کوئی زیادہ اچھی تجویز ایسی لے کر کے آئی ہے جس میں جوڈیشری کی اکائیٹیکٹیو باقی رہے، اس کی independence باقی رہے جو اس احترام اور اس کا مقام

[Prof. Khurshid Ahmed]

اور اس کا وقار ہے وہ بلند ہو، اسے پورا پورا موقع ملے لیکن کوئی ایسا راستہ اختیار نہ کیا جائے جس کے نتیجے کے طور پر جو آپ نے اپنا مقصد اور ہدف رکھا ہے کہ ہمیں جوڈیشری اور انتظامیہ کو الگ کرنا ہے آپ اس کام کو آسان بنانے کی بجائے مشکل کر دیں اس منزل کو قریب لانے کی بجائے آپ دور کر دیں منزل کے لئے یہ راستہ آپ کو اختیار نہیں کرنا چاہیئے، ان وجوہ سے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : بہت شکریہ، جناب احمد میاں سومرو۔

Mr. Ahmad Mian Soomro : Sir, I oppose the principles of this Bill. I would not like to waste the time of the House by repeating the arguments which my learned brother Javed Jabbar and Professor Khurshid Ahmed have taken. But on principle I oppose this because however simple the honourable Minister for Justice and Parliamentary Affairs has tried to show but if we have a perspective and look a little beyond we would feel that it is taking us off the path prescribed by the Constitution of separating the judiciary from the executive. They have sought to show that they are merely amending the provisions of the Act to substitute certain groups of all Pakistan unified group or the civil services of Pakistan. Sir, what is the need for this, if Civil Service of Pakistan did not exist any longer and they really intend to abide by the Constitution and be on the road of the Constitution to separate the judiciary from the executive, if there was no Civil Service of Pakistan automatically that was not one of the qualified cadres for coming to the High Court. The All Pakistan Unified (Group) Service includes also the Secretariat Group, if I am not wrong Sir. What experience does the Secretariat Group have of any judicial matter that they **should be** thought of before bringing them on the judiciary.

I, therefore, Sir first of all, would like to point out the allergy of Government in having any amendment made to a Bill passed by the National Assembly, however simple and however obvious the mistake may be. We have had examples in this House Sir, where some Bills were brought passed by the National Assembly & this was done in the days, of course, not of the Present Minister for Justice and Parliamentary Affairs but his predecessor. It was admitted in the House that there were mistakes in the Bill but all that he said, was that they would bring another Bill to amend these mistakes again showing how allergic Government is to amending any Bill passed by the National Assembly although the spirit of a bicameral legislature is that any mistakes made inadvertently even in the power House, could be pointed out in the Upper House and their attention could be drawn to those mistakes. Whereas, here we find that any mistake pointed out, they are allergic to amend that because they feel that it will go back to the National Assembly. Now, there is nothing wrong if it goes back to the National Assembly, certainly there are mistakes inadvertently made and if they are corrected it would not matter much. However, be that as it may, I would point out in this Bill that all the Bar Associations who are the main bodies relevant to this sort of legislation has opposed this. Why bring the APUG to qualify for coming on the High Court, let the judicial service look after itself, let us try to improve those matters, let each service be specialized in its own cadre rather than try to bring them on the judiciary and let us not shake the people's confidence in the judiciary. I therefore, on principle Sir, oppose the provisions of this Bill. Thank you Sir.

Mr. Chairman : Thank you very much. Qazi Abdul Latif Sahib.

قاضی عبداللطیف ! جناب والا ! میں پچھلی باتوں کو نہیں دہراؤں گا، اتنی گزارش کروں گا کہ عدلیہ اور انتظامیہ کی تربیت بالکل ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتی ہے، انتظامیہ کو غیر شعوری طور پر لامحالہ شدت کرنی پڑتی ہے، جب کہ عدلیہ کی تربیت اس طریقے سے ہوتی ہے کہ جب فریقین اس کے سامنے آئیں تو وہ اپنے مافی الضمیر کو کا حقہ اس کے سامنے پیش کر سکیں، اگر آپ ان لوگوں

[Qazi Abdul Lataif]

کو جن کی تربیت انتظامیہ ہی کے لئے ہوئی ہے اس کو آپ عدلیہ میں لاتے ہیں اور بغیر اس تجربے سے اور بغیر اس تربیت کے کہ جوان کے لئے ہوتی ہے اور جو کہ پہلے عدلیہ کے لئے رکھے گئے تھے تو میرا خیال ہے کہ وہ جو تصور ہمارا آ رہا تھا کہ عدلیہ اور انتظامیہ کو ایک دوسرے سے علیحدہ کیا جائے اس تصور کے یہ بالکل برعکس اور خلاف ہو گا جب کہ بڑے عرصے سے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ کر رہے ہیں یہ صحیح ہے کہ اس وقت قانونی طور پر اس کو ہم عدلیہ رہی کہیں گئے انتظامیہ تو نہیں کہیں گے اس لحاظ سے تو یہ کہا جائے گا کہ یہ عدلیہ کے افراد ہو گئے ہیں لیکن حقیقت میں یہ ہے کہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط ہو گا۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے بھی یہی ہے کہ قاضی اور جج ایسا آدمی ہونا چاہیئے جو نرم مزاج و خوش اخلاق ہو اور جس کے سامنے فریقین آکر اپنا مافی الضمیر کھلے دل سے پیش کر سکیں یہی وجہ ہے کہ پولیس کے بیان کو جو ملزم نے پولیس کے سامنے بیان دیا ہے عدلیہ کے سامنے آکر اس سارے بیان کو کالعدم قرار دے دیا جاتا ہے کیونکہ عدلیہ کے سامنے آکر ملزم کہہ دیتا ہے کہ اس کا پولیس والا بیان دباؤ میں دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دونوں کا مزاج اور دونوں کی تربیت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔

میری گزارش یہ ہے کہ آج ہمارے وزیر محترم کو یہ ضرورت کیوں پیش آئی جب کہ وکلاء کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان میں بڑے تجربہ کار بھی ہیں اور تربیت یافتہ بھی ہیں اور اتنی مدت تک

جتنی مدت ان کو مطلوب ہے وہ وکالت کر بھی چکے ہیں اس میں ہمارے بھی ہیں لیکن پھر بھی وہ انتظامیہ سے بعض افراد کو خلط ملط کر کے یہاں لانا چاہتے ہیں شاید اس بنیاد پر جس طریقے سے ہمارے پروفیسر خورشید صاحب نے فرمایا بیوروکریسی کا ہاتھ زیادہ مضبوط کرنا ہے۔ لوگ رشابی کو زیادہ مستحکم کرنا ہے اس کو زیادہ خوشحال بنانا ہے اس کے پاس تو کوئی اور بات سمجھ میں نہیں آرہی۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر ہمارے وزیر محترم اس پر نظر ثانی فرمائیں گے تو میرا خیال ہے یہ ایک اچھی روایت ہوگی اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ ہمیشہ سے اس ایوان کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا جاتا ہے کہ چونکہ بل وہاں قومی اسمبلی میں پاس ہو گیا ہے لہذا یہاں بھی اسے من و عن پاس کیا جائے میرے خیال میں یہ کوئی اچھی قابل رشک روایت نہیں ہے۔ اتنے مختصر الفاظ کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

Mr. Chairman : Thank you. Any other gentleman, for or against?

Mr. Wasim Sajjad Sajjad Sahib.

Mr. Wasim Sajjad : Mr. Chairman, I have heard the speeches made by the honourable Members of this House and I will deal with some of the points which have been raised.

Firstly, Sir, it was pointed out that we have in the Constitution Article 175(3), which provides that the judiciary shall be progressively separated from the executive within a certain period and it has been stated that in some measures they feel that this provision which permits members of the Civil Service of Pakistan to become judges after undergoing a certain period as district judges is contrary to that principle.

[Mr. Wasim Sajjad]

Mr. Chairman, Sir, the important thing to understand is that Article 175(3) which provides for this principle and Article 193 which also provides qualifications for High Court Judges are both contained in the Constitution and they both have to be read together. If Article 193 provided a qualification which was contrary to Article 175 it ~~would~~ not have been provided in the Constitution. As I understand it, the concept of separation from the judiciary means that the same person should not exercise both executive and judicial functions. It is for this reason that earlier ~~me~~ I also had the occasion to submit that we have this problem at the level of the District Magistrate in Pakistan where the same officer exercises both legislative and judicial functions, and because he exercises executive functions he is under the control of the executive for the purposes of his service and therefore, he cannot act properly, adequately in the discharge of his judicial functions. But here, Sir, the matter is very clear—any person who comes on to the judicial side whether he is a judicial officer having 10 years experience or he is a person from the service who opts for the judiciary and becomes, in due course, a District Judge, he then comes under the control of the judiciary; he is liable to be transferred by the judiciary; he is subject to be superintended by the judiciary and Sir, once he becomes a High Court Judge he becomes completely independent because then he is governed by the provisions of the Constitution itself which provides for his security of 10 years. So, therefore, Sir, I think, it is not right for the honourable Members to say that this provision which is a part of the Constitution itself in any way negates the concept of the separation of the judiciary from the executive.

Mr. Chairman, my honourable colleague Prof. Khurshid Ahmed had referred to the position in India where he says that the third stream from which the judiciary was taken for the High Court for which the members were taken for the High Court was excluded when they were drafting their Constitution. Sir, the Constitution of 1973 has stood the test of time. As far as the people of Pakistan are concerned, this is regarded as a unanimous Constitution and they took this decision that we do not want to stop the stream at the moment. There, Sir, in submitting this law we are only following the dictates of the Constitution; we are only correcting an area which has crept in because of the abolition of the Civil Service of Pakistan. We are changing the nomenclature of Civil Service of Pakistan, and replacing it while what we today consider to be the successor group

of the Civil Service of Pakistan. As I said earlier, Sir, we have not changed any tradition; we have not made any innovation; we do not mean to intend to change anything in the appointment of High Court Judges. They will continue to be appointed according to the same quota, according to the same method, the same principle by which Judges have been appointed for over a hundred years. My honourable friends have pointed out some illustrious names which were provided to the judiciary by the Civil Service of Pakistan and we still acknowledge that they were great Judges, honourable Judges, honest Judges who have left their mark on the judicial history of this country. We feel Sir, that simply by creating eligibility we are not appointing anybody but we are creating the stream from which we may be able to draw upon so that the standards are improved. We are not going to appoint everybody who comes in to the stream. The method of appointment is laid down in the Constitution. After all, it is a consultative procedure. Every person who comes here may not go to the High Court but it provides an additional area, an additional stream from which you can draw upon for the higher judiciary of Pakistan and as I said, we have been doing it for over a hundred years and we have found it to be a solitary principle. We have drawn good Judges from the advocates we will continue to do so. We have had good Judges from the provincial judiciary, we will continue to do so. We have had good Judges from this stream and we do not want to stop a stream which has provided and has served the judiciary of Pakistan very well.

I would like to answer a query which was raised by my friend Mr. Javed Jabbar as to why only these two groups ? Sir, even in the original civil service, it was only the Civil Service of Pakistan which was prescribed as the civil service for the purposes of the appointment of High Court Judges, not the police service, not the income tax service, not the custom service but this civil service of Pakistan and it is because of their administrative experience which also includes judicial experience. A person who comes into Civil Service of Pakistan and acts as an Assistant Commissioner, Deputy Commissioner, holds offices even in the Board of Revenue, even in other spheres where he exercises judicial or quasi-judicial functions and therefore, when we were looking for the successor group we excluded those groups which we felt did not correspond to what we were trying to achieve by this Act. So, we felt Sir, that the District Management Group and the Secretariat Group most closely is the successor group of that civil service

[Mr. Wasim Sajjad]

which we were using to get persons into the higher judiciary of Pakistan. Because these people Sir, have judicial experience also in the course of their careers and in practical terms. Sir, the question was raised that why is this judicial experience shorter than the judicial experience of other persons?

In practical terms, Sir, I can hardly think of any person who would be appointed a High Court Judge before he completes at least 8-10 years as a District Judge, because the minimum age which has been fixed is 40 years. We know the history of this service of the past so many years. Hardly, anybody would come straight in after having put in only 3 years as a District Judge. He was drawn on to the judicial side; he was then given training for about 18 months then he would become an Additional District Judge and District Judge, and there as District Judge he may have to spend even 10 years, 8 years, 12 years before he may be considered for High Court. As I said, Sir, there is no guarantee that he would be appointed. It is only the eligibility — if a Civil Judge is eligible after 10 years of service then there is no harm if a person can put in 3 years as District Judge which is a higher level, Appellate level for the purposes of eligibility. I would like to assure my honourable friends that the purpose of this is to improve our standards, to draw upon or create that pool from which we have the capacity to draw upon for the higher judiciary of Pakistan. The intention is to improve our standards, intention is to increase the area from which we can draw upon for the purposes of the higher judiciary. We do not intend to, in any way, curtail the rights of any person especially I would like to assure the Members of the provincial judiciary that they have given us excellent Judges and we would like to hope that we will continue to get excellent Judges from the provincial judiciary also but in looking up to the provincial judiciary we do not want to take away a stream, an area, a source which has provided us also with good Judges in Pakistan. The history of Pakistan shows Sir, that they have done well and served the judiciary of Pakistan well and therefore, if the Constitution gives us that opportunity, gives us that facility we would not like to deny ourselves that opportunity simply because of a technical fault in the law itself. So, we have made this technical correction in the interest of the judiciary. I don't think we can make any appointment in the next ten years, eight years, people would have to come in, may be we will have to coax them to come into this side we will have to serve on the judicial side and then Sir, may be in years to come somebody will be fit enough to man the High Court of Pakistan. Thank you, Sir.

Mr. Chairman : Thank you. This concludes the discussion on the principles of the Bill and its general provisions. I would now put the question. The question is :

“That the Bill further to amend the Civil Services (Qualifications for Appointment as High Court Judges) Act, 1965 to be called [The Civil Services (Qualification for Appointment as High Court Judge) (Amendment) Bill, 1988] as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The Motion was carried)

Mr. Chairman : The motion is carried. Now, this brings us to the next stage of clause by clause reading and for that I think if the honourable Minister would agree we might give an opportunity to the honourable Members to file their amendments. Two days, notice is required under Rule 89 and this is what I am saying if you can file your amendments by Saturday evening, I think it would satisfy the conditions or the requirements of the rule. So, we will take up the second reading of this Bill on Sunday with the amendments.

We take up the next item which is the Draft Rules I think we had made quite satisfactory progress yesterday. We now take up the Rules which had been deferred because there were certain amendments suggested which had to be considered. We start with Rule 5. The amendment filed by Mr. Wasim Sajjad was that in rule 5, in sub-rule (2), the words “or it other wise comes to the notice of Chairman” be omitted.

Mr. Sartaj Aziz : I would support that amendments Sir.

Mr. Chairman : I think the consensus was that this should be omitted and we accept that? Do you agree?

(The amendment was adopted)

Mr. Chairman : Right. Then rule 5 with the amendment is adopted. Next we come to Rule 8. Are you moving this amendment Mr. Javed Jabbar?

Mr. Javed Jabbar : No, I am not pressing this.

Mr. Chairman : So Rule 8 without amendment is adopted. Next Rule 12.

Mr. Javed Jabbar : Not pressed.

Mr. Chairman : Amendment in Rule 12 not pressed. So Rule 12 is adopted. Then Rule 14.

Mr. Javed Jabbar : Pressed, Sir.

Mr. Chairman : Amendment in Rule 14 pressed. The amendment is :

“That in Rule 14, sub-rule (1), after the word “precedence” occurring in the third line, the following words and commas be inserted, namely :—

‘and so as to give fair representation to different groups, associations, parties, individuals’.

Mr. Sartaj Aziz : Sir, I think this is something which should be followed more by tradition rather by rigid rules and the discretion should be left with the Chairman nominating the panel of presiding officers the Chairman can give representation to various groups but this is not something that should be legislated upon in the Rules, Sir.

Mr. Javed Jabbar : Sir, in filing the amendment of course one respects the fact that the Chairman of the House will keep this in consideration but then Mr. Chairman, the onus seems to be through out the rules in making things extremely specific and binding on the members. I mean when you look at it from the member's point of view every single rule is a binding rule that circumscribes and defines every little step that we have to take in the Senate. Now therefore, there should be some degree of reciprocity and for the future as a matter of principle where the number of certain groups or independents may be more than what they exist today, I feel there should be no objection to make this binding upon the Chairman as well and the Chairman in consonance with the composition of the House should nominate the panel of presiding officers.

Mr. Chairman : The Chairman will certainly have to abide by whatever the House decides by way of rules. There is no question of that. I think the Chairman does not exercise any independent judgement where a rule exists but I am not aware of any Parliament where a rule of this type has been prescribed. The reason for that is when you say in your formulation that different groups, associations, parties and individuals.

Now, there may be an odd individual in a House of 87, his term would come, I think in the 29th or 30th session, 87 divided by 3 and he will have to wait and I think every-time whether he would exist in the House for that period of time or not one wonders. This is why these things are not provided but I think a Chairman ordinarily is supposed to hold the scales even between the different groups, between the holders of different point of view and between political parties once we have them. So, I think the better counsel would be that we leave it to the good sense of the Speaker or the Chairman.

Mr. Javed Jabbar : The word 'individual', is unfair or inappropriate but I do believe that when you look at the names of the panel of presiding officers in the Senate in the last three years, I don't find that you know people out side the ruling party have been given kind of representation which at least I as an individual feel they deserved.

Mr. Chairman : Well, that would not be correct if that is the case but I don't think there has been any deliberate attempt to do that and I think from time to time we have given as a matter of fact I don't know and this is one of the difficulties of the Chair, I remember professor Khurshid is sitting before me, he was amongst the first who was designated on one of the panels. Now whether he belongs to the Government or to the opposition this is for you to judge.

(Interruption)

Well, a defined political party is sitting in the House but I think but I think this would not be correct and if you consider the numerical strength of the Government party and the rest then I think whatever has been done you will find that it is not, I am particularly conscious of some of these little matters because it is human nature I know that they upset people and I for one would not like to do anything which upsets any Member of the House unnecessarily.

Mr. Javed Jabbar : Sir, in response to your comments I do not press that amendment.

Mr. Chairman : Well thank you very much. Then, we adopt the Rule 14 without any amendment. Next is 17. This is that for the word "forty", in Rule 17 the word "thirty", should be substituted.

[Mr. Chairman]

I think it is not a question of quarrel, "thirty", is also a sufficiently long time if somebody absent himself for thirty days I think

(Interruption)

There is a constitutional provision

Mr. Javed Jabbar : Sorry, what is the constitutional provision?

Mr. Wasim Sajjad : You see the membership of a House cannot be terminated simply because he is absent.

Mr. Chairman : That is right.

Mr. Wasim Sajjad : The Constitution provides that he is absent for forty days then he loses his seat otherwise by rules you cannot take away that membership.

Mr. Chairman : So, we have to abide by the Constitution?

Mr. Wasim Sajjad : Yes, Sir.

Mr. Chairman : Right. Rule 17 without amendment is adopted. Then Rule 19.

Mr. Javed Jabbar : Yes Sir, Rule 19, definitely pressed.

Mr. Chairman : Next Rule 19. There is an amendment by Mr. Javed Jabbar, at serial No. 5 of the List of Amendments.

Mr. Javed Jabbar : Yes, Sir, this is definitely pressed.

The purpose of moving the amendment is clear. If they wish to respond to this.

Mr. Chairman : This is, in fact, covered by one of the very elaborate rulings that I have given already. If you want to incorporate it, make it a rule, I have no objection.

Mr. Javed Jabbar : Yes, Sir, because I think the Chairman's ruling is, of course, useful but what is the harm in having this as part of the Rules of Procedure because we find that in practice this is not followed.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I oppose this amendment for the reason again that this is a matter of convention and we have had these rules for such a long time and we have followed that. As far as giving in advance the actual agenda is concerned some times there are difficulties.

We do provide something which is tentative agenda. We have given it to the House but some times we have to change it in the interest of the House and some times in the public interest. Therefore, departing from something which has stood the test of time would not be desirable. We should not try to bind it down to something which we may not be able to achieve. So, it is better to leave it to convention, to good sense and to mutual consultations—whatever the process is going on at the moment.

Mr. Chairman : No, I refer to the convention as established by the ruling that I had given on this very subject that there has to be a Calendar of sittings—may be it is provisional, and I think after that ruling I have noted that you have also been very punctually and dutifully filing a Calendar of sittings, but it had to be departed for reasons which we all understand. So, the convention is being followed but if somebody wants to convert it into a rule, I think, it is for the House to decide.

Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد : شکریہ ! جناب چیئرمین ! گو میں
ان دو کمیٹیوں کا ممبر تھا جنہوں نے یہ رولز تیار کئے ہیں لیکن
جیسا کہ ہماری یہاں روایت ہے کہ ہم یہاں پر میرٹ پر گفتگو کر
رہے ہیں اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے اگر اس میں مجھے
کوئی اختلاف کرنا پڑے تو میں اختلاف کر نہیں کوئی وقت محسوس
نہیں کرونگا اسی بنا پر میں دراصل جناب جاوید جبار صاحب کی تائید
کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات جناب وزیر عدل نے غالباً صحیح کہی ہے
کہ بالعموم ایسی چیز کبھی نہیں جاتی۔ لیکن دوسری طرف یہ بات
بھی ایک حقیقت ہے کہ کچھ ممالک نے اس کنونشن کا اس حد تک
اعلان کر دیا ہے کہ وہ قانون تو نہیں ہے لیکن ایک declared policy

[Prof. Khurshid Ahmed]

dates ملے ہیں اور تمام رولز آف پروسیجر کی اور پارلیمنٹری پریکٹس کی کتابوں میں بھی وہ کیلنڈر دیا جاتا ہے۔ خود ہندوستان میں یہ چیز ہے میرے علم کی حد تک کہ وہاں انہوں نے بالکل exact dates دی ہیں۔ ٹھیک ہے کچھ وجوہ سے departure ہو سکتا ہے لیکن یہ ہے کہ ایسا کیا گیا ہے۔ اسی طریقے سے مینر پارلیمنٹری پریکٹس میں بھی یہ چیز دی گئی ہے کہ Queen's speech یا King's speech جو ہوتی ہیں وہ دراصل وہی کام ہے جو یہ دینا چاہ رہے ہیں۔ چونکہ ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوا بلکہ روایت یہ قائم رہی ہے کہ صدر کی جو اسپیچ ہے اسکا کوئی تعلق گورنمنٹ کی policies سے یا اس سیشن میں کئے گئے کام سے یا prospective legislation سے نہیں ہوتا۔ تو اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ جاوید جبار صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے یہ قابل غور ہے اور حکومت کو اس کے اوپر کھلے دل سے غور کرنا چاہیے۔ شکریہ!

Mr. Chairman : Mr. Javed Jabbar

Mr. Javed Jabbar : I would like to clarify Mr. Chairman, that since your ruling what we are being given, I think, are dates of sittings but at no point, I recall, any indication being given to the House for the whole year approximately.

Mr. Chairman : It is for the whole year. We do get it.

Mr. Javed Jabbar : The dates have not been communicated.

Mr. Chairman : The dates are also being communicated.

Mr. Javed Jabbar : Therefore, Mr. Chairman, it strengthens the argument for incorporating this into the Rules of Procedure because it is not a totally binding amendment, it gives you lee-way to be flexible.

Mr. Sartaj Aziz : Sir, the best we can do is to present a tentative schedule rather than a binding schedule, and since it is not a binding schedule hence it cannot be in the rules. So, the convention that you have established as a result of your ruling should be good enough and the purpose is being served. Rule will be useful if we can have something more clear-cut and binding and that, for the reasons the Justice Minister mentioned, cannot be done.

Mr. Chairman : One via media can be and I will put it to the Minister for Justice and Parliamentary Affairs that the exceptions which have been quoted at the end of the proposed amendment could be modified as follows :

“ The announcement of such a schedule of anticipated dates would not prejudice the constitutional right of the President to summon a session whenever deemed necessary nor will such a schedule prejudice the powers of the Chairman as set out in rule 19(1) nor the powers of the Government or the majority to change the schedule depending on business”.

I think if you add that then you have all the flexibility.

Mr. Wasim Sajjad : No, Sir, it is not necessary. We would like to go by the existing rule.

Mr. Chairman : I suggest it as a via media otherwise we will have to put it to the vote.

Mr. Wasim Sajjad : Yes, Sir, it may be put to vote.

Mr. Chairman : Well, then in that case the question is :

“That the amendment suggested by Mr. Javed Iqbal to Rule 19(1) be adopted”.

(*The motion was negatived*)

Mr. Chairman : The amendment is rejected.

Next Rule 22. The amendment proposed by Mr. Javed Jabbar reads :

That for Rule 22, the following be substituted, namely :—

“22. Allotment of time for transaction of business.

(1) On Sundays private Members' business shall have precedence.

Provided that if any Sunday is holiday and no sitting is held on that day, private Members' business shall have precedence on the next working day.

(2) In addition when private Members' business has been pending in the House awaiting transaction for thirty days from the date on which notice was given the Chairman may allow one extra day in a week for private Member's business.

(3) On all other days no other business except Government business shall be transacted except with the consent of the House”.

Mr. Wasim Sajjad : Opposed, Sir.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, the purpose is obvious. As our experience has shown in the past three years for months on end items of legislation proposed by private Members have been left pending either due to the fact that private Members' day in any case is a wishful description of what amounts to barely three hours at which the attendance of the Senate is also appreciably lower, therefore, Mr. Chairman, while, of course, the Government can sound very re-assuring that it wants to encourage private Members' legislation, the experience of the past three years has shown that unless you provide for this kind of a protective mechanism, private Members' business will always receive extremely low priority. As for the contention made by the honourable Minister earlier that these rules have served us well, may I point out that these Rules of Procedure have barely been used for four years from 1973 to 1977 when we lost the opportunity to use the rules. There-

fore, four years or six years is by no means enough time to prove the efficacy of these rules.

Prof. Khurshid Ahmed : Mr. Chairman, I also support Mr. Javed Jabbar on this point.

Mr. Javed Jabbar : Thank you.

Mr. Chairman : The only point is, I think, let me explain to you the scope of the amendment. Except for sub-clause (2) of the proposed amendment, the rest is practically and, in principle, the same as proposed in the original draft to which the amendment is suggested. In sub-paragraph (2) the only addition is that :

“In addition when private **Members'** business has been pending in the House awaiting transaction for thirty days from the date on which notice was given the Chairman. may allow one extra day in a week for private **Members'** business”.

If you want to do some thing on that basis, a better formulation could be that :

“Depending on the volume of the pending business the Chairman may with the consent of the House appoint one extra day as private members' day”.

Prof. Khurshid Ahmad : I think it is all right.

Mr. Wasim Sajjad : Opposed, Sir.

Mr. Chairman : Even with the consent of the House ?

Mr. Wasim Sajjad : Sir, the House can always grant it. Why to put it in, Sir ? That is already there in the rules.

Mr. Chairman : Because in that case the House or the Chair at least would take notice of the volume of pending business.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, at the moment what we have experienced in the National Assembly and also in this House is that sometime we do not have sufficient time for Government business and this one day for private business is actually a convention all over wherever we have parliamentary democracy, and it is a fact we have to accept it that private Members' business does take a lower priority to the Government business.

Mr. Chairman : That is provided in the rule itself.

Mr. Wasim Sajjad : Therefore, Sir, why do some thing new at this stage. As I said those rules which have been time tested, where the Chairman has the discretion, the House has the power to suspend Government day and have extra day for private Members' business—it is there. Why do we provide some thing new which is going to create difficulties for the Government business. Sir, I would oppose it vehemently and I would like to go back to the old tradition. Whatever has been going on for so long, I would like to follow that, Sir.

Mr. Chairman : Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد : کم از کم پچھلے تین سال کے ریکارڈ کی روشنی میں تو وزیر عدل کو زیب نہیں دیتا کہ وہ یہ بات کہیں کہ سرکاری کام کے لیے ان کے پاس مناسب وقت نہیں رہا۔ ہم مسلسل ایک دن مل رہے ہیں ایک دن غائب ہیں۔ ایک دن مل رہے ہیں دو دن چھٹی کر رہے ہیں۔ اور اس طرح وہ دن جو آئین نے مہیا کئے تھے ہمارے لیے انہیں ہم پورا کر رہے ہیں کام نہ کر کے آرام کر کے چھٹی لے کر کے۔ اگر یہ صورت حال ہو تو یہ کہنا کہ گورنمنٹ کے پاس وقت نہیں ہے، گورنمنٹ کا کام نہیں آ سکا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ بڑی غلط بات ہے۔ ان کو سختی سے اس بات پر غور کرنا چاہیے۔ اور جس طرح آپ

نے فارمولیٹ کیا ہے میں سمجھتا ہوں بہت معقول اور بہت معتدل
ہے تاکہ اگر کام ملتوی ہو تو پھر چیئر مین

taking cognizance of that and taking the leave of the House may
provide for another better opportunity. I think that is a must.

Mr. Chairman : Well, this is for the House to decide.

Mr. Wasim Sajjad : No Sir, it is opposed ?

Mr. Chairman : Right. Then, I will have to put the question.

The Question is :

“that the amendment suggested by Mr. Javed Jabbar to
Rule 22 may be adopted”.

(The amendment was negatived)

Mr. Chairman : Rule 22 is adopted. Let us take up the next Rule 26.

Mr. Javed Jabbar : Not pressed.

Mr. Chairman : Not pressed, then Rule 26 is adopted.

جناب سرتاج عزیز : جناب جو لسٹ pending ایٹم کی
آئی ہے اس میں ۲۴ تو لکھا ہے ۔ پتہ نہیں کیوں لکھا ہے ۔

but there is no amendment, so I don't know, why it was listed as pending
item.

پروفیسر خورشید احمد : اس وقت دراصل جہاں تک مجھے
یاد ہے جب ہم بحث کر رہے تھے جناب چیئر مین نے یا پھر

[Prof. Khurshid Ahmed]

کسی ممبر نے یہ کہا تھا کہ اس بہر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے
ہم نے طے نہیں کیا تھا اور اس کو pending کر دیا تھا۔
جناب سرتاج عزیز : ٹھیک ہے۔ کوئی چینج نہیں ہے۔

Mr. Chairman : I think, it may be a mistake.

Mr. Sartaj Aziz : Let us consider it after it.

Mr. Chairman : But Rule 24 is adopted, I think in that case because there is no amendment.

Then, we come to Rule 26 that I think you are not pressing it.

Mr. Javed Jabbar : Not pressing.

Mr. Chairman : The Rule 26 is adopted and we come to Rule 28.

Mr. Sartaj Aziz : That was linked to Rule 24, the one we left over because in Rule 24 we mentioned it.

Mr. Chairman : No, I think, I have noted something else in the context of Rule 28. Rule 28 sub-clause (2) reads :

“Private Members’ business set down for any day and not moved on that day shall not be set down for any subsequent day, unless it has gained precedence at the ballot held with reference to that day”.

We did not decide this and we decided on that occasion that this should be taken up with Rule 24 and Rule 26 which are also deferred.. This was the rationale or the of the whole thing. We had decided that Rule 24, 26 and 28 part (2) would be taken up together. I think Mr. Wasim Sajjad had pointed out that these should be taken together. Now we adopt them as they are.

Mr. Wasim Sajjad : Yes Sir.

Mr. Chairman : Right. The next is Rule 29..

Mr. Javed Jabbar : I press it Sir.

Mr. Chairman : Pressed. One is by Mr. Javed Jabbar and the other is by Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir.

Mr. Wasim Sajjad : No, I have moved an amendment Sir.

Mr. Chairman : You have also filed an amendment. No, but the earlier one ~~they~~ have not been dropped. There is one by Gen. Saeed Qadir which says :

“that an Address by the President under clause 1 and 3 of Article 56 shall be laid on the Table by a Minister, as soon as may be, after the Address”.

And then (b), he has not repeated that has lapsed. Then, we take up, only Mr. Javed Jabbar's amendment which says :

“that in Rule 29, in Sub-rule (2), for the words ‘as soon as may be’ appearing in the beginning, the words ‘within fifteen days’ be substituted”.

This is an attempt to make it more precise and the amendment moved by the Minister for Justice is :

“that in Rule 29, in Sub-rule (2), after the word and comma “President,” the words and comma “and a copy of such Address has been made available by the President's Secretariat,” be inserted”.

Let us dispose of Mr. Javed Jabbar's amendment first and then we come to the other one.

Mr. Javed Jabbar : Sir, as experience has shown there have been inordinate delay in providing copies of the President's Address and laying them on the Table of the House, in arranging for the debate on the President's Address. We in fact raised a privilege motion on this subject. So, it is very clear the purpose of the amendment is to give a binding time frame and the excuse that may be put forward that to make correct transcripts of the President's Address may take time. I think is a matter that applies to the highest level of authority in the land & all possible measures can be taken to ensure that 48 hours, 72 hours, one week, ten days as much as ten days may be taken up to correct the transcript, so that 15 days becomes a reasonable period of time. That is why I press this amendment.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I oppose this amendment. The honourable Senator has mentioned and referred to the period when we were going through that teething problems and when we had no rules on the subject and the debate on the President's Address got delayed because there were no rules on the subject. Now what we have provided is that "as soon as may be" which means even within two days, three days as soon as the President's Address is delivered, I think, you Sir, had the opportunity to point that out that the convention is that soon after the President makes the Address to the joint House, thereafter when the copies are available, the matter is discussed individually in both Houses. Even 15 days from that point of view may be too long. But it is improper, I feel, to bind down by virtue of days. I think, this is a much more proper and flexible provision. It means that as soon as the arrangements are made that is the Address is there, it can be brought to the House and the Rules are there, it can be debated. And after the rules are framed Sir, you will recall that the matter was immediately brought for discussion to the House. There was no delay after that and an earlier on there was delay only because we had no rules on the subject and this is precisely what the Indian legislature says, this is probably what the conventions in England also say on this matter.

Mr. Chairman : This argument I do understand that this is in fact covered by the ruling that I referred to earlier 'as soon as may be' and I think in that on one occasion I had to say that fourteen days also appears to be too long a period for 'as soon as may be' but I really do not understand what you are proposing now that a copy of such Address

has been made available by the President Secretariat. Supposing the President Secretariat for arguments sake, goes on strike and does not provide a copy to this House, must this House then be deprived of its right to discuss the President debate.

Number two; I think in that ruling and also according to the convention and the very purpose for which this particular constitutional amendment had to be made was that the Address of the President is really words put in the mouth of the President by the Government. So, the question actually of waiting — for the Government to wait till it gets President's Address from the President's Secretariat I think, is absolutely unjustified.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I will explain it.

Mr. Chairman : Frankly my appeal to you would be that this is something on which the Government should not insist.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I will explain and if you feel that I should not press it, I will not press it. But I will just explain the circumstances which actually do happen in this situation.

Mr. Chairman : Right.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, the past occasions have shown that the Address of the President is brought by the President and sometimes he also makes remarks which are not in the printed Address. Now this is natural for a person when he is speaking he does say something and then thereafter we are required to get an authenticated copy to be placed on the Table of the House. It is not just any copy and the copy that we receive Sir, bears the stamp of the President Secretariat and they certify that this is the correct copy. This is what we have done but if you feel Sir, it is not necessary

(Interruption)

Mr. Chairman : Excuse my interruption. The Address which the President gives to the House or to the Parliament, it has to bear the stamp of the Parliament itself. It does not have to bear a certificate or a stamp of the President Secretariat. You have got arrangements for recording, you have arrangements for transcripts, you have an arrangement for comparing, all the staff, I think, about 90 people are busy just on this and if we can not prepare a correct transcript of what the President has said

Mr. Wasim Sajjad : I would not press it.

Mr. Chairman : Thank you very much. So, both are withdrawn. So, the Rule 29 is adopted.

(Rule 29 was adopted)

Mr. Chairman : Next we come to Rule 32-A. Javed Jabbar Sahib.

Mr. Javed Jabbar : Sir, I want to protect the right to move or to raise a question of privilege which is being taken away by the proposed rule and one believes that you can certainly take away the right to move an adjournment motion but a question of privilege must always be given . . . the opportunity to be raised at the earliest time; it may relate to a substantive issue. So, the thrust of this particular rule prevents a Member from doing so.

Mr. Chairman : I don't follow. I don't think that there was any intention or even the plain meaning of this .

Mr. Javed Jabbar : Sir, I am referring to the wording of Rule 32-A which says : "Notwithstanding that a day has been allotted for discussion"

Mr. Chairman : I see, it is in connection with that . . . Please.

Mr. Sartaj Aziz : At the moment, it says that a day which has been allotted for the discussion of President's Address and other business of a formal character can be transacted, this means that if there is a deadline for placing a Bill on the Table of the House that can be done things which don't consume time so that the time allocated for the President's Address is not affected. For that purpose, it says—formal business excluding privilege and adjournment motions may be transacted on such day. I think if we allow the tabling of the privilege motion on that day then the purpose for which the day has been reserved and allotted for this purpose. **this purpose would be lost.**

Mr. Chairman : But the right of a Member to move a ~~privilege~~ motion is not sacrificed, is not taken away. He retains the right but he may have to await till the discussion on the President's Address has been finished.

(Interruption)

Mr. Javed Jabbar : That is alright but then you are postponing the consideration of that question of privilege by giving precedence to the debate that may continue for a week, four days, three days, one doesn't know. But I am saying that a question of privilege can relate to both institutional and personal privileges, so why should that privilege opportunity be taken away?

Mr. Chairman : The only point is that by the same token that the President's Address may take a week, a privilege motion also can take more than a week to discuss and then you cannot delay. On the one hand you say that the discussion on the President's Address is vital. It is a Constitutional right which must be exercised within a reasonable time and the address is to be laid as soon as possible. So, keeping that in mind, I think, the privilege motion.

(Interruption)

Mr. Javed Jabbar : Sir, I know. But I said Sir, privilege in a situation, in a country where you had a precedence, where a fundamental issue like the continuation of Martial Law under a democratic system or in a democratic system was held to be a question of privilege, it is a very substantive issue and it was raised at the right time, it was deter-

[Mr. Javed Jabbar]

mined and discussed at the right time. So, in future too, we should not exclude, we should not shut out this one opportunity that is given to Members to raise an issue that may be of very urgent importance.

Mr. Chairman : I think, it is really a neat arrangement for arranging the business of the House. Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: On second thought میرا خیال بھی یہ ہے جناب چیئرمین! کہ یہاں privilege کی ضرورت نہیں ہے۔ adjournment motions ہی کو exclude کیا جائے، میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا اس لیے کہ privilege motion کا اصل مقصد یہ نہیں ہے کہ ایوان پورا وقت اس موشن کی نذر کر دے بلکہ privilege motion کا مقصد یہ ہے کہ ہاؤس کے نوٹس میں ایک چیز آ جائے اور میں کم از کم اس قسم کا مسد، مثال کے طور پر ایک ممبر اگر illegally گرفتار کر لیا گیا۔۔۔

Mr. Chairman : The difficulty is if we are agreeing to postponing say adjournment motions or not taking adjournment motions on that day, I think, this is within my experience or this is within the experience of all of us sitting here that privilege motions are brought in on a number of occasions only that they should be heard in the House although they are not privilege motions and they are intended to be substituted of an adjournment motion. But they are converted and they are given a name of privilege motion. They are raised as a question of privilege only because they think that a privilege question would enjoy preference over an adjournment motion. So, we have to stop that also.

Mr. Javed Jabbar : That is a separate aspect. It is not covered by this.

Mr. Chairman : No. No. But I think, this is within your experience, within my experience that essentially questions which could have been at best be treated as adjournment motions, they have been presented as question of privileges. I think, on a number of occasions this has been my experience and this is upto the House. Mr. Sartaj Aziz, I think that you are the author of some of this . . .

Mr. Sartaj Aziz : Sir, the idea was that if a day is fixed for the President's Address and you allow also the discussion of privilege motions then the time allocated for the discussion of the Address can be reduced substantially.

Mr. Chairman : And it would detract attention also from the very vital matters which may be covered in the President's Address. But again, I think, it is upto the House — Mr. Wasim Sajjad.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, it is again I think, the privilege of the Chairman. He can not fix the privilege motion if he feels that it is not of that vital importance but I think, on second thought, privilege is a vital matter and in deference to the sanctity of the House I would say that I would have no objection if this privilege motion is allowed to be raised. Of course, the Chairman has the discretion not to place it before the House for discussion.

Mr. Chairman : Right. We will accept that.

Mr. Javed Jabbar : I am so grateful. Thank you.

Mr. Chairman : So, excluding adjournment motions, we take out the words "privilege and".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : So, the amendment is accepted, and the rule with the amendment is adopted.

(The Rule 32—A as amended was adopted)

Mr. Chairman : Next.

Mr. Javed Jabbar : Rule 32 A. (2) :

Mr. Chairman : Rule 32 A Sub-Rule (2) :

The amendment is :

“That for the words “may be postponed” occurring in the second line, the words “shall be postponed for not more than forty eight hours” be substituted”.

Mr. Wasim Sajjad : Opposed, Sir.

Mr. Chairman : This is really some of the contradictions in our approach. On the one hand you are saying that privilege motions are a must and they must come in and then on the other hand, you don't want the debate on the President Address to be postponed even for 48 hours.

Mr. Javed Jabbar : For not more than 48 hours.

Mr. Chairman : This is what I am saying. In one case you are detracting from the urgency of discussions, starting a discussion on that.

Mr. Javed Jabbar : No.

Mr. Chairman : At any rate.

Mr. Javed Jabbar : Sir. We are protecting both opportunities — in proposing this one is not doing away with the other — simply saying that the Government should not set aside or reduce the significance of the debate on the President's Address if some matters may be awkward or embarrassing or controversial which the Government may try to avoid facing in the House. So, that is why the time provision has been proposed.

Mr. Chairman : You are not pressing it.

Mr. Javed Jabbar : Yes, Sir.

Mr. Chairman : Right. So, 32-A (2) without any amendment is adopted.

(Rule 32—A(2) was adopted)

Mr. Chairman : Next Rule 36.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, this is an amendment which I have suggested and I would like you to kindly consider it. Sir, at the moment we have one day on which we have no question hour and that day is Sunday. Question Hour is a vital hour and it evokes a lot of interest. The question is which of the days should be the day on which there is no question hour. In the National Assembly Sir, we have no question hour on Wednesday, so that we do have a question hour on the Private Members Day which is Tuesday and we don't have a question hour on Wednesdays. In this manner Sir, once a week we have more time to transact the business. I am looking ahead Sir. I am looking to the times when the Senate will be very busy and there may be a lot of business and keeping that in mind I thought that it would be more appropriate if we do not have the question hour on Thursdays and do have it on Sundays. So, that is the idea Sir. That will also be in line with the National Assembly's practice which is going on at the moment.

Mr. Chairman : No. This is not necessary that we follow the National Assembly's practice but on Sunday, on a Private Members Day the questions were done away with for the simple reason of which there has been a complaint already that we are not devoting enough time to private Members business. And Question Hour is really, it is Government business. It is the Government which has to answer; which has to account for its deeds of commission or omission whatever they are. So, we thought that this one hour should be added to the time available for transaction of private Members business. That is really the whole rationale.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, on Thursdays, because normally we try and meet in the mornings and I hope, this practice will continue. The Members would like to go back to their homes in the afternoon, so that, we can get more work done. If you do away with Question Hour on Thursdays rather on Sunday. On Sunday, it is a Private Members Day and I am sure, the people enjoy the Question Hour, it is good to have it. In the National Assembly, we have no problem. It is during the week. In fact, you see, first day after we come back from our week-end vacation and I am sure,

Mr. Chairman : But it is for you to decide. Personally I am not in favour of taking away this one more hour from Private Members Day.

Professor Khurshid Ahmed : Mr. Chairman we assure the Minister for Justice that we enjoy it on Thursday also. Don't encroach upon the Private Members Day on Sunday.

Mr. Wasim Sajjad : No. We are not, you see, we have actually . .

(Interruption)

Mr. Chairman : I don't think this needs to be pressed.

میرے خیال میں چھوڑیں ۔

(Pause)

Right. We adopt it without any change.

Prof. Khurshid Ahmed : Thank you.

Mr. Javed Jabbar : It is a technical kind of formality.

Mr. Chairman : No there has to be, I think, one day in a week and on a Private Members Day what does the rule say ?

Mr. Javed Jabbar : No, this is a kind of formal amendment to simply take care of the proviso earlier suggested. If there is any other day set aside for Private Members business on that day also there should not be any Question Hour.

Mr. Chairman : I think that is reasonable, that is logical.

Mr. Javed Jabbar : Right.

Mr. Chairman : Then we adopt it with that amendment.

Mr. Javed Jabbar : Thank you.

Mr. Wasim Sajjad : Which amendment ?

Mr. Chairman : This is on "Sunday" or any other day which has been fixed for Private Members Day because earlier we have approved a rule that if Sunday is a holiday then the Private Members Day would be the next day, Monday.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, it may not be possible because you fix the questions in advance. We have questions for that day normally we have to suspend the Question Hour on that day.

(Interruption)

Mr. Chairman : That is I think one of the problems.

Mr. Wasim Sajjad : So I don't think it is practicable to do this.

Mr. Chairman : I think you are right. There would be practical difficulty, I think that is quite correct. Leave it as it is, I think it does not make any difference.

Mr. Javed Jabbar : Okay, alright.

Mr. Chairman : We adopt it without any amendment.

(The Rule 36 was adopted without amendment)

Mr. Chairman : Then Rule 45.

Mr. Javed Jabbar : Sir yes this I press.

Mr. Chairman : 45 pressed. What is being suggested is that in Rule 45, in paragraph (iv), the words "or technical" occurring in the third line, be deleted.

Mr. Javed Jabbar : Yes Sir.

Mr. Chairman : It shall not ask for an expression of opinion, the solution of an abstract legal or technical question.

Mr. Javed Jabbar : Sir, the reason why I suggested this amendment Mr. Chairman, as you well know this is the only legislature in the country which has reserved seats for technocrats. Now, tactic on the part sometimes of Government systems is to evade answers and this gives them even greater opportunity. Now, the whole point of the Senate is that we have certain technical expertise. So, why give them this escape clause of "or technical". I mean it just does not harmonise with the concept of this legislature.

Prof Khurshid Ahmed : I think technically it is not necessary here. It can be deleted.

Mr. Chairman : It can be deleted at the same time, I think, there may be some advantage also. I can really, conceptually, if somebody asks that can you design the Kalabagh Dam or supposing you reduce the height of the Kalabagh Dam from whatever it is to so and so and so and so, what is your opinion? Will this drown actually Frontier areas or Sind areas or whatever it is? Now that sort of a technical question becomes very difficult to answer in the form of question and answer. Take another ridiculous example. Somebody were to say, can't we manufacture an atom bomb in this particular manner A, B, C and D? It would be a technical question.

Mr. Javed Jabbar : But Mr. Chairman, that you can hold inadmissible on other grounds.

Mr. Chairman : This is why we want actually some mooring for . . .

(Interruption)

Mr. Javed Jabbar : But Sir, in this you are giving a very big escape clause. They will be flooding into this escape clause to avoid many questions.

Mr. Chairman : It can be, you are quite right that it can be misused also and I think

Prof. Khurshid Ahmed : I would suggest that this should be deleted.

Mr. Chairman : We delete it if that is the sense of the House.

Mr. Wasim Sajjad : Yes Sir, this is something new if the House says delete it, I think, we will delete it.

Mr. Chairman : Right. Then we delete it.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : The amendment is adopted, and the Rule is also adopted.

Mr. Javed Jabbar : Right.

Mr. Chairman : Then we come to Rule 45(x), for the word "six", the word "three", be substituted.

Rule 45(x) - "it shall not repeat in substance questions already answered in the Assembly or Senate or disallowed by the Chairman during the last six months"

Mr. Javed Jabbar : Sir, in pressing this amendment Mr. Chairman, as you are well aware situation concerning any of the Ministries can change very quickly, six months is a very long period of time, I mean you know as you well know there have been so many adjustments in the import policies because the Federal Government says that the international situation changes, so we are not bound to a decision we took four months ago. So, why give a six months ban on this?

Mr. Chairman : I don't remember where but somewhere we have reduced the period of six months which was there in the previous rules to four months.

Mr. Sartaj Aziz : Sir, it was during the last two sessions.

Mr. Chairman : During the last two sessions, then since the sessions are being held at a considerable interval we wanted to fix some period but the six months period was reduced I think in one case to four months.

Mr. Wasim Sajjad : Let us make it four months.

Mr. Javed Jabbar : Four months.Okay.

Mr. Chairman : Right. So, substituting the word, "six", by "four", the rule is adopted.

(Rule 45(x) was adopted with amendment)

(Rule 45(x) was adopted with amendment)

Mr. Chairman : Next rule 45 (xxii). The amendment is :

"That it shall not ask for information on matters prejudicial to the integrity and security of the country."

The amendment suggested is that paragraph (xxii) be deleted.

Mr. Wasim Sajjad : No Sir, it is

Mr. Javed Jabbar : My submission is Mr. Chairman, that you have already adequate discretion when you scrutinise questions that are sent to you. You can already in any case hold them inadmissible but this kind of

(Interruption)

Mr. Chairman : I have always to refer to the rules and with a very clear conscious. . .

(Interruption)

Mr. Javed Jabbar : I know you do . . .

(Interruption)

Mr. Chairman : I have to write that this is against rule so and so

(Interruption)

Mr. Javed Jabbar : I know, I know Sir, but this again is a very large blanket clause

(Interruption)

Mr. Chairman : And this is also something which is constitutionally protected, so I hope you don't press this.

Mr. Javed Jabbar : Okay.

Mr. Chairman : After all this is a very serious matter of integrity and security of the country.

Mr. Javed Jabbar : I know Sir, but it is a question of interpretation you see.

Mr. Chairman : Well that you have to leave to the good sense of the Chair.

Mr. Javed Jabbar : Alright, Sir.

Mr. Chairman : Not pressed. Rule 25 adopted

(Rule 45(xxii) adopted)

Mr. Chairman : Then Rule 48. The amendment is that the rule should be deleted.

Rule - 48.

"A question shall not be asked (except as to a matter of fact) in respect of matters which are or have been the subject of correspondence between the Federal Government and a Provincial Government".

[Mr. Chairman]

This is also a very old rule and Mr. Wasim Sajjad would be saying has stood the test of time.

Mr. Javed Jabbar : But what is the test of time, Sir? Mr. Chairman, under this you can virtually exclude, I mean you know, you can refuse to allow Parliament to take cognizance of so many subjects simply because there has been correspondence between Federal and Provincial Governments.

Mr. Wasim Sajjad : No Sir, I don't think that is a correct interpretation. Here we are saying, "a question shall not be asked", you can move an adjournment motion, you can do anything else but you cannot ask a question as regards the correspondence except as regards a matter of fact. So, if there is some fact involved that seeking information on a factual matter that is permissible but as to the correspondence, what has gone on, what is the opinion of the Government on this matter or that matter.

Mr. Chairman : I think correspondence between the Governments, correspondence of Ministeries with the Cabinet or interministerial, no question is either permitted, in fact no question is asked in any Parliament to that effect.

Mr. Javed Jabbar : Except as to a matter of fact, you feel as sufficient protection

(Interruption)

Mr. Chairman : I think that is sufficient actually to get . . .

Mr. Javed Jabbar : Okay. Sir, not pressed.

Mr. Chairman : Not pressed. Then we come to Rule 55.

Mr. Sartaj Aziz : Actually it is not 55, it is 56 but the number is wrongly given.

Mr. Chairman : Now, this is, I think, something which I would request you to really consider very seriously.

Mr. Javed Jabbar : Not pressed, Sir.

Mr. Chairman : No. you are not pressing yours but Mr. Wasim Sajjad has changed the entire Rule 56 as well as Chapter VII-A.

Mr. Wasim Sajjad : Yes Sir, I have not changed actually, what I have done is that originally in the rules as they are, half an hour is allotted for matters arising out of a question.

Mr. Chairman : I think you are correct.

Mr. Wasim Sajjad : Now what was done was Sir, that in reframing...

Mr. Chairman : If you want to restore the original Rule 56A, I am all in favour of this.

Mr. Wasim Sajjad : We are restoring that Sir.

Mr. Chairman : Right and this was actually the job of the Committee; the committee had somehow amalgamated that Rule 56 with the new ...

(Interruption)

Mr. Wasim Sajjad : Sir, what we are doing? We are restoring that and adding a new chapter as to call attention notices. That is what we are doing, Sir.

Mr. Chairman : Right. Now the call attention notice, I think, requires then consideration. Then we accept the Law Minister's suggestion that the original Rule 56 is restored.

Mr. Javed Jabbar : What do you mean by 'original', Sir? You mean the recommended version?

Mr. Chairman : No. No. In the rules as they exist already under which a discussion took place only the other day. May I read that out or you have got a copy of the rule?

Mr. Sartaj Aziz : It has been circulated.

Mr. Chairman : No. No, the original Rule 56 I mean.

Mr. Sartaj Aziz : It has been circulated but is wrongly listed as 55A. It should be written as 56. It reproduces the old Rule 56.

Mr. Chairman : This permits half an hour discussion on a subject which has been the subject of question and answer previously. So, we are restoring this. Is it acceptable?

Mr. Javed Jabbar : You are scrapping every thing from the recommended version?

Mr. Chairman : No. No. We will come to that separately. This is being added after Rule 55. The existing Rule 55 reads :

“There shall be no discussion on any question or answer except as provided by Rule 56”.

And we are now providing Rule 56 as it stood in the original rules.

Mr. Wasim Sajjad : Rule 56 as original.

Mr. Chairman : Then, we come to chapter VII — Call Attention Notice.

Mr. Sartaj Aziz : Before you move to that, there is a very small amendment. In the old Rule 56 (2) it is said:

“56 (2) : The notices received under sub-rule (1) during a week ending Saturday . . .”

Sir, ‘Saturday’ should be changed to ‘Thursday’ because that was the old weekend.

Mr. Chairman : I think, it is a good suggestion. We will adopt that. So, old Rule 56 is restored with the amendment suggested by Mr. Sartaj Aziz.

Prof. Khurshid Ahmed : Mr. Chairman, in the old Rule 56 (1), in line 1 instead of ‘seven’ can we think of making it ‘six’ because in a week there are six consecutive working days. There are not seven working days. In a week there are six working days. So, it means that you have full one week.

Mr. Chairman : It is talking of consecutive working days. I think they have to be circulated separately. In seven days opportunity is being given only once. It is not related to week. It is related to working days — seven working days.

Prof. Khurshid Ahmed : It is 'seven consecutive working days'.

Mr. Chairman : But six can be in one week and one can be in the other week. This is also how consecutive working days are computed.

Prof. Khurshid Ahmed : If it is done then it means that in one week there would be one occasion.

Mr. Chairman : You want actually that in one week there should be one occasion.

Prof. Khurshid Ahmed : Yes, Sir. It should be :

"56 (1) Once in a period of six consecutive working days, the Chairman may . . .". Some thing like that.

Mr. Chairman : I have no objection.

Mr. Wasim Sajjad : I think we should still go by whatever has already been provided in the rules which we are inserting because there can be seven working days in a week — suppose we work on Fridays, it is possible, then that would make seven.

(Interruption)

The rules provided for that. We could possibly work for seven days in a week. So, there is nothing wrong. As I said again time tested, some thing which we have learnt to live with and we have worked these rules, so, why to change it at this stage. I think we would go by whatever has been done.

پروفیسر خورشید احمد : "طرز کہیں پہ اڑنا ، آئین نو سے ڈرنا"

Mr. Chairman : I think we adopt it Rule (56) as it is with the only change that Mr. Sartaj Aziz has suggested.

Now, we come to a more ticklish question. Have you (referring to Mr. Wasim Sajjad) circulated your amendment?

Prof. Khurshid Ahmed : We have just received it. We have not studied it.

Mr. Wasim Sajjad : I would like to explain it, Sir. This is 'Call Attention Notices'. We have been considering — Mr. Sartaj Aziz, myself and some other friends, we have been considering this and discussing this for days together. There were several difficulties, Sir. First of all, as I said, I am looking ahead to the time when there may be a lot of business in the House. We already have half an hour for adjournment motions, we also have this half an hour for discussion on any answer arising out of a question.

Mr. Chairman: Once in seven consecutive days.

Mr. Wasim Sajjad : Yes, Sir, once in seven consecutive working days. The question was how should we bring in this concept of 'Call Attention Notices' without taking away too much time from the normal business of the House. For that, Sir, we consulted the practice which the Indian Legislature has adopted. They have from time to time changed this and this (the amendment suggested by Mr. Wasim Sajjad) was the latest change which was brought in their rules on the subject and we thought that this was practical and also allowed discussion on matters of importance every day. Therefore, Sir, we have taken advantage of the latest experience of that legislature and we have recommended that that be adopted for this House also. Actually it has been taken from Kaul. It is at page 954 of the latest edition.

Mr. Sartaj Aziz : It is at pages 952—954.

Mr. Chairman : The only thing is that you have certainly copied it from Kaul and this is the Indian practice but I think with all due deference when we say “*نقل را عمل باید*”. You are saying that the notice should have been received by 10 O'clock. It says :

“(2) All call attention notices received in a week would be kept alive and placed before the Chairman from day to day along with notices received upto 10.00 hours on the day on which the notices were put up.”

Then further on it says :

“On the last day of the week the notice is received upto 10.00 hours . . . ” etc.

If you look at Kaul they start actually their sessions, their sittings ordinarily at 11.00 O'clock in the morning. Here we start at 9.00, 9.30 or 10.00 a.m. So, you cannot possibly deal with a notice which you have received at 10.00 O'clock when the House sits or is ready to sit.

Mr. Wasim Sajjad : We can make it Nine O'clock.

Mr. Chairman : This is what I am saying, that this is actually what is to be changed?

Then the other thing is that as for 'Call Attention Notice' is concerned, we have really made it into something very elaborate. The whole thing is that it should take the load of the adjournment motions and it should be a subject which should measure up to the ordinary criteria that we apply to the admissibility of the adjournment motion but it should not be an adjournment motion — a Member should give notice of three days and if the Minister agrees, he stands up and makes a statement on that and that is the end of it. No discussion, no debate, nothing.

Mr. Wasim Sajjad : We have provided for that.

Mr. Chairman : But I think it is differently worded. I have read it in a hurry but I am not satisfied with the language.

Mr. Wasim Sajjad : We can change the language.

Mr. Chairman : If somebody would consider it over the weekend and I think we can come back to it on Sunday.

Prof. Khurshid Ahmed : I have just got it, Mr. Chairman, and I feel that the original proposal of the Committee was far better.

Mr. Chairman : No. That also suffers from one defect I think and Mr. Wasim Sajjad rightly pointed that out. We have amalgamated the Call Attention Notice with this half hour discussion in a week or seven consecutive days arising out of Questions and Answers. The two should not have been combined.

Prof. Khurshid Ahmed : That can be modified.

Mr. Chairman : Now, we have segregated the first part. This means that in the existing rule, as we have it, there have to be some changes even otherwise. For example, Rule 56 (1) in the present draft, that we are considering, will have to go because here we had said :

“The Chairman may allot on any two days in a week half an hour for raising discussion on a matter of sufficient public importance including matters which have been the subject of a recent question — started or unstarred”.

Now this,” including matters which have been the subject”, we have taken Rule 56 — restoring the original rule 56.

As for this portion :

“The Chairman may allot on any two days in a week half an hour . . . etc.,”

to what I think Mr. Wasim Sajjad was objecting that this would become too much. So, instead of ‘two days in a week’, you can make it ‘one day’ or it can be a more simple affair. Some thing, for example, has happened in Karachi or all of a sudden some thing happens in Chitral as Qazi Latif Sahib was moving this morning. We may not be able to admit it as an adjournment motion but this would satisfy the House if a Member gives a notice of that particular matter; that so and so incident has occurred, will the Government make a statement on this? What are the details? After this whatever arise — whether you bring another motion or do some thing else, that would be a separate matter. But authentic facts of a particular incident, of a particular matter would be known and that could be once in a week. In fact, actually in some of the Parliaments, for example, British Parliament starts with an half hour or fifteen minutes question/answer session which the Prime Minister answers directly and no notice is given. Just on the spur of the moment a question is raised — some thing of topical importance has happened which is raised. So, I think we have to think in those terms.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, but I would be very reluctant to agree to taking away from the time that is allotted for other business of the

House. Already we have a lot of time — half an hour for adjournment motions, then half an hour here and then privilege motions. It takes a lot of time. So giving additional time either we can say ; Okay, the total time taken for this and the adjournment motions would be half an hour, that would be something but if we are going to provide this by way of additional then we have to . . . limit that and be very very strict in defining what sort of matters could be taken up by the Chairman.

Mr. Chairman: No, again I think, our Parliamentary practices have yet to develop but in most countries on an important issue, even on the visit of an important dignitary from outside, the Minister concerned gets up and makes a statement that the House should be glad to know or would be sorry to learn whatever the situation may be that so and so thing has happened.

Mr. Wasim Sajjad : That provision is there Sir.

Mr. Chairman : Now, that provision is there and if the Minister has a right to do this *suo moto*, the members should also be given the right to ask a question to that effect or to raise an issue to that effect and will the Minister kindly inform the House on so and so issue.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, that is being done there.

Mr. Chairman : That is really the call attention notice what is meant by them.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, this is being done. What is being done is the re-wording, of course and change what is being done is that there may be, let us say, twenty notices received by the Chairman, on, let us say 'Sunday', he will pick up one which in his opinion is most important or he feels that a statement is necessary and he will ask the Minister to make a statement on that day.

Mr. Chairman : That is right.

Mr. Wasim Sajjad : Next day or whatever the day is fixed again, all the notices he receives upto that day will be kept alive and again he will pick out one for a statement. So,

[Mr. Wasim Sajjad]

we are keeping alive the provision of adjournment motions for whatever purpose the people may want to use it but this is an additional thing which is being brought.

Mr. Chairman : Right.

Mr. Wasim Sajjad : It is te discretion of the Chairman if he feels that it a matter which calls for immediate comments, he will say okay, you make a statement on that. So, that is the purpose of this Sir.

Mr. Chairman : If you can re—phrase actually the wording.

Mr. Wasim Sajjad : Ser, all the week end we will consider it, the Secretariat will also considere it.

Mr. Chairman : And make it a very simple thing. I do not want this to take up or consume any time of the House it is really more for the information of the House that a Minister should make a statement on a particular matter. Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, is it the intent to restrict call attention notices to only one per day.

Mr. Wasim Sajjad : Yes.

Mr. Javed Jabbar : Right Sir.

Mr. Wasim Sajjad : That is Sir, as the result of experience there also, because it is additional to the adjournment motion. That is why . . .

Mr. Javed Jabbar : Therefore, also restrict the time to fifteen minutes as specified in your amendment.

Mr. Wasim Sajjad : Yes.

Mr. Chairman : That is right.

Mr. Javed Jabbar : The second point Sir, very minor one but I think in point 'two' of his circulated amendment—that the phrase 'be kept alive, makes it sound like, it's some kind of new born chick.

Mr. Wasim Sajjad : No, as I said we can change the language, you can keep it alive or keep it going or keep it current or keep it whatever.

Prof. Khurshid Ahmad : Mr. Chairman, may I make an observation?

Mr. Chairman : I think, the wording requires good deal of improvement but I have also one comment to make on the 'kept alive' The notices may be alive and placed before the Chairman from day to day alongwith notices received upto that day Professor Sahib, do you want to say something.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں دراصل یہ کہنا چاہتا تھا کہ غالباً ہماری سوچ میں اور وزیر عدل کی سوچ میں اس مسئلے کے ادھر بہت بڑا فرق تو نہیں ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ جس شکل میں کمیٹی نے اس تجویز کو پیش کیا ہے اسکا ایک فائدہ یہ تھا کہ ایڈجرنمنٹ موشن پر پریشر ہوتا ہے۔
جناب چیئرمین : وہی تو میں نے عرض کیا

پروفیسر خورشید احمد : اس کے لیے دو دن رکھے آدھا گھنٹہ اس کے لیے، اور اس سے خاصا فرق پڑ جائے گا میرا خیال ہے پھر اہم ایڈجرنمنٹ موشن ہی آئیں گے۔

Mr. Wasim Sajjad : Sir, giving more time in addition to adjournment motion, I would be very very reluctnat. I can not do that.

جناب چیئرمین : میرے خیال میں وہ مشکل ہو جائے گا۔

پروفیسر خورشید احمد : مشکل یہ ہوتی ہے کہ ہر سیشن میں میرا خیال ہے کہ جو ایڈجرنمنٹ موشن initially کم از کم غور کرنے کے لیے لے لی گئی ہیں ان کا بھی خاصا بڑا

[Prof. Khurshid Ahmed]

حصہ جو ہے وہ نہیں آتا -

Mr. Wasim Sajjad : Sir, then we are only dealing with adjournment motions and call attention notices.

consider

جناب چیئر مین :

and I think on Sunday we will take it up and I would request the Minister also to bring a revised draft.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I will go through it and the Secretariat will also go through it.

Mr. Chairman : Take it as simple as possible.

Mr. Wasim Sajjad : So, as I said the idea is that one can be picked up, let us say, twice in a week for a short statement and this was in addition to the adjournment motion.

Mr. Chairman : I think this would serve the purpose.

Mr. Wasim Sajjad : Twice a week at the end of the day.

Mr. Chairman : It can be earlier

Mr. Wasim Sajjad : Sir, again there is a reason for that. ~~Why~~ if we keep it at the end of the day, we are not consuming the main time and we keep the interest in the Press and the members would like to know what the Government is saying. So, we will keep the quorum question also alive Sir.

Mr. Chairman : Right, then this is postponed till Sunday. We take up Rule 59.

Mr. Sartaj Aziz : I would oppose that.

Mr. Chairman : Where is Rule 59.

Mr. Sartaj Aziz : This is, in line with the tradition of all Parliaments.

Mr. Javed Jabbar : The question shall not reflect on the personal conduct of the President. Sir, you see this whole definition of what it constitutes personal conduct and public conduct of the President.

Mr. Wasim Sajjad : It is a constitutional provision.

Mr. Javed Jabbar : No, it is a constitutional provision but by re-inforcing it in the Rules of Procedure. If it is a constitutional provision, why do we have to spell it out in the Rules of Procedure. You see the nebulousness of what is public conduct and what is private conduct or personal conduct has not been established.

Mr. Chairman : I think over the years it has been established. There was a very elaborate explanation given by the Minister for Justice himself and that is incorporated in one of the rules and I think this is something which is in the Parliament of every country.

Mr. Javed Jabbar : I felt that undue recourse is taken in Pakistan's history to this ~~excuse~~. Any way I do press the amendment Sir.

Mr. Chairman : Then I think, I will have to put it to the House. Is the amendment receivable ?

(The amendment was negatived)

Mr. Chairman : The amendment is rejected. Next is 64. This again is by Mr. Javed Jabbar.

Mr. Sartaj Aziz : I do not understand the purpose of it.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I do not understand the amendment at all.

Mr. Javed Jabbar : No. 19 is the amendment.

Mr. Chairman : No, Rule 64.

Mr. Javed Jabbar : Yes I know, in Rule, 64, if you look at amendment No. 19 that is the purpose of the amendment. I do not know how this has got in there, may be a mistake, there may have been some error in sending the amendment or in processing the amendment. My purpose is, to press the amendment No. 19.

Mr. Chairman : No, no, I think, it refers to this; "When a member is arrested on a criminal charge or for a criminal offence or is sentenced to imprisonment by a court or is detained under an executive order. . . ." and you are referring to this very rule that the words "or is detained under an executive order" occurring in the third and fourth lines, be deleted. This is what you are referring.

Mr. Javed Jabbar : Yes, but if you look at the amendment No. 19, I want to treat the detention under an executive order as a completely separate category rather than alongwith the others. Because the detention under executive orders in Pakistan is quite different and used in a different way than from normal criminal charges. One is seeking protection for the members of the House from political victimization which has been very frequent in this country.

Mr. Chairman : No, your amendment is two fold. Have you got a copy of it ?

Mr. Javed Jabbar : Yes Sir, I have.

Mr. Chairman : In the first, you suggest that 'or is detained under an executive order' this should be deleted and then further on you say that 'when a member is sought to be detained under an executive order, the executive authority. . . . '

Mr. Javed Jabbar : I think there this should be added.

Mr. Chairman : That is right. Actually this is what you are saying. . . . shall communicate to the Chairman its intention to serve the executive order at least seventy two hours prior to such order being served on the member and the Chairman upon being satisfied that sufficient grounds exist for the detention of the member through an executive order, shall give his consent to the serving of the order.' I think this is , you are placing too much of a responsibility on the Chair and the Chair is in no position to adjudicate in such matters.

Mr. Javed Jabbar : Not adjudicate, Mr. Chairman .

Mr. Chairman : But it comes to this.

Mr. Javed Jabbar : Sir, the Chairman is otherwise empowered to conduct the business of the House. He decides all questions of admissibility. Here it comes to protecting the rights of the members.

Mr. Chairman : Mr. Javed Jabbar I will just tell you that protecting the right of the members is really for the courts. Our privilege is hurt or the privilege of that member is hurt if something is done which is contrary to the rules and regulations. When you say, "when a member is sought to be detained under an executive order, the executive authority shall communicate to the Chairman its intention to serve the executive order at least seventy two hours prior to such order being served" which means that if a member, I am not saying actually and with all due deference to honourable members, I am one of them, that a member is going to commit a breach of peace, he is detained under an executive order under criminal section 107, this is an executive order. Now how can anybody know that intention of Mr. X, who is a member of the Senate that he is going to commit a breach of peace & he should be prevented from doing that, two days hence, three days hence.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, what you are referring to, are ideal conditions. What is the actual history of Pakistan? We have had people who were members of Parliament in the 70's, detained accused of anti-state activities anti-national activities, imprisoned, I mean we are talking of totally different conditions.

Mr. Chairman : Javed Sahib, it was also at a time when there was emergency; when the fundamental rules were suspended; when the writ jurisdiction of the High Court under 199 was barred, actually you are talking of those days.

Mr. Javed Jabbar : When those conditions occur ?

Mr. Chairman : When they occur you amend the rules also but when you say, and this is what I said that it is very difficult for the Chair to adjudicate in such matters. You are placing the responsibility on the Chair.

Mr. Javed Jabbar : Absolutely

Mr. Chairman : And "that prior to such order being served on the members and the Chairman upon being satisfied that sufficient ground exists for detention of the member"

Mr. Javed Jabbar : Absolutely Sir.

Mr. Chairman : How can the Chair satisfy itself. It means that we are taking away the authority. . . . We are a legislature; we are not the executive;

Mr. Javed Jabbar : Yes, but the executive needs to be checked any way, Sir. I press the amendment.

Mr. Chairman : At any rate you press the amendment. I put it to the House.

The motion was negatived

Mr. Chairman : The amendment is rejected.

(The Rule without amendment was adopted)

Mr. Chairman : Next.

Mr. Wasim Sajjad : Sir, should we not now take them up on Sunday ?

Mr. Chairman : I think, it has been long day. If this is the wish of the House then we will adjourn this sitting to Sunday to meet again at 9.30 in the morning, for official business. Thank you.

[The House adjourned to meet again at 9.30 of the clock in the morning on Sunday, the 31st January, 1988].
